بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاہِ افضل رحمتہ اللہ علیہ میرے مولا

زیر سرپرستی:

شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، عاشقِ رسول، قطب العالم،
فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثل، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ نور اللہ

حضرت خواجہ شاہ محمد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری
المعروف افضل سرکار رحمتہ اللہ علیہ

تحریر: ڈاکٹر فراز مُغل عارفی افضلی

پبلشرز: حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ
ملنے کا پتہ: ۶۸-۶۷ اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی، بلاک ۷/۸، کراچی

Marfat.com

5126

ذخیرہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

جو 2001ء میں میاں صاحب نے

پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطا فرمایا

Marfat.com

10

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاہِ افضل رحمتہ اللہ علیہ
میرے مولاؒ

زیر سرپرستی:

شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، عاشقِ رسول، قطب العالم

فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثل، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ نور اللہ

حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف **افضل سرکار** رحمتہ اللہ علیہ

تحریر: ڈاکٹر فراز مُغل عارفی افضلی

پبلشرز: حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ

ملنے کا پتہ: ۶۸۔۶۷ اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی، بلاک ۷/۸، کراچی

Marfat.com

81072

ذخیرہ

5066

اگر مہماں خیالِ نرگسِ جاناناں ہو جائے
تو محفل نور کی، میرا دلِ ویرانہ ہو جائے

پلادے جام اے ساقی بنا دے ایسا دیوانہ
جسے دیوانہ کہہ ڈالوں وہی دیوانہ ہو جائے

فقط اس آسرے پر رات کاٹی شمع نے رو کر
کہ شاید صبح تک زندہ میرا پروانہ ہو جائے

Marfat.com

5726

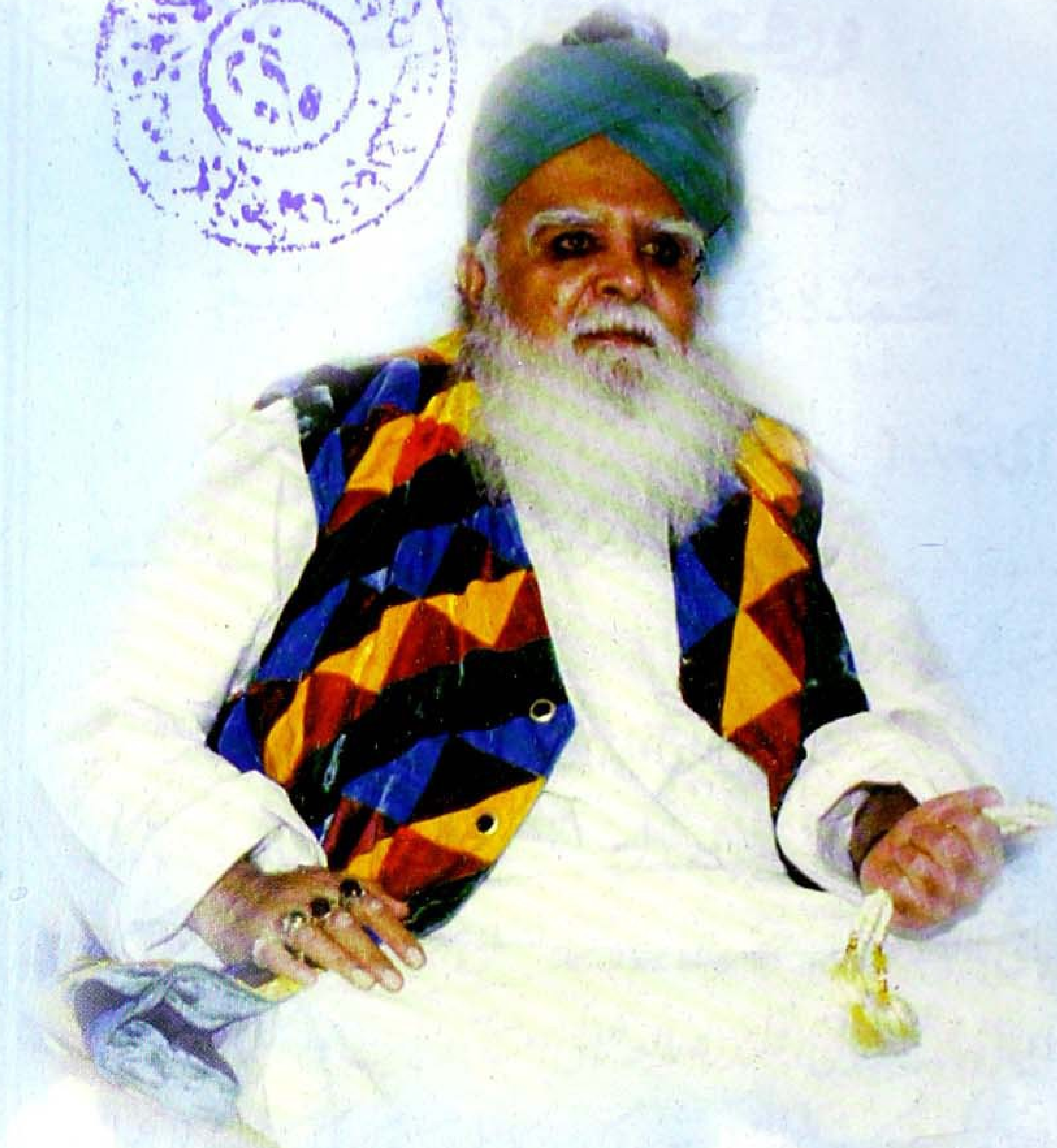

پروانہ شمع کو، دیتا دُعا ہر دَم
جلتی ہی رہے، ہمیشہ رہے روشن

Marfat.com

Marfat.com

باب ۱

وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ ؕ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی نَبِیِّ مُحَمَّدٍ عَلَیۡہِ الۡکَرِیۡمِ ؕ

اَمَّا بَعۡد !

میری انتہائے نگارش یہی ہے کہ تیرے نام سے ابتدا کر رہا ہوں۔

بنام نامی، آقائی، مولائی، مُرشدی، شاہِ شہاں، خواجۂ خواجگان، فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے نظیر، فقیر فانی فی اللہ، باقی باللہ، نور اللہ، حضرت شاہ مُحمّد افضل سرکار رحمتہ اللہ علیہ اور حسنِ ایمانی، رُخِ نُورانی، قلندرہ رابعۂ ثانی، مقام ولایت و رُوحانیّت کے اعتبار سے ایک مکمّل ذات، ایک کامل ہستی، ایک مستجابُ الدّعواۃ وجود، اور ایک ناقابلِ فراموش حقیقت ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:" وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ " (یعنی) اور ہم نے اے محبوب مُحمّد صلی اللہ علیہ وسلّم آپ کا ذکر آپ کی محبّت کی خاطر بُلند کر دیا۔ اپنے محبوب کے ذکر کو بُلند کرنا سُنّتِ الٰہی ہے۔ اور یہی حق

Marfat.com

آقائی، مولائی، مُرشدی ہے، جو اس خاکسار کی زندگی کا مقصد اور ہر طالبِ حق کا اوّلین فرض ہے۔

جب بات آئی ہمارے آقائی، مولائی، مُرشدی کی ذات اور شان وصفات بیان کرنے کی، تو ذرا الفاظ و بیان و آداب کی ستم گری تو دیکھئے کہ کیسے دست بستہ ایک مُجرم کی طرح نادم و پشیمان اپنے آقا کے حضور میں عرض کر رہے ہیں کہ اے میرے مولیٰ، ہم کہاں، آپ کہاں، ہم بے بس و محدود اور آپ کی ذات وصفات لامحُدود۔

جب آسمانِ طریقت کا بے مثل آفتاب (شاہِ افضل سرکار) رحمتہُ اللہ علیہ شریعت وطریقت، حقیقت ومعرفت کی منزلیں طے کرتا ہوا، اپنی آب وتاب کے ساتھ عالمِ لاہوت میں جلوہ گر ہوا، تو امرِ الٰہی اور حکمِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلّم) سے حُسن قلندری کے ماہِ تمام (قلندرِ رابعہ ثانی) کو مثلِ کوہِ نُور اپنے تاجِ طریقت وولایت میں جڑ کر اس عالمِ اسباب میں اپنی پوری شان وشوکت کے ساتھ طلوع ہوئے اور اپنی رُوحانی اور باطنی، نُورانی تصرّفات سے عرش وفرش کی ہر درمیانی شے کو اپنے نُورِ کامل سے منّور کیا، اور حلقۂ چشتیہ صابریہ عارفیہ افضلیہ کو اپنی باطنی نگاہِ کرم سے لازوال جلا بخشی۔

حضرت شاہِ افضل سرکار رحمتہُ اللہ علیہ کی بابرکت ہستی اُس بے مثل سیپ کی مانند ہے، جو کہ برسہا برس ساگرِ توحید ورسالت کی گہرائیوں

Marfat.com

میں ریاضت، مشاہدات اور استقامت سے پروان چڑھتے ہوئے اپنے سینۂ باطن میں قلندرہ رابعہ ثانی جیسے انمول گوہر کو جنم دیتا ہے اور اس نایاب گوہر کو ہر دو عالم کی زینت اور فخر کا باعث ٹھہرایا جاتا ہے۔

ابتدا کس سے، انتہا کس سے۔ فنا کس سے، بقا کس سے۔ کون خلوت میں اور کون جلوت میں۔ یہ نوراز و نیاز کی باتیں ہیں۔ یہ تو طالب و مطلوب کی مُحب و محبوب کی سمندرِ عشق میں ڈوب جانے کی باتیں ہیں۔ یہ معاملے تو وہی بہتر جانتا ہے جو کہ خالق و مالکِ حقیقی ہے۔ وہ ذاتِ پاک جو ہر شے سے بے نیاز ہے اور جو ہر شے پر اپنی قدرت رکھتا ہے۔

ے ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشہ کرے کوئی
دیدار کا شوق ہو تو دیدۂ من وا کرے کوئی

یہ غلامِ آقائی، مولائی، مُرشدی تو فقط گنہگار، سیاہ کار اور شرمسار ہے۔ یہ آدابِ طریقت اور مقامِ افضلیت کی ابتدا اور انتہا کا حق کبھی نہیں ادا کر سکتا۔ مگر اس عاجز کو اپنے کاملین کی عطا کردہ نسبت اور رُوحانی منزلت پر ایمانِ کامل اور حق الیقین ہے کہ بے شک ہم گناہگار سہی مگر مرشدین کی نسبت اور نگاہِ کرم کے صدقے اور وسیلہ سے اپنے رب کریم کو بے حد غفور اور ستار العیوب پائیں گے، جو ہمارے گناہوں کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ بے شک ہم لاکھ سیاہ کار سہی، مگر اسی نسبت کے صدقے اور وسیلہ سے ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہماری

Marfat.com

سیاہ کاریوں کو اپنی کالی کملی میں چھپالیں گے۔ اور ہماری شرمساری کو ہماری عاجزی سمجھ کر ہماری خامیوں کو ہم سے دُور فرمائیں گے۔ اور اس بیانِ شانِ آقائی مولائی مُرشدی کو اپنی بارگاہ میں قبول ومقبول فرمائیں گے۔ اور اس بیانِ پاک کو وہ قوّت اور تاثیر عطا فرمائیں گے جو کہ عاشقانِ عارفیہ افضلیہ اور بندگانِ خُدا کے لئے مشعلِ راہ بن جائے، اور ان کے رُوح اور قلب کی تسکین کا سرچشمہ ہو اور ان کی دینی اور دنیاوی کامیابیوں کا باعث بن جائے اور دونوں جہانوں میں سرخرو فرمائے۔ (آمین)

ربّ کریم کی بارگاہ میں صدقِ دل اور خلوصِ نیّت کے ساتھ یہ دُعا ہے کہ ہمیں اپنے مُرشدان کی ذات وصفات میں اس طرح حل ہو جانے کی توفیق عطا فرمائے کہ جس طرح ذاتِ رابعہ ثانی وجودِ شاہِ افضلؒ ہیں۔

رُخِ رابعہ ثانی میں ظہورِ شاہِ افضلؒ ہیں
وجودِ رابعہ ثانی ہیں ذاتِ شاہِ افضل ہیں

اے میرے اللہ پاک، ہم سب عارفی افضلی بچوں کے جسموں میں ہمارے آقائی مولائی مُرشدی کی رُوح پھُونک دے، اور ہمارے قلوب کو آقائی، مولائی مرشدی کی دھڑکن عطا فرما، اور ہماری حیات کو آپ کی یاد اور فرمانبرداری سے شاد و آباد فرما۔ اور مُرشدان کی دُعاؤں اور نگاہِ کرم سے دین و دنیا اور عاقبت بخیر فرما۔ آمین ! یارب العالمین بحق محمّد و آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

Marfat.com

شاہِ افضل رحمتہ اللہ علیہ

میرے مولیٰ

رابعہ مدظلہا

میری والی ہیں

Marfat.com

باب ۲

نسبت

شاہِ افضل میرے^(رحمۃ اللہ علیہ) مولیٰ، رابعہ میری والی ہیں
ستاروں سے میری نسبت اللہ نے سجائی ہے

یہ دل نشین ترانۂ عاشقین شان چشتیہ صابریہ عارفیہ افضلیہ سے دیوانہ وار رُوحانی اور قلبی محبت رکھنے والے جانثار پروانوں کے دلوں کی دھڑکنوں کا جذبۂ عاشقانہ ہے۔ اور یہ جذبۂ عاشقانہ ان کے رُوح وقلب کی جلا اور ایمان کی بقا اور نشوونما کا حقیقی نُور وسرُور ہے۔ اور اس محبت کی حقیقی عظمت کا عین دارومدار اس نسبت سے ہے، جو نسبت قلندرہ رابعہ ثانی کو شاہِ افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ اور نسبتِ شاہِ افضل سرکار، قلندرہ رابعہ ثانی سے ہے۔

نسبت کی حقیقت کو سمجھنا اور اسے پا جانا ہی ہر طالبِ حق کا اوّلین مقصد ہوتا ہے۔ یہ کمالِ نسبت ہی تو ہے جو عرش و فرش کے تمام درمیانی فاصلوں کو ایک پل یا اس سے بھی کم وقت میں مٹا دیتا ہے، اور دوست کو دوست کے روح بروح کر دیتا ہے۔ یہاں طالب، مطلوب

Marfat.com

اور محبوب، محب بن جاتا ہے۔ بس ایک مکمّل یکجائیت کا وجود جنم لیتا ہے۔ ایک ذات دوسری ذات میں مکمل طور پر شامل اور حل ہو جاتی ہے۔ اور اُس ذات سے ایک وجود جنم لیتا ہے۔ اور یہ وجود ناقابلِ تخصیص ہے۔ اس یکجائیت کے عالم میں ہر لمحہ دوست، دوست کے پیشِ نظر ہوتا ہے۔ نہ تو دیکھنے والی آنکھ بہکتی ہے اور نہ ہی قدم ڈگمگاتے ہیں۔

جب نسبت کی عظمت کا ستارہ عرشِ عظیم پر صاحبِ معراج بن کر چمکا اور جب نُور نُور کے پیشِ نظر تھا، تو ایسے عالم میں رب العالمین خود کو خود رحمتہ اللعالمین کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا، اور خود پر نازاں ہو رہا تھا۔ اور نُورِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلّم خُود کو خُود چشمِ الٰہی سے دیکھ کر نُورٌ علیٰ نُور بن کر فخرِ موجودات کائنات ٹھہرے۔

کون کس کی نگاہ میں کتنا مطلوب، کتنا محبوب، یہ راز تو رازدان ہی جانے۔ درحقیقت نسبت ایک بھید ہے۔ خود کو خود اپنے محبوب و مطلوب کی نظر سے دیکھنا، پرکھنا، پہچاننا، اور اپنی ذات کی قدر و منزلت کو پا جانا ہے۔

یہی وہ مقامِ رضا ہے، جہاں ارشاد ہوتا ہے "بتا تیری رضا کیا ہے"۔ اور رضا کی رضا تو تُو ہی تُو ہے۔ تجھ میں ہے، تجھ سے ہے، مقامِ توحید میں صرف تُو ہی ہے۔ دربارِ رسالت میں بھی صرف تُو ہی تُو۔ اور بارگاہِ ولایت میں بھی ہر شے تجھ سے۔ یہاں تک کہ میں بھی تجھ سے۔

Marfat.com

اور ہم ایک دوسرے سے۔ اور پھر ایک کبھی نہ ختم ہونے والا عشق و محبت کا سلسلہ چل پڑتا ہے۔ جتنا چاہو بڑھاتے جاؤ، یہ ختم ہونے کا نہیں۔ اس لئے کہ جو بقا کے لئے خود کو فنا کر دیتا ہے۔ اس کی ذات سے فنا کو ہمیشہ کے لئے فنا کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ بقاء کی وادیوں میں رہتا ہے۔ اور بقاء کی وادی کا مکین تو صرف اور صرف اللہ کی ذاتِ پاک ہے۔

مقامِ لامکانی ہے یہ عالم شاہِ افضلؒ کا

فنائے رابعہ ہو کر بقاء کی راہ پائیں گے!

جب بھی کوئی صادق پروانہ اپنی چشمِ باطنی اور نُورِ معرفت سے شمع افضلیہ کی طرف دیکھتا ہے، تو اسے ہمیشہ واضح طور پر نُورِ رابعہ دکھائی دیتا ہے۔ شمعِ افضل جلتی جا رہی ہے، نُورِ رابعہ نکلتا اور پھیلتا جا رہا ہے۔ اور یہ نورِ معرفت پروانوں کو اپنی طرف کھینچتا جا رہا ہے۔ پروانے اس نُور سے اپنے ہوش کھوتے جا رہے ہیں اور خود کو دیوانہ وار اس نُوری شمع پر نثار و قربان کئے جا رہے ہیں۔

پروانہ شمع کو دیتا دُعا ہر دم

جلتی ہی رہے ہمیشہ راہِ روشن

ہمارے آقائی مولائی مُرشدی شاہِ افضل سرکار رحمتہ اللہ علیہ اور قلندرہ رابعہ ثانی کی نسبت کی عظمت کی گہرائیوں کو نہ تو کوئی سمجھ سکا ہے،

Marfat.com

اور نہ ہی کوئی سمجھ سکے گا۔ آپ کی نسبت کی عظمت تو روزِ جزا دربارِ الٰہی میں سب پر عیاں کردی جائے گی، اُس وقت کوئی راز راز نہیں رہے گا۔ عاشقانِ حق نسبت کی حقیقت پاکر راحت وقرار پاجائیں گے، ان کو دائمی سکون حاصل ہوگا انشاءاللہ۔

اے میرے اللہ کریم، ہمارے قلب میں وسعت عطا فرما، روشنی میں اضافہ فرماتا جا، قلب کی بینائی کو اور بھی زیادہ تیز کردے، اور مُرشداں کے صدقے اور وسیلے سے ہمارے آقائی مولائی مُرشدی کی نسبت کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق اسی عالم ظاہر میں عطا فرما تاکہ کل قیامت کے روز ہم اپنی عقل کی ناسمجھی کے باعث ناسمجھوں میں نہ شمار کئے جائیں۔ اور اپنے مرشداں کے سامنے بھاری شرمندگی اٹھانے سے بچ جائیں۔ (آمین!)

حضرت صاحب فرماتے ہیں:

"فقیر وہی کامل ہوتا ہے کہ جس کا ہر مُرید اپنی نسبت کے بارے میں یہ یقین رکھے کہ مجھے فقیر سے سب سے زیادہ قربت حاصل ہے"

بالکل سچ فرمایا حضرت صاحب نے۔ ہم میں سے ہر ایک فقیری بچّہ، اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر اور اپنے ایمان کو گواہ بنا کر یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ صرف مجھے حضرت صاحب سے سب سے زیادہ قربت

Marfat.com

حاصل ہے۔ یہی فقیر کی نسبت کی کرامت، عظمت اور حقیقت ہے۔

جس کو چاہیں کر ڈالیں اپنے حسن کا شیدا
ایک نظر ہی کافی ہے، کامل شان والا ہے

جو فقیر سے جتنی محبت کا مالک ہے، وہ اتنی ہی روشنی کا مالک ہے۔ جب کوئی شخص نسبت کی محبت میں خود سے بے خود ہو جاتا ہے، تو ایسے شخص کو اہلِ محبت کی زبان میں صالح عاشق کہتے ہیں۔ یہ آتشِ عشق اپنے اندر ایک اور گہرا عالم رکھتا ہے، جو رُوح کو تڑپانے اور قلب کو بے پناہ گرمانے کی قوت رکھتا ہے۔ اس حال کو وہی بہتر سمجھ سکتا ہے جو کہ اس آگ میں ہر پَل جل رہا ہو۔

عشق کی منزلیں تم سے طے ہو گئیں
آگ ایسی لگی کہ وہ پھر نہ بجھی ....
شاہِ افضلؒ نے دیکھا فدا ہو گئے
عشق کی ایسی آگ جلی ....

Marfat.com

باب ۳

فقیرِ محمدیﷺ

شُکر ہے اس ذاتِ پاک کا جس کی یہ کرم نوازی ہے کہ اس نے اپنے دوست کی صحبت عطا فرمائی۔ دوست کی صحبت بڑی چیز ہے، اس لئے کہ دوست سے دوست کی رسائی ہوتی ہے۔

چشت اہلِ بہشت اپنی نوری نگاہ سے قلب میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی چنگاری پھونک دیتے ہیں۔ اہل اللہ کی نگاہ ضرور کام کرتی ہے اور وہ دلوں کو بیدار کر دیتی ہے۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں؛

"فقیر وہ ہوتا ہے جس کا سر ہر وقت اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ہوتا ہے۔ فقیر کی ہر وقت دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری ہوتی ہے۔"

قلندر اسے کہتے ہیں جو ہر شے سے بے نیاز ہو کر، یہاں تک کہ وہ اپنے آپ سے بھی بے نیاز ہو کر، براہِ راست اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

فقیر کی محبت اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہے۔ وہ دلوں

Marfat.com

میں گھس کر بولتی ہے۔ اہلِ دُنیا کی محبت ناسوتی ہے اور وہ زبان سے بولتی ہے۔ جو فقیر سے محبت کرتا ہے، وہ فقیر کے خیال میں رہتا ہے۔ فقیر کا خیال عالمِ ناسوت (عالم ظاہر یا دُنیا) سے لے کر عالمِ لاہوت تک کی سیر کراتا ہے۔ فقیر دن رات میں چالیس حالتیں بدلتا ہے۔ وہ کوئی بڑا ہی خوش نصیب ہوگا جس پر فقیر کی نگاہِ کرم پڑ جائے۔ فقیر کی محبت ایک درد ہے جس میں قرار نہیں، ایک نشہ ہے جس میں ہوش نہیں۔

کبھی کوئی فقیر مل جائے تو اُسے صرف فضلِ ربّی سمجھو اور شُکر ادا کرو۔ شکر بہت بڑی رحمت ہے۔ فقیر کی محبت ایک ایسی رحمت ہے، جو اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو عطا فرماتا ہے جن سے وہ راضی ہو گیا۔ جو جتنی محبت کا مالک ہے، وہ اتنی روشنی کا مالک ہے۔ اور جو محبت سے محروم ہے، وہ درحقیقت اندھیروں میں ہے۔ محبت کا مقام جب قلب پر ہوتا ہے تو یہ فنا کی منزل ہوتی ہے، اور جب محبت رُوح میں مقام کرتی ہے تو یہ بقاء کی منزل ہے۔

حضرت صاحب فقیر فانی فی اللہ باقی باللہ ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں صابری فقیر ہوں اور میرے سر پر ہر وقت حضرت صابر پیاؒ کی تلوار چل رہی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ صابری فقیر صدیوں میں ایک پیدا ہوتا ہے۔

فقیر کی محبت ایک لطیف نور ہے، جو اللہ اپنے ان بندوں

Marfat.com

کو عطا فرماتا ہے جو نیّت میں صادق ہوتے ہیں۔ جب تک نیّت میں صدق اور اخلاص پیدا نہیں ہوتا، راہ نہیں ملتی۔ جو صدق النیّت ہوتے ہیں وہ اپنے معاملات میں کامیاب ہوتے ہیں۔

ہر فانی شے کی محبّت بھی فانی ہے۔ اور جو فانی ہے، اس میں سکون و قرار نہیں۔ وہ انقلاب میں ہے۔ بقاء کی محبّت باقی ہے، اور اس میں سکون و قرار ہے۔ اہلِ محبت کو مشاہدے کا سہارا ہے، جو ایک قوت ہے۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں:

"میں فقیرِ محمّدی (صلی اللہ علیہ وسلّم) ہوں۔ اور میں نے اپنے ہر ایک بچّے کو دربارِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلّم) میں پیش کیا ہے"۔

یہ حضرت صاحب کی کرم نوازی ہے کہ جب اس فقیری بچّے کو دربار رسالت (صلی اللہ علیہ وسلّم) میں پیش کیا گیا اور اس کا احوال حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے سربسجود ہو کر شکرانہ ادا کیا' اور اس حاضری کا احوال سرِ عام محفلِ افضلیہ میں پیش کیا گیا۔

مرشد پاک علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں:

"اہلِ طریقت کا خواب تفسیر ہے، اور اہلِ دُنیا کے خواب کی تعبیر ہے"۔

میں نے حضرت صاحب کے عطا کردہ چشم باطن اور نُورِ معرفت

Marfat.com

سے دیکھا کہ آستانہ عالیہ رالعہ ثانی پر محفل سماع ہو رہی ہے۔ اور محفل سماع کا اہتمام قلندرہ صاحبہ کے آستانہ پاک کے باغ میں ہے۔ قلندرہ صاحبہ مسند نشین ہیں، اور تمام حلقۂ عارفیہ افضلیہ موجود ہے۔ ماحول پُرنُور اور روشن ہے۔ محفل اپنے پورے رنگ پر ہو رہی ہے۔ ہر طرف ذکر، وجد اور رقص ہو رہا ہے۔ حضرت صاحب کی منقبت پیش کی جا رہی ہے۔

اتنے میں دیکھا کہ حضرت صاحب اپنے حجرۂ پاک کی کھڑکیاں کھول دیتے ہیں۔ آپ ہمیشہ کی طرح پُرنُور اور پُروقار نظر آ رہے ہیں۔ آپ اہلِ محفل کو سلام کر کے اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں، اور ارشاد فرماتے ہیں "آج بہت مُبارک دن ہے۔ آج آپ سب کو عکس محمّدی (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی زیارت عطا کی جائے گی"۔

پھر آپ خاموشی سے کچھ تلاوت فرماتے ہیں، اور اپنی شہادت کی انگشت سے ایک خوبصورت اشارہ فرماتے ہیں۔ آپ کا اشارہ فرماتے ہی محفلِ سماع کے عین بیچوں بیچ عکس محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کا نُورانی ظہور ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کا عکس مُبارک دیکھتے ہی میری قلب و زبان پر کلمہ طیّب باآواز بلند جاری ہوتا ہے۔ دل خوشی سے جُھوم اُٹھتا ہے اور رُوح سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے قدموں پر نثار ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی عمر مبارک اس وقت پچاس پچپن سال کی ہے۔ اور آپ کا ظہور سراپا نُور ہے۔ ابھی میں آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلّم کا دیدار کر رہی رہا تھا کہ عکسِ محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم حاضرینِ محفل سے سلام کے ساتھ مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

"اللہ اور اس کے رسُول (صلی اللہ علیہ وسلّم) آپ سب سے خوش اور راضی، اور خاص طور پر شاہ محمد افضل اور رابعہ ثانی سے۔ وہ جو دین کی خدمت کر رہے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسُول (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی محبت ڈال رہے ہیں، اللہ کے پاس اُن کے لئے بڑا اجر، بڑا ثواب۔ اللہ کے رسُول (صلی اللہ علیہ وسلّم) آپ سب سے بہت خوش، بہت راضی۔"

یہ ارشاد فرما کر پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلّم محفل سے تشریف لے گئے۔ اس خوش نصیبی پر جتنا رشک کیا جائے کم ہے، جتنی مُبارکباد دی جائے کم ہے۔

آمین ثُمّ آمین

Marfat.com

باب ۴

میرے صابر رحمۃ اللہ علیہ کرم

حضرت صاحب فرماتے ہیں، میں صابری فقیر ہوں، اور میرے سر پر ہر وقت صابر صاحب کی تلوار چل رہی ہے۔

یا حضرت صاحب پیا، میں دیکھ رہا ہوں کہ چند نُورانی افراد کے ہمراہ میں کلیر شریف میں خواجۂ خواجگان، حضرت علی احمد صابر پیا کلیری رحمت اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دے رہا ہوں، اور اس وقت میں حضرت صابر پیا رحمت اللہ علیہ کے روضۂ پاک کے سامنے باادب کھڑا حاضری دے رہا ہوں۔ میری آنکھوں کے سامنے کا منظر بڑا ہی دلفریب اور ایمان افروز ہے۔ حضرت صابر پیا رحمت اللہ علیہ از خود اپنے روضۂ پاک کے اوپر سفید نورانی کفنِ پاک زیب تن فرمائے تشریف فرما ہیں۔ آپ کی ذاتِ پاک سے تجلّیاتِ الٰہی کا ظہور ہو رہا ہے۔ آپ سرتاپا قدح نورِ اعلیٰ ہیں۔ آپ اپنے روضۂ پاک پر اس طرح تشریف فرما ہیں جیسے کوئی شہنشاہ اپنی سلطنت کے تختِ عالیہ پر جلوہ افروز ہو۔ سارا ماحول آپ کے وجود سے روشن اور پُر کیف ہے۔ حضرت صابر پیا

Marfat.com

رحمت اللہ علیہ کا کفن پاک زیب تن فرمانے کا ایک عجیب و نرالا انداز ہے۔ وہ یہ کہ آپ کا دایاں دستِ مُبارک آپ کے کفن پاک سے باہر نکلا ہوا ہے، اور ایک نُور کے آتش فشاں کی طرح نظر آرہا ہے۔ میں آپ کا دستِ پاک کفنِ پاک سے باہر دیکھ کر کچھ حیرت میں مُبتلا ہو جاتا ہوں۔ پہلے میں صابر صاحب علیہ الرحمت کی خدمت میں مؤدبانہ سلام پیش کرتا ہوں۔ اور پھر اپنی گزارش آپ کے دربار میں باادب عرض کرتا ہوں۔ میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ "یا شاہِ کلیر" آپ اپنے روضۂ پاک کے اُوپر، کفن پاک زیب تن فرمائے، اور کفن پاک میں سے آپ کا دایاں دستِ مُبارک کیوں کہ باہر نکلا ہوا ہے؟ ازراہِ کرم میری تعلیم فرما دیجئے تاکہ میری بے چینی کا خاتمہ ہو اور قرار نصیب ہو۔

حضرت صابر پیا رحمت اللہ علیہ میری طرف بڑے پیار سے متوجہ ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں "میں اپنے روضہ کے اوپر، کفن سے اپنا ہاتھ باہر اس لئے نکالے رکھتا ہوں کہ جب بھی میرا کوئی مُرید مشکل میں ہوتا ہے، اور مجھے پُکارتا ہے، تو میں اس کی مشکل کشائی کرتا ہوں اور اپنا دستِ فیض اس کے سینے پر رکھ دیتا ہوں، تاکہ اس کی تکلیف دُور ہو جائے، اور اللہ اس کے قلب کو راحت و سکوں نصیب کرے"۔

جب میں نے آپ کا یہ فرمانِ پاک سُنا، تو ایک بار پھر حضرت صابر پیا رحمت اللہ علیہ کے دربارِ عالیہ میں اپنی عرض پیش کی کہ: "یا صابر پیا

Marfat.com

میں بھی دکھ درد کا مارا ہوں اور تکلیف میں ڈوبا ہوا ہوں۔ میری بھی مُشکل کشائی کیجئے''۔

حضرت صابر پیا میری عرض سماعت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ''بیٹا، میرے برابر لیٹ جاؤ''، میں ڈرتے ڈرتے باادب آپ کے برابر لیٹ گیا۔ آپ نے اپنا نورانی دستِ مُبارک میرے جلتے سینے پر رکھ دیا۔ اور پھر آگے کی حقیقت اور حالات کو الفاظ بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ کیونکہ صابری لطف و کرم کیا ہے، یہ تو کوئی صابری عشق میں سُلگنے اور تڑپنے والا ہی سمجھ سکتا ہے، جان سکتا ہے۔ جیسی محبت، ویسی نسبت' اور جیسی نسبت ویسا کرم۔ اور کرم بھی صاحبِ کرم کی شان کے مطابق۔

میرے صابر کرم ہو، نگاہِ کرم
آپ کا ہوں مجھے بھی نبھا لیجئے
صدقۂ پنجتن، ہو نگاہِ کرم!
اب تو دامن میں اپنے چھُپا لیجئے
میـــــــرے صابر، کرم ہو کرم
میرے صابر، کرم ہو، نگاہِ کرم

آپ کا ہوں مجھے بھی نبھا لیجئے
ان کی چوکھٹ تو ہے بے کسوں کا بھرم
وقتِ مشکل وہ بیشک کریں گے کرم
ہو گی آسان مشکل سب کی وہیں
نام صابر کو دل سے ذرا لیجئے
میرے صابر، کرم، میرے صابر کرم کرم

81072

Marfat.com

باب ۵

راہِ طریقت

مُرشد پاک فرماتے ہیں:

" طریقت ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہونے کا نام ہے۔ اس لئے اسے احوالِ انتقال بھی کہتے ہیں۔ طریقت تلاش بقاء ہے۔ اس کے ذرائع ہیں:

اوّل ـــــ موت:۔ یعنی مرنے سے پہلے مُر جانا۔ اسے ترغیبی موت بھی کہتے ہیں۔

دوئم ـــــ مراقبہ:۔ یہ بھی ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہونے کا نام ہے۔ مراقبہ سے اوّل محبت، پھر مشاہدہ، پھر معرفت اور پھر دیدار لامکان حاصل ہوتے ہیں۔

سوئم ـــــ بالمشافہ مشاہدہ:۔ بزرگانِ دین اس عالم میں رہتے ہوئے عالم آخرت کی خبر رکھتے ہیں۔

چہارم ـــــ خواب:۔ طریقت کا خواب تفسیر ہے اور اہلِ دُنیا کے خواب کی تعبیر ہے۔

Marfat.com

راہِ طریقت میں قدم رکھتے ہی اپنی باگ دوڑ اللہ کے دوست کے ہاتھ میں دینی پڑتی ہے۔ اہل اللہ اپنے نُورِ نظر سے طالب کے قلب میں اللہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم کی محبت کی چنگاری پھُونک دیتے ہیں۔ محبّت کی ابتدا اُنس ہے اور انتہا عشق ہے اور عشق کے بعد مقام لامکان ہے۔ ایک کشف ہوتا ہے عالمِ اُنس میں، ایک عالمِ عشق میں، اور ایک عالمِ لاہُوت میں۔

ہر حال کا ایک ادب ہوتا ہے، جو اس ادب سے واقف ہوگیا، وہ اپنی منزل کو پہنچ گیا۔ اس حال کی حقیقت کا سب سے بڑا اصول محبّت ہے۔ محبّت میں سلیقہ اور قرینہ ہونا چاہیئے۔ (مراقبے کا پہلا زینہ محبّت ہے۔) اہلِ محبّت کو آدابِ گفتگو کا بہت خیال رکھنا چاہیئے۔ ہر شخص کو اپنے مقام کے مطابق گفتگو کرنی چاہیئے۔ اہلِ طریقت پر لازم ہے کہ محرمانہ گفتگو نامحرموں سے نہ کریں۔ بزرگانِ دین سے ہمیشہ صدقِ دل سے بات کرنی چاہیئے۔

جتنے لوگ راہِ طریقت پر قدم رکھتے ہیں انہیں دُنیاوی پریشانیاں آتی ہیں۔ پھر دل دُنیا سے متنفّر ہوجاتا ہے۔ پھر اللہ اپنی محبت عطا فرما دیتا ہے۔ پھر آخر میں دُنیا بھی عطا فرما دیتا ہے۔

انسانی قلب اللہ تعالیٰ کی محبت کے برتن ہیں۔ اور قلب

Marfat.com

وہ مقام ہے جہاں رحمان کا بسیرا ہے۔ اور یہیں سے نیکیاں جنم لیتی ہیں۔ قلب میں وسعت پیدا کرنی چاہیئے، تاکہ اتنی وسیع چیز یعنی حُبِّ الٰہی یا دردِ محبت اس میں سما سکے۔

اللہ تعالیٰ کی توحید یعنی اس کی محبت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ اللہ کی محبت ایک رحمت ہے، جو اہل اللہ کی صحبت سے حاصل ہوتی ہے۔ اس لیئے کہ اہل اللہ کی نگاہ انسانی قلب پر ہوتی ہے۔ انسانی قلب اللہ کی محبت کے برتن ہیں جو برستی بدلیوں میں برتنوں کے مُنہ کھول دیتے ہیں، ان کے برتن بھر جاتے ہیں۔ اور جو برستی بدلیوں میں برتنوں کے مُنہ نہیں کھولتے، وہ رحمت کے پانی سے محروم رہتے ہیں، کیونکہ ابرِ رحمت گزر جاتا ہے' جو برتن سالم نہ ہو اس میں کچھ بھی نہیں رکھا جا سکتا۔ قلب کی سب سے بڑی قوّت اللہ کی محبت اور اس کی معرفت ہے۔

”قلندر اُس ہستی کو کہتے ہیں جو ہر شے سے بے نیاز ہو کر اپنے قلب میں عشقِ الٰہی اور معرفتِ الٰہی کا نُور بسا کر اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور یہ سچّی محبت کے مالک ہوتے ہیں۔“

قلندر کو نُورِ محبت سے خلق کیا جاتا ہے۔ عشقِ الٰہی اور رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم ایک لطیف نُور ہے۔ جو اس نُور کا مالک ہے، وہ اپنی چشمِ باطنی سے اور نُورِ معرفت سے دیدار لامکان کا ہر وقت

Marfat.com

مشاہدہ کرتا ہے۔ اہلِ طریقت کو مشاہدے کا سہارا ہے، جو ایک بہت بڑی قوّت ہے۔

طریقت ایک ایسی راہ ہے جس میں اپنی باگ دوسرے کے ہاتھ میں دینی پڑتی ہے۔ اور انسان کو خود سے دست بردار ہونا پڑتا ہے۔ صبر اور شکر کا توشہ ساتھ رکھنا پڑتا ہے۔ اہلِ طریقت پر شکر کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ جو ہر وقت شکر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

باب ٦

سوئے معرفت

جب کوئی اللہ کا بندہ صدقِ دل اور خلوصِ نیّت سے اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، تو اللہ اپنے بندے کی پکار سن لیتا ہے۔ راہِ معرفت میں اللہ تعالیٰ کا پہلا کرم توبہ کی توفیق، پھر اپنے ذکر کے دروازے اس پر کھول دیتا ہے۔ فقیر کی صحبت اللہ کی صحبت ہے۔ فقیر کی صحبت سے قلب کی روشنی تیز ہو جاتی ہے۔ اور یہ روشنی قلب اور رُوح کی غذا ہے۔ اور اس روشنی کو نورِ معرفت کہتے ہیں۔ قلب کی روشنی فقیر کی محبت اور صحبت سے قائم رہ سکتی ہے۔ فقیر اللہ کے دربار کی رسائی کا دروازہ ہے۔ جو خلوصِ نیت اور صدقِ دل سے اس پر دستک دیتے ہیں، اللہ اُن کی پکار سن لیتا ہے۔ اور اپنے اس بندے کو حیاتِ ابدی عطا فرماتا ہے اور اپنا راز دان بنا لیتا ہے۔ قلندر اللہ کے راز دان کو کہتے ہیں۔

جب کوئی شخص راہِ سلوک کی جانب پیش قدمی کرتا ہے۔ تو فقیر اپنی نورانی توجہ سے، اس بندے کے سرد روحانی قلب پر اپنی رحمت کی نگاہ ڈالتا ہے۔ فقیر کی نگاہ اپنا کام ضرور دکھاتی ہے۔ ایسے میں اس بندے کے سرد قلبی موسم کا ماحول عشقِ الٰہی اور

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے گرم ہو جاتا ہے۔ اور برس ہا برس سے قلب پر جمی برف پگھلنے لگتی ہے، اور رحمت کا پانی قلب کے اندر برسنا شروع ہو جاتا ہے۔ قلب رحمت کے پانی سے بھرتا چلا جاتا ہے۔ یہ پانی جمع ہو کر ایک تالاب کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ جوں جوں تالاب کے پانی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے، توں توں تالاب کے پانی میں روانی آتی جاتی ہے۔ جب اس تالاب کا پانی قلب اور رُوح کی گھاٹیوں سے رواں دواں ہوتا ہے، تو جہاں سے گزرتا ہے وہاں کے ماحول کو سر سبز و شاداب کرتا جاتا ہے۔ اس تالاب کے بہاؤ سے پیدا ہونے والا چشمہ جب قلب و رُوح کی تمام گھاٹیوں سے گزر جاتا ہے، تو ایک ایسے اُونچے مقام پر آ کر پہنچتا ہے، جہاں سے یہ ایک آبشار کی صُورت میں بہہ کر اس حقیقی سمندر میں آ کر شامل ہو جاتا ہے کہ جس سمندر سے ابرِ رحمت کے بادل بنے، اُٹھے، اُڑے اور بندے کے قلب پر جا کر خوب برسے۔ فقیر کی ذات وہ حقیقی سمندر ہے جہاں سے ابرِ رحمت جنم لیتا ہے، اور جب یہ آبشار اُس سمندر کے اندر شامل ہوتا ہے، تو سمندر کی گہرائیوں میں رہنے کے بعد موجِ سمندر بن کر نمودار ہوتا ہے۔ سمندر اور اس کی موج کی حقیقت ایک ہی ہے۔

قطرہ بھی سمندر رہے اگر شامل دریا ہو جائے
ذرّہ اس بھید کو پا جائے تو صحرا ہو جائے

Marfat.com

باب ۷

کُن فَیَکُون

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں :

" حضرت صاحب سے ہماری ظاہری ملاقات سے پندرہ سال پہلے ہی سے آپ نے ہماری غائبانہ، رُوحانی، باطنی اور قلبی رہنمائی فرمائی۔ جب سے ہم نے راہِ سُلوک میں پیش قدمی کی، تو لمحہ بہ لمحہ، قدم بہ قدم روزِ اوّل سے ہی حضرت صاحب ہمارے پیشِ نظر رہے۔"

آپ فرماتی ہیں کہ ہمیں ہمیشہ حضرت صاحب کی موجودگی کا شدّت سے احساس ہوتا۔ ایسے لگتا جیسے حضرت صاحب کی نگاہیں ہمیں دیکھ رہی ہیں۔ ہمارے ہر ظاہری اور باطنی معاملہ پر حضرت صاحب کی کڑی نظر ہے۔ اور اپنی توجّہ عطا فرماتے ہیں۔ اور اپنی زیارت سے مشرف فرماتے ہیں۔ کبھی کھُلی آنکھوں سے آپ کے دیدار کا مشاہدہ ہوتا اور کبھی خواب میں جلوہ گر ہوتے۔ آپ پسِ پردہ رہتے ہوئے بھی ہمیشہ ہمارے پیشِ نظر رہے۔ اکثر ایسا ہوتا

Marfat.com

کہ آپ از خُود جلوہ گر ہوتے، ہدایت عطا فرماتے اور پھر بالکل ویسا ہی ہوتا جیسا آپ ارشاد فرماتے۔

آپ فرماتی ہیں کہ ہم دیکھتے کہ ایک نورانی بزرگ ہیں، جن کے دستِ مُبارک میں ایک سفید تسبیح ہے، جو ہماری ظاہری اور باطنی کیفیات کے مطابق ہمیں اپنی توجہ عطا فرماتے ہیں۔ حضرت صاحب روزِ ازل سے ابرِ رحمتِ الٰہی بن کر ہمارے وجود پر اپنی ذاتِ پاک کا سایہ کئے ہوئے ہیں۔ حضرت صاحب کی خلوت کا یہ کمال ہے آپ ہمیشہ قلب و رُوح کی جلوت میں رہے۔

اللہ تعالیٰ نے روزِ اوّل سے ہی اپنا امر لوحِ محفوظ میں لکھ دیا۔ اور اس امر کا ظاہر ہونے کا ایک خاص وقت، زمان اور مکان مقرر کر دیا ہے۔ اور جب یہ مقرر کردہ گھڑی اس عالمِ ظاہر میں آ پہنچتی ہے تو اس امر کے اسباب کا ظہور ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ "کُنْ فَیَکُوْن" کا مالک ہے۔ کوئی بھی امر اس کی مرضی اور مشیّت کے بغیر ممکن نہیں۔ اور جب وہ کسی امر کا ارادہ فرماتا ہے تو ارشاد ہوتا ہے "کُنْ" اور امرِ الٰہی "فَیَکُوْن" سے لبّیک کہتا ہے۔

اچھے بیج کے لئے اچھی زمین تیار کرنی پڑتی ہے۔ باغبانِ کائنات باری تعالیٰ نے سرزمینِ شاہ افضل سرکار رحمتہ اللہ علیہ میں رابعہ ثانی نامی بیج بویا۔ سرزمین افضل سرکارؒ جو شریعت و طریقت، حقیقت اور

Marfat.com

معرفت سے مالا مال ہے، اور جو فنا و بقا اور حیاتِ ابدی کی سرزمین ہے۔ اسی سرزمین میں فنا کی منزلیں طے کرتا ہوا شجرِ بقاء رالعبہ ثانی رحمتِ الٰہی اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم سے پروان چڑھا۔ اور اس شجرِ پاک میں عنصرِ شاہ افضل سرکار کے ثمرات خوب لگے ہوئے ہیں۔ اس لئے کہ شجر اپنی بقاء کے لئے تمام عنصر اپنی زمین سے حاصل کرتا ہے، اور اپنی ذات کے جوہر اپنے ثمرات میں منتقل کر دیتا ہے۔ اس بابرکت شجر کے وجود سے بندگانِ خدا اپنی ضروریات کے مطابق سایہ اور ثمرات کی لذّت سے اپنی رُوحانی اور قلبی راحت و توانائی حاصل کرتے ہیں۔

اللہ پاک اس سرزمین کی زرخیزی اور بڑھائے۔ اس شجر کے سائے اور ثمرات میں اور بھی زیادہ لذّت اور برکت عطا فرمائے۔

آمین!

Marfat.com

باب ۸

ولایت

قلندر رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ ہمارے راہِ طریقت میں پیش قدمی کرتے ہی جو ایمان افروز مشاہدہ اور عظیم و عالیشان حاضری نصیب ہوئی، جس سے ہماری باقاعدہ رُوحانی زندگی کا آغاز ہوا۔ اس مشاہدہ کی خاص بات یہ ہے کہ اس حاضری کے کچھ عرصہ بعد ہمیں مسلسل حضرت صاحب کی غائبانہ رہنمائی اور قلبی توجہ حاصل ہونے کا دور شروع ہو گیا۔

آپ فرماتی ہیں کہ ہم نماز ادا کر رہے تھے کہ اچانک دو پُر نور بزرگ تشریف لائے۔ ایک بزرگ ہمارے دائیں جانب اور دوسرے بزرگ ہمارے بائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ ایک غیبی آواز ہمیں گونجتی سُنائی دی کہ دائیں طرف والے بزرگ مولائے کائنات شیرِ خُدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں، اور بائیں جانب والے بزرگ صدیقِ اکبر سیّدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ابھی ہم عالمِ حیرت و استعجاب میں تھے کہ ان دونوں ستارگانِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمارے دونوں بازوؤں کو ایک ایک طرف سے تھام لیا، اور ایک

Marfat.com

اونچی رُوحانی پرواز کرتے ہوئے ایک پہاڑ پر لے آئے۔ یہ مقام غارِ حرا ہے۔ ان ستارگانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہمیں پہاڑ کے دائیں پلڑے پر لے جا کر کھڑا کر دیا۔

غارِ حرا میں اس وقت سرکارِ دو عالم، نورِ مجسّم، ہمارے پیارے آقا نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم موجود ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے نُورانی وجودِ مُبارک سے سارا ماحول نُوری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں:۔

"یہی ہے؟"

عرض کی جاتی ہے "یہی ہے"۔

دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلّم میں حاضری کے بعد قلندرہ رابعہ ثانی کی ظاہری ولایت کا دور شروع ہوا۔ اور حضرت صاحب قدم بہ قدم، لمحہ بہ لمحہ غائبانہ رہنمائی فرمانے لگے۔ روز بروز حضرت صاحب کے فیضان کا زور بھرنے لگا۔ اور اللہ تعالیٰ کے کرم کی بارش خوب زور و شور سے ہونے لگی۔

ذخیرہ

Marfat.com

باب ۹

عُمرہ

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب کے پندرہ سالہ غائبانہ رُوحانی فیضان کے دور میں بے شمار ایمان افروز اور رُوح پرور واقعات رُونما ہوئے۔ مگر ایک واقعہ جو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اب حضرت صاحب پردۂ خلوت چاک کر کے جلوت میں جلوہ افروز ہونے والے ہیں۔

آپ فرماتی ہیں کہ ۱۹۷۸ء کے مئی کے مہینے کے آخری دن تھے یا جون کے مہینے کی شروعات تھی ہم اپنے شوہر محترم اکرام صدیقی صاحب اور اپنے تمام اہل و عیال کے ساتھ گرمیوں کی چھٹیاں گزارنے بیرونِ ملک جا رہے تھے۔ سفر کا سارا انتظام مکمل کر لیا گیا تھا۔ ہوائی جہاز کی ٹکٹیں، ویزا اور تمام ضروری انتظامات مکمل ہو چکے تھے۔ اور ہماری روانگی میں صرف دو دن باقی تھے کہ اسی دوران رات کو ہمیں حضرت صاحب کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ فرمانے لگے: "رابعہ! یہ عمرہ آپ کے شوہر کا آخری عمرہ ہوگا۔" ہم حضرت صاحب کے فرمان کا مطلب سمجھ گئے، اور دوسرے دن ہم

Marfat.com

نے اکرام صاحب سے کہہ دیا کہ ہم یورپ نہیں بلکہ آپ کے ساتھ عمرہ ادا کرنے جائیں گے۔ اکرام صاحب ہماری یہ بات سُن کر حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ ہی کے اصرار پر ہم نے یورپ جانے کا پروگرام بنایا اور اب جب کہ ساری تیاریاں مکمل ہوگئی ہیں، تو آپ نے عمرے پر جانے کا ارادہ کرلیا۔ اکرام صاحب نے ہمیں سمجھانے کی کوشش کی، مگر وہ یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ اگر ہم کسی بات کا ارادہ کرلیتے، تو اسے ضرور پورا کرتے۔ ظاہری طور پر یہ مشکل نظر آتا تھا کہ کس طور عمرے پر اتنی جلدی جایا جاسکتا ہے۔ چونکہ حضرت صاحب کا حکم ہوچکا تھا اور قدرت سارے انتظامات خود کررہی تھی۔ اس لئے دودنوں کے اندر اندر جہاز کی پہلی ٹکٹیں واپس ہوئیں، نئی ٹکٹیں لے لی گئیں اور پاسپورٹ پر عمرے کا ویزا بھی لگ گیا۔

قدرت کا کرنا تو دیکھئے کہ جا تو رہے تھے ہم یورپ اور دو دنوں میں ہم عمرے پر روانہ ہوگئے۔ حضرت صاحب کی ہدایت کے مطابق ہمارے اہل وعیال نے عمرہ خیروخوبی سے ادا کیا۔ پھر ایسا ہی ہوا جو حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ اگلے سال اپریل کے مہینے میں اکرام صاحب کا انتقال ہوگیا۔ اور وہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔

Marfat.com

باب ۱

تربیّت

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو مُشکلات یا مصائب کے دور سے گزارتا ہے، تو دراصل اللہ اپنے اس بندے کو آنے والے وقت میں رونما ہونے والے حالات اور معاملات کے لئے تیار کر رہا ہوتا ہے۔ اور اس کی باطنی تربیت فرما رہا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی بھی اپنے کسی بندے کو اس کی برداشت سے زیادہ آزمائش میں نہیں ڈالتا۔ جو صبر اور شکر سے کام لیتے ہیں، وہی کامیاب ہوتے ہیں اور منزل مقصود اُن کے قدم چُومتی ہے۔ اہلِ طریقت پر نشۂ توحید ایسا چڑھتا ہے کہ وہ سارے مصائب عشقِ الٰہی میں صبر و استقامت سے جھیل جاتے ہیں پھر رحمتِ الٰہی کی خوب بارش ہوتی ہے۔ پھر اللہ اپنے بندے پر اپنی خاص نعمتوں اور نوازشوں کے دروازے ہمیشہ کے لئے کھول دیتا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ ہماری شادی شدہ زندگی کے سترہ سال ایسی آزمائشوں، مشکلات اور مصائب سے گزرے کہ ان آزمائشوں کی گھڑیوں نے ہمیں وہ قوت، روشنی اور توانائی بخشی کہ جس کی بدولت ہم حضرت صاحب کی آنے والی زندگی

Marfat.com

میں آپ کی خدمت گزاری کے فرائض انجام دینے کے قابل بن سکے۔

آپ فرماتی ہیں کہ بچپن ہی سے ہمارا رجحان روحانیت کی طرف تھا۔ ہمارا قلب اولیائے کرام، صوفیائے عظام کی طرف مائل تھا۔ ہمارا نام ہمیشہ ایک بزرگ کے نام کے ساتھ منسلک کیا گیا۔ (یہ حضرت صاحب کی کرم نوازی ہے) ہم بچپن سے ہی منفرد رہے۔ اور دینی و دُنیاوی اور تعلیمی میدانوں میں سب سے آگے رہے۔

آپ فرماتی ہیں کہ ہمارے بچپن کا دور دوسری جنگِ عظیم کا دور تھا۔ چاروں طرف دُنیا آگ کے شعلوں میں لپیٹی ہوئی تھی۔ جب اٹلی میں ہمارے شہر پر فضائی حملہ ہوتا، تو لوگ محفوظ مقامات اور زیرِ زمین خندقوں میں جا چھپتے۔ ایسے ہی ایک فضائی حملے کے دوران ہم اپنے والدین کے ساتھ ایک زیرِ زمین محفوظ مقام میں پناہ لئے ہوئے تھے۔ لوگوں کا ہجوم تھا، نفسا نفسی کا عالم تھا، ہر کسی کو اپنی فکر لاحق تھی۔ ایسے میں کسی نے ہماری والدہ سے دریافت کیا کہ آپ کی بیٹی کہاں ہے؟ تو وہ اطمینان سے فرمانے لگیں کہ فکر مت کرو، جو بچّی سب سے آگے لوگوں کے ہجوم کی رہنمائی کر رہی ہوگی، وہی ہماری بیٹی ہوگی۔

آپ فرماتی ہیں کہ ہم ڈاکٹر بننا چاہتے تھے مگر ہمارے والد صاحب

Marfat.com

نے ہمیں بزنس ایڈمنسٹریشن میں اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ بزنس ایڈمنسٹریشن میں تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے ہم فارماسیوٹیکل (ادویات بنانے) کے کاروبار میں آگئے۔ فارماسیوٹیکل میں کام کرنے کے باعث ہماری ملاقات اکرام صاحب سے ہوئی۔ پھر ان سے شادی ہوگئی۔ ہمیں پاکستان لانے والے بھی اکرام صاحب ہی تھے۔ اکرام صاحب طبیعت کے سخت مزاج انسان تھے۔ آپ سے شادی شدہ زندگی کے سترہ سال ہماری زندگی کے سخت ترین سال تھے۔ اور انہیں سختیوں نے ہمیں آئندہ آنے والی ذمہ داریوں اور حضرت صاحب کی خدمت گزاری کے قابل بنایا۔ اللہ تعالیٰ مُسبّب الاسباب ہے۔ وہ کڑی سے کڑی ملاتا جاتا ہے۔ اور انسان کو حالات، واقعات، معاملات اور وقت کے مطابق ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل کر دیتا ہے۔ اور جب کرم کی گھڑی آتی ہے تو وہ کُن کہتا ہے۔ اور امر فیکون سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

Marfat.com

باب ۱۱

مُلاقاتِ افضل رحمۃ اللہ علیہ

حضرت صاحبؒ سے ظاہری ملاقات کے اسباب بیان کرتے ہوئے قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ اکرام صاحب کے انتقال کے کچھ مہینوں بعد ہمارے ایک عزیز دوست، فاروق علی خان عارفی صاحب جو کہ سلسلۂ چشتیہ صابریہ عارفیہ میں بیعت تھے اور سعودی عربیہ میں ایک عرصۂ دراز سے مقیم تھے، پاکستان آئے، فاروق عارفی صاحب ایک نفیس انسان تھے اور روحانیت کے شیدائیوں میں سے تھے۔ ان سے جب بھی ملاقات ہوتی تو روحانیت کا موضوع زیرِ فکر ہوتا۔ فاروق صاحب اس بار ہمارے پاس اکرام صاحب کے انتقال کی عذرخواہی کے سلسلہ میں آئے ہوئے تھے۔ اور باتوں ہی باتوں میں کہنے لگے کہ میں اپنے مُرشد کے آستانے فیصل آباد حاضری کے لئے جا رہا ہوں، اور اگر آپ مُناسب سمجھیں تو آپ کی طرف سے بھی سلام پیش کردُوں۔ آپ فرماتی ہیں کہ:-

"I am not an easy-going person"

ہم کسی بھی معاملہ میں آسانی سے قائل نہیں ہوتے۔ ہم نے

Marfat.com

فاروق عارفی صاحب سے کہا آپ اگر چاہیں تو ہمارا سلام اپنے بزرگ کی خدمت میں پیش کر دیجئے گا۔ فاروق صاحب ہم سے ملاقات کے بعد فیصل آباد حاضری کے لئے روانہ ہو گئے۔

دوسرے دن دیکھتے ہیں کہ فاروق صاحب دوبارہ ہم سے ملاقات کرنے تشریف لائے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا، جو آپ نے ہمیں دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ حضرت افضل سرکارؒ نے آپ کے لئے عنایت فرمایا ہے۔ ہم نے ان سے لفافہ لے لیا، اور جب کھول کر دیکھا، نورِ رحمتِ الٰہی کے کبھی نہ ختم ہونے والے دروازے ہم پر ظاہری طور پر ہمیشہ کیلئے کھول دیئے گئے تھے۔ ہماری زندگی کو اس کا اصل مقصد اور منزل مل چکی تھی۔ ہم نے جب یہ لفافہ کھول کر دیکھا تو اس میں ایک شبیہہ اور ایک تسبیح تھی۔ یہ مُبارک شبیہہ حضرت صاحب کی تھی جو کہ ہو بہو ایسی تھی جیسا حضرت صاحب پندرہ سالہ غائبانہ دور میں اپنے دیدار اور زیارت کے دوران نظر آئے اور وہ سفید تسبیح ایسی ہی تھی جو آپ کے دستِ مُبارک میں ہوا کرتی تھی۔ ہم نے فوراً ان تبرکات کو عقیدت سے بوسہ دیا اور بارگاہِ ربّ العزت میں سجدۂ شکر ادا کیا کہ اس نے ہمیں نعمتِ دوجہاں اپنے دربارِ اعلیٰ سے عطا فرمائی۔

قلندرہ صاحبہ کے مقدر کا باطنی ستارہ جو ازل سے حضرت صاحب

Marfat.com

کی خصوصی رُوحانی اور قلبی توجہ سے چمک رہا تھا، حضرت صاحب کی ظاہری آمد سے اس پہ مزید چار چاند لگا دیئے گئے۔

آپ فرماتی ہیں کہ فاروق عارفی صاحب سے ملاقات کے دوران ہمیں معلوم ہوا کہ حضرت صاحب ان دنوں پنجواڑ شریف میں ایک مسجد شریف کی تعمیر میں سرگرم عمل ہیں۔

آپ فرماتی ہیں کہ اس وقت ہم حضرت صاحب سے گفت و شنید کے آداب سے ناآشنا تھے۔ بہرحال ہم نے جواباً ایک شکرانے کا خط اور مسجد کی تعمیر کے لئے کچھ رقم بطورِ نذرانہ حضرت صاحب کی خدمت میں ارسال کر دی، کچھ دنوں بعد ہمیں حضرت صاحب کی طرف سے خط کا جواب موصول ہوا۔ آپ اس خط میں فرماتے ہیں کہ آپ کی ارسال کردہ رقم ہمیں موصول ہوگئی ہے اور ہم اس کو اس وقت تک بروئے کار نہیں لائیں گے کہ جب تک ہمیں آپ کی نیّت نہ معلوم ہوجائے۔

قلندرہ صاحبہ نے جواب تحریر کیا کہ "ہماری نیت تو خالصتاً اللہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل کرنا ہے، اس لئے کہ دینی اور دنیاوی فلاحی کاموں میں شرکت کرنا ہمارا مشغلہ ہے۔"

ہمارے اس خط کے جواب میں حضرت صاحب کا پیغام آیا کہ آپ کی نیت اللہ تعالیٰ کے دربار میں قبول کر لی گئی ہے۔

Marfat.com

آپ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد ہمارا حضرت صاحب سے خط وکتابت کا سلسلہ چھ مہینے تک جاری رہا۔ ہم مسلسل حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کرتے رہے کہ ہمیں اپنی غلامی میں قبول فرمائیں اور راہِ خُدا پر چلنے میں ہماری رہنمائی فرمائیں ۔ مگر حضرت صاحب کی طرف سے انکار پر انکار ہوتا رہا۔ آپ فرماتے ہیں کہ "نہ تو ہم اللہ والے ہیں اور نہ ہی کسی کو اللہ کا راستہ دکھا سکتے ہیں"۔

اس طرح نہ تو حضرت صاحب کی طرف سے کوئی مثبت جواب آتا اور نہ ہی آپ ہمیں اپنے آستانہ پر حاضری دینے کی اجازت دیتے ۔ ہم اپنی تمام حجتیں حضرت صاحب کے حضور قائم کر چکے تھے۔ مگر آپ اپنے ایک انکار پر قائم رہے ۔ اہلِ اللہ کے انکار میں ان کا اقرار مخفی ہوتا ہے ۔

قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ لگاتار چھ ماہ تک گزارشات پیش کرنے کے بعد ایک دن ہم نے حضرت صاحب کی خدمت میں ایک تار روانہ کیا کہ کل ہم فیصل آباد آپ کے آستانہ ، حاضری کی نیت سے آپ کی خدمت میں پہنچ رہے ہیں ۔ اگر آپ نے قبول فرما لیا تو یہ ہماری خوش نصیبی ہوگی ۔ اور اگر آپ سے ملاقات نہ ہو سکی، تو ہم آپ کے آستانہ کے در و دیوار کو دیکھ کر اُسے عقیدت سے بوسہ دے کر آپ کو دُعائیں دیتے واپس چلے جائیں گے۔ ہم نے تار اس لیے بھیجا

Marfat.com

کہ وہ اس وقت کا پیغام رسانی کا سب سے تیز ترین ذریعہ تھا۔ اور بعد از تار موصول ہونے کے حضرت صاحب جواباً کوئی حجت نہ قائم کر سکیں۔ اِدھر ہم نے تار روانہ کیا اور اُدھر ہم ہوائی جہاز کے ذریعے فیصل آباد روانہ ہو گئے۔

جب ہم فیصل آباد پہنچے تو دیکھا کہ حضرت صاحب کے خلیفہ صاحب ہمیں لینے ائیر پورٹ پر آئے ہوئے ہیں۔ ہم ان کے ساتھ حضرت صاحب کے آستانہ پر آگئے۔ آپ کے آستانہ پر پہنچتے ہی ہمیں حضرت صاحب کی طرف سے کستوری دُودھ کا گلاس پیش کیا گیا۔ ہم نے کہا کہ جب تک حضرت صاحب سے ملاقات نہ ہو جائے ہم کوئی چیز قبول نہیں کریں گے۔ اتنے میں خادم آیا اور کہنے لگا کہ حضرت صاحب میڈم کو اپنے حجرے میں طلب فرما رہے ہیں۔

آپ فرماتی ہیں کہ ہمارا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ اور جیسے ہی ہم نے حضرت صاحب کے حجرے میں پہلا قدم رکھا ہمارے دل سے آواز آئی کہ میں اپنے گھر پہنچ گئی۔ اور میری تلاش بقا، پوری ہو گئی۔ اس وقت حضرت صاحب اپنے حجرے میں فقیری لباس زیب تن کئے ہوئے تشریف فرما تھے، اور ہمیں دیکھتے ہی فرمانے لگے۔ "آخر آپ پہنچ ہی گئے!"

حضرت صاحب کے یہ فرمانے پر ہم نے اپنے سر اور دل کو ہمیشہ

Marfat.com

کے لئے حضرت صاحب کے قدموں میں ادب سے رکھ دیا۔ اور اپنی حیات کی باگ دوڑ حضرت صاحب کے دستِ مبارک میں دے دی۔ اور یہ امرِ الٰہی تھا، جو کہ روزِ ازل سے لوحِ محفوظ میں لکھ دیا گیا تھا۔

Marfat.com

باب ۱۲

پناہ

جس نے اپنی زندگی کی باگ دوڑ فقیر کے ہاتھ میں دے دی‘ درحقیقت اس نے اپنی حیات اللہ کو سونپ دی۔ اور جس نے خود کو اللہ کے سپرد کر دیا، اس کو اللہ نے اپنی پناہ میں لے لیا۔ اللہ کی پناہ سے بڑھ کر کوئی جائے پناہ نہیں۔ جو اللہ کی پناہ میں آ گیا‘ اس کا دین دنیا اور آخرت سنور گیا۔ اور جس کو اللہ نے سنوارا، وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ اسے نہ تو کوئی ڈر ہو گا اور نہ ہی کسی قسم کا خوف۔ اور جو بے خوف ہو گیا‘ وہ اللہ کا دوست ہو گیا۔ اور دوست کی صحبت سے دوست کی رسائی ہوتی ہے۔ اور یہ اہلِ محبت کی پہچان ہے۔

ارشاد ہوتا ہے جس نے خود کو پہچان لیا، اس نے اپنے رب کو پہچان لیا، پا لیا۔ اور جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، پا لیا، اس کی ذاتِ پاک انسانوں کے لئے مشعلِ راہ ہے۔

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب کی خدمت میں پہلی بار حاضر ہونے کے بعد رحمتِ الٰہی کے دروازے ہمیشہ کے لئے کھول دیئے گئے۔ پھر ہر دس پندرہ دن میں ایک بار ضرور ہم حضرت صاحب

Marfat.com

کے آستانہ پر حاضر ہوتے۔

حضرت صاحب سے آپ کی ازلی محبّت روز بہ روز اور بھی زیادہ بڑھنے لگی۔ نسبت کی جڑیں محبّت کی زمین میں مضبوط سے مضبوط تر اور گہری سے گہری ہوتی چلی گئیں۔ گویا:

ع دونوں طرف تھی آگ برابر لگی ہوئی

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ ہم حضرت صاحب کے آستانے صبح نَو بجے پہنچ جاتے اور شام پانچ بجے تک آپ کی خدمت میں حاضر رہتے۔ ہم حضرت صاحب کی موجودگی کا بے حد احترام کرتے۔ جس طرح صبح ایک جگہ دوزانو بیٹھتے اسی طور شام ہو جاتی۔ ہمارے جسم میں ایک ہلکی سی بھی جُنبش تک نہیں آتی۔

قلندرہ صاحبہ کی اس ادا کو بیان کرتے ہوئے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ”رابعہ ہمارے سامنے اس طرح ادب کے ساتھ بیٹھی رہتی کہ آپ کا دوپٹہ تک نہ ہلتا۔“

قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ جب حاضری کے بعد ہم کراچی واپس آئے تو تین چار دنوں تک اپنے پیروں کو لئے کراہتی رہتی، مگر اس پر پھر حضرت صاحب کی کرم نوازی دیکھئے کہ ایک بار حضرت صاحب کے پنجواڑ شریف کے دربار میں حاضری دینے کے بعد ہم اپنے پیروں کی تکلیف کو لئے حضرت صاحب کو یاد کر رہے تھے کہ اتنے

Marfat.com

ہیں دیکھتے ہیں کہ حامد ترمذی صاحب حضرت صاحب کے آستانے پر حاضر ہو کر ہمارے پاس آئے اور حضرت صاحب کا عطا کردہ تبرک ہم تک پہنچایا۔ جب ہم نے تبرّک کھول کر دیکھا، تو خوشی سے جھُوم اُٹھے۔ حضرت صاحب نے اپنی ایک خوبصورت شبیہہ ہمیں عنایت فرمائی تھی۔ بالکل ویسے جیسا کہ آپ اپنے غائبانہ رہنمائی کے دور میں دیدار اور زیارت کے وقت نظر آتے۔ حضرت صاحب کی اس شبیہہ عطا کرنے کے بعد پھر کبھی ہمارے پاؤں میں تکلیف کا احساس نہ ہوا۔ دراصل آپ کے شبیہہ کا عطا کرنا ہمارے ہر درد کی دوا بن گیا۔

قلندرہ صاحب کے درد کی دوا حضرت صاحب اور دردِ عارفین، افضلین رکھنے والے پُکارتے ہیں۔

سب کے زخموں کا مرہم آپ ہی ہیں
آپ ہی ہیں شفا، دل جلوں کی دوا
شاہِ افضلؒ نُما، رابعہ رابعہ
آپ ہی پناہ، رابعہ رابعہ

Marfat.com

باب ۱۳

برسات ۷

حضرت صاحب کو موسم برسات بیحد پسند تھا۔ جب برسات پڑ رہی ہوتی، تو آسمان سے برستا پانی دیکھ کر آپ بہت لطف اندوز ہوتے، اور خاص کر کے پکوڑے بنوا کر خوب مزے سے نوش فرماتے۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ جو برسات میں ملتا ہے وہ کسی اور موسم میں نہیں ملتا۔

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ شہر فیصل آباد سے حضرت صاحب کے آستانے کو جانے والا ایک کچا راستہ ہے۔ اور اس کچے راستے میں بہت سی اونچی نیچی کھائیاں اور ڈھلوانیں ہیں۔ یہ کچا راستہ فیصل آباد کے سرگودھا روڈ سے شروع ہو کر حضرت صاحب کے آستانے تک جاتا ہے۔ یہ راستہ بذریعہ موٹر کار تقریباً آدھ گھنٹے میں طے ہو جاتا ہے قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ ایک بار سخت برسات کے موسم میں ہم فیصل آباد حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے پہلے ڈاکٹر حامد ترمذی صاحب کے گھر پہنچے۔ اس وقت بہت تیز بارش ہو رہی تھی اور تھمنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ ہم نے رینٹ اے کار سروس سے

Marfat.com

حضرت صاحب کے آستانہ جانے کے لئے ایک گاڑی منگوائی۔ جب ہم سوار ہونے لگے تو ڈاکٹر حامد صاحب کے والد صاحب کہنے لگے کہ میڈم صاحبہ، آپ باہر مت جائیں بہت تیز بارش ہو رہی ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ راستے میں آپ کو کسی مشکل کا سامنا کرنا پڑے، ہم نے جواباً کہا۔ "جس نے بلوایا ہے وہی پہنچائے گا"۔ اس کے بعد ہم خاموش رہے، اور تقریباً صبح آٹھ بجے حضرت صاحب کے آستانے حاضری کے لئے روانہ ہو گئے۔

جب ہم سرگودھا روڈ سے ہوتے ہوئے اس کچّی سڑک پر پہنچے، تو بارش نے طوفان کی شکل اختیار کر لی۔ چاروں طرف اندھیرا چھا گیا۔ بارش اور بھی تیز رفتاری سے برسنے لگی۔ موسم کا یہ طوفانی حال دیکھ کر اور کچّے راستے کو سیلابی پانی میں ڈوبا ہوا پا کر ڈرائیور ہم سے کہنے لگا کہ بیگم صاحب، بہتر یہ ہوگا کہ آپ اپنا ارادہ بدل دیں اور یہاں سے واپس چلیں۔ ہم نے ڈرائیور سے اطمینان سے کہہ دیا کہ فکر مت کرو، چلتے جاؤ، جس نے بلایا ہے وہی پہنچائے گا۔

خیر! اللہ کا نام لے کر نہ جانے کیسے یہ کچّا راستہ حضرت صاحب کے کرم سے طے کر لیا گیا، اور ٹھیک صبح نو بجے ہم حضرت صاحب کے آستانے بخیر و خوبی پہنچ گئے۔ حضرت صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت صاحب اس طوفانی بارش میں ہمیں اپنی خدمت

Marfat.com

میں پاکر بہت خوش ہوئے۔ خوب خاطر تواضع کی۔ تقریباً دوپہر کے دو بجے خادم آیا اور عرض کرنے لگا: "کہ حضور، بیگم صاحبہ کا ڈرائیور یہ پیغام دے رہا ہے کہ شام کو ساڑھے چار بجے کراچی واپسی کی فلائٹ ہے۔ بارش بہت ہو رہی ہے راستہ بہت خراب ہے، بہتر ہے کہ ائیرپورٹ کے لئے جلدی نکلا جائے۔

ڈرائیور کا یہ پیغام سُن کر حضرت صاحب فرمانے لگے کہ ڈرائیور سے کہہ دو کہ ابھی آرام سے بیٹھا رہے۔ پھر تقریباً شام کے ساڑھے چار یا پانچ بجے حضرت صاحب نے خادم کے ہاتھ پیغام بھجوایا کہ جاؤ جاکر ڈرائیور سے پوچھو کہ واپسی کا راستہ کیسا ہے۔ خادم گیا اور واپس یہ پیغام لایا کہ حضور، ڈرائیور یہ عرض کر رہا ہے کہ راستہ بالکل سوکھ گیا ہے، کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں۔

قلندرہ صاحبہ نے حضرت صاحب سے اجازت چاہی، اور کراچی واپسی کے لئے روانہ ہوگئیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ فیصل آباد سے کراچی واپسی کے وقت ہم سب سے آخر میں ہوائی اڈے پہنچے، اور حضرت صاحب کے کرم سے اس وقت تک ہوائی جہاز رُکا رہتا۔ ہمارے جہاز میں بیٹھتے ہی جہاز کے دروازے بند کئے جاتے۔ ایسا لگتا جیسے جہاز ہمارے انتظار میں روک دیا گیا ہو۔ آپ یہ بھی فرماتی ہیں کہ جب بھی ہم سفر کرتے تو ہماری برابر والی نشست ہمیشہ خالی رہتی۔

Marfat.com

ایک اور موسم برسات میں حضرت صاحب کے آستانہ پر حاضری کا موقع بیان کرتے ہوئے قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ ہم لاہور بزنس ٹرپ سے واپسی پر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضری دینے براستہ سڑک جھنگ روانہ ہو گئے ۔ ہم نے اپنی آمد کی خبر حضرت صاحب کو نہیں دی تھی ۔ اس وقت تیز بارشیں ہو رہی تھیں ۔ جمعرات کا دن تھا ۔ رات کو تقریباً ساڑھے دس یا گیارہ بجے ہم حضرت صاحب کے جھنگ والے آستانے پہنچ گئے ۔ آپ کے جھنگ کے آستانہ کے سامنے ایک بہت بڑا میدان ہے ، جس کا نام پولس گراؤنڈ ہے ۔ برسات کی وجہ سے میدان میں بہت پانی جمع ہو گیا تھا ۔ مسلسل بارش ہو رہی تھی اور کافی اندھیرا چھایا ہوا تھا ۔ ہم گاڑی سے نیچے اُترے اور ابھی کچھ قدم ہی چلے ہوں گے کہ دیکھا کہ میدان میں پانی کے بیچوں بیچ اینٹوں سے ایک راستہ بنا ہوا ہے ۔ اور دوسری جانب آستانہ کے سامنے حضرت صاحب کا خادم ہاتھ میں ٹارچ لئے کھڑا ہے ، اور ہمارا انتظار کر رہا ہے ۔

ہم حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے ، سلام پیش کیا ۔ اتنے میں دیکھتے ہیں کہ حضرت صاحب نے گرما گرم تلی ہوئی مچھلی منگوائی اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر رات کا لنگر نوش فرمایا ۔

Marfat.com

باب ۱۴

مسجد کا سنگِ بنیاد

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ شہباز پور ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جو کہ شہر فیصل آباد کے قریب واقع ہے۔ یہاں کی آبادی قلیل ہے مگر یہاں کے لوگوں کے دل بزرگانِ دین کی محبت میں سرشار ہیں شہباز پور کو یہ بھی اعزاز حاصل رہا ہے کہ یہاں پر حضرت صاحب اپنی طریقت کے ابتدائی دور میں آستانہ نشین رہ چکے ہیں، اور مخلوقِ خدا میں خوب فیض عام تقسیم فرمایا۔ حضرت صاحب کا یہ بھی معمول رہا کہ جہاں بھی آستانہ نشینی اختیار فرماتے، وہاں بندگانِ خدا کے لئے، اللہ کی عبادت اور اس کی یاد کا ایک گھر ضرور تعمیر فرماتے۔

حضرت صاحب نے اپنے شہباز پور کے آستانہ نشینی کے دور میں ایک مسجد شریف تعمیر کرنے کا ارادہ فرمایا۔ آستانۂ پاک کے ساتھ والی زمین کو مسجد کی تعمیر کے لئے منتخب کیا گیا۔ اور مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کی نیت فرمائی۔ اور پھر حضرت صاحب نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ مسجد شریف کی رسم سنگِ بنیاد کا دعوت نامہ قلندرہ رابعہ ثانی کو دیا جائے اور یہ بھی خاص ہدایت جاری فرمائی کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ قلندرہ رابعہ ثانی

Marfat.com

جمعۃ المبارک کے دن سے پہلے شہباز پور تشریف نہ لائیں۔ خادم صاحب نے حضرت صاحب کے فرمان کے مطابق بمع خصوصی ہدایت مسجد شریف کے رسمِ سنگِ بنیاد کا دعوت نامہ قلندرہ رابعہ ثانی کو بذریعہ ٹیلیفون مطلع کر دیا۔

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب کا دعوت نامہ پاکر ہمیں دلی مسرت حاصل ہوئی۔ مگر آپ کے جمعۃ المبارک سے پہلے نہ پہنچنے والی ہدایت سے ہمیں کافی حیرت ہوئی۔ اور ایک عجیب سی بے چینی کی کیفیت ہم پر طاری ہوئی۔ جوں جوں وقت گزرتا جارہا تھا، توں توں ہماری بے قراری اور بڑھتی جارہی تھی کہ یا اللہ یہ ماجرا کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ آخر کار ہم اپنی دل کی بے چینی کی تاب نہ لاتے ہوئے بدھ کے دن دوپہر دو بجے کی فلائٹ سے فیصل آباد روانہ ہو گئے۔ شام کو ڈاکٹر حامد ترمذی صاحب کے گھر پہنچ گئے۔

قلندرہ صاحبہ جب بھی فیصل آباد حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے آتیں، تو ڈاکٹر حامد ترمذی صاحب کے گھر قیام فرماتیں۔

آپ فرماتی ہیں کہ ڈاکٹر حامد صاحب کے گھر پہنچ کر ہم نے اپنی کمپنی کے ڈسٹری بیوٹر صاحب سے فون پر رابطہ کیا کہ ہمیں شہباز پور پہنچنا ہے۔ جلد از جلد ہمارے لئے گاڑی کا انتظام کریں۔ ڈسٹری بیوٹر صاحب کہنے لگے کہ بیگم صاحبہ میں معذرت چاہتا ہوں، اس لئے کہ

Marfat.com

کمپنی کی گاڑی خراب ہے۔ اور اس وقت کسی دوسری گاڑی کا انتظام کرنا ممکن نہیں۔ ڈسٹری بیوٹر صاحب کی یہ بات سُن کر ہم نے ڈاکٹر حامد صاحب سے کہا کہ ہمارے لئے شہباز پور جلد از جلد پہنچنے کا کوئی انتظام کریں، اس لئے کہ ہماری بے قراری اب ناقابلِ برداشت ہوتی جارہی ہے۔ ان دنوں سخت سردیوں کا موسم تھا۔ اور شہباز پور آستانے کا سفر فیصل آباد سے تقریباً آدھ یا پون گھنٹے کا ہوگا۔

ڈاکٹر حامد صاحب ہم سے کہنے لگے کہ ہمارے پاس تو اس وقت سواری کا ذریعہ ایک اسکوٹر ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں آپ کو اپنے ساتھ اسکوٹر پر لے چلتا ہوں۔ ہم ڈاکٹر حامد صاحب کی پیشکش پر راضی ہوگئے۔ ابھی ہم اسکوٹر پہ روانہ ہونے ہی والے تھے کہ فون کی گھنٹی بجنے کی آواز آئی۔ یہ فون ہمارے ڈسٹری بیوٹر صاحب کا تھا۔ کہنے لگے کہ بیگم صاحبہ، آپ کے لئے گاڑی کا انتظام ہوگیا ہے۔ اور تھوڑی دیر میں آپ کی خدمت میں گاڑی لے کر حاضر ہو رہا ہوں۔

یہاں پر دلچسپ بات یہ ہے کہ جب حضرت صاحب نے قلندرہ صاحبہ کو مسجد کے سنگِ بنیاد کی تقریب میں شرکت کا دعوت نامہ جاری کیا تو اس وقت ساتھ ہی ساتھ یہ بھی حکم فرمایا کہ پورے شہباز پور کو دُلہن کی طرح سجایا اور سنوارا جائے۔ تاکہ قلندرہ رابعہ ثانی کو ایک عظیم الشان استقبالیہ دیا جائے، جو کہ حضرت صاحب کی قلندرہ رابعہ ثانی سے والہانہ

Marfat.com

عشق اور قدر و منزلت کا مُنہ بولتا، آنکھوں دیکھا ثبوت ہو، شہباز پُور کو سجانے اور سنوارنے کا حکم جاری فرماتے ہی حضرت صاحب از خود تمام تیاریوں میں لگ گئے، اور تمام انتظامات کی خود رہنمائی اور نظر داری فرما رہے تھے، اور چاہتے تھے کہ یہ عظیم الشّان استقبالیہ تحفتہً قلندرہ صاحبہ کو یکدم پیش کیا جائے۔

کی کی نہ کیتا یار نے اک یار واسطے!
شاہ افضل راواں سجایاں رالعبہ سرکار واسطے

آپ فرماتی ہیں کہ آخر کار ڈسٹری بیوٹرز صاحب گاڑی لے کر پہنچے، اور ہم ڈاکٹر حامد صاحب کو اپنے ساتھ لے کر شہباز پور روانہ ہو گئے، جب ہم حضرت صاحب کے آستانہ پاک پہنچے، تو اس وقت حضرت صاحب کے خادم آپ کے حجرے میں آپ سے عرض کر رہے تھے کہ حضور، میڈم کل تشریف لا رہی ہیں۔ اس پر حضرت صاحب فرمانے لگے کہ اگر رالعبہ ثانی میری مُریدنی ہے تو آج ہی آئیں گی۔ ابھی حضرت صاحب یہ ارشاد فرما ہی رہے تھے کہ خادم نے حضرت صاحب کے حجرے پر دستک دی اور آپ کو مطلع کیا کہ میڈم رالعبہ ثانی تشریف لے آئی ہیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ ہم ادب سے حجرے میں داخل ہوئے سلام کیا، اپنا سر حضرت صاحب کے قدموں میں رکھا، اور اپنی دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے عرض کی کہ حضور، میں نے کچھ نہیں دیکھا۔

Marfat.com

میں تو سارے راستے اپنی دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھنی ہوئی آئی ہوں۔
اس وقت تو حضرت صاحب کے خلیفہ صاحب کے چہرے کا رنگ دیکھنے والا تھا۔ اس لئے کہ ان کی تو ساری کاوشیں ہم پہ عیاں ہو چکی تھیں۔ حضرت صاحب ہمیں دیکھ کر مسکرائے، بہت خوش ہوئے، اور ہمارے سر پر دستِ محبت رکھا۔ پھر اس کے بعد وہی ہوا جو حضرت صاحب کو مقصود تھا۔

مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کا دن آیا، کیا ہی عظیم الشان دن تھا۔ بیان سے باہر شہباز پور، شہنشاہ پور بنا دیا گیا تھا۔ ایک شہنشاہ میزبان بنا اپنے آستانہ پاک کی چھت پر کھڑا سارا دلفریب منظر دیکھ رہا تھا۔ شہباز پور رنگ و نور سے چمک رہا تھا، شہنائیوں کی آوازیں فضاؤں میں گونج رہی تھیں۔ قلندرہ رابعہ ثانی کی بارات آستانہ کی طرف آ رہی تھی۔ عوام الناس کو راہوں میں پلکیں بچھانے اور پھول برسانے کا حکم تھا۔ نہ تو ایسا منظر پہلے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ ہی کبھی کسی اور کے لئے ایسا کیا گیا ہے

کوئی آیا، لے کے چلا گیا، کوئی عمر بھر بھی نہ پا سکا
میرے مولا تجھ سے گلہ نہیں، یہ تو اپنا اپنا نصیب ہے

جب قلندرہ رابعہ ثانی کی برات حضرت صاحب کے آستانے پہنچی، تو حضرت صاحب نے والہانہ انداز میں آپ کا خیر مقدم کیا،

Marfat.com

خوب عزّت افزائی فرمائی۔ اس کے بعد حضرت صاحب ہم سب حاضرین کو اپنے ساتھ لے کر مسجد کے سنگِ بنیاد رکھنے کی زمین پر لے آئے۔ آپ نے ایک چادر لی اور اپنے تمام خلفاء اور ہم کو اس چادر کا ایک ایک سرا تھامنے کا حکم دیا۔ اور پھر آپ نے مسجد کے سنگِ بُنیاد کو چادر کے بیچوں بیچ رکھ دیا۔ آسمان کی طرف نگاہ کی، اپنے لبوں میں خاموشی سے تلاوت فرمائی، اور سنگِ بنیاد کو اُٹھا کر اپنے دستِ مُبارک سے نصب کر دیا۔ اور اس کے بعد مسجد کی تعمیر کا کام زور و شور سے جاری ہو گیا۔ اور پھر مسجد شریف کو حضرت صاحب کی مرضی اور ہدایت کے مطابق مکمل کر لیا گیا۔ شہباز پور میں مسجد کا سنگِ بُنیاد درحقیقت قلندرہ رابعہ ثانی کی حیات کا حضرت صاحب کے والہانہ عشق کا سنگِ محبت بن گیا۔

عشق کی منزلیں تم سے طے ہو گئیں
آگ ایسی لگی کہ وہ پھر نہ بجھی
شاہ افضل نے دیکھا، فِدا ہو گئے
عشق کی ایسی آگ جلی!

Marfat.com

باب ۱۵

احوال اہلِ محبّت

مُرشد پاک فرماتے ہیں کہ فقیر اہلِ محبّت ہے۔ فقیر کو عشق نُورِ الٰہی سے خلق کیا گیا۔ فقیرانِ چشت اہلِ بہشت، انسانی قلب میں اللہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم کی محبت کی چنگاری پھُونک کر آتشِ عشق جلا دیتے ہیں۔ فقیر کی محبت ایک درد ہے جس میں قرار نہیں۔ ایک نشہ ہے جس میں ہوش نہیں۔ محبت میں قرینہ اور سلیقہ ہونا چاہیئے۔ فقیر کی محبت صالح ترین راستہ ہے اور آسان ترین مجاہدہ ہے۔ فقیر کی محبت جب قلب پر مقام اختیار کرتی ہے، تو یہ مشاہدہ ہے، فنا ہے۔ جب نفس پر مقام کرتی ہے تو یہ ایک لاشہ ہے۔ اور محبت جب رُوح پر مقام کرتی ہے، تو یہ بقاء ہے۔ محبت الٰہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور محبتِ فقیر ایک لطیف نُور ہے۔ اور یہ نُور قلب کی بینائی کو تیز کر دیتا ہے۔ اور جس شخص کو یہ نُور حاصل ہوتا ہے، اسے چشم باطن عطا ہوتا ہے۔ اور وہ نورِ معرفت سے اپنے رب کو دیکھتا ہے۔ جب کوئی انسان اپنے رب کو محبت سے یاد کرتا ہے، تو اس کا رب بھی محبت سے یاد کرتا ہے۔ اللہ کو ایسے لوگ پسند ہیں، جو شُکر

Marfat.com

کرتے ہیں۔ جو پریشانیوں میں اپنی لغزشوں پر نگاہ رکھتے ہیں۔ اور معبود کا گلہ شکوہ نہیں کرتے، اہلِ محبت پر شکر کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ جو شکر کرتے ہیں اللہ ان سے راضی ہو جاتا ہے۔ کبھی دُنیا والوں سے تکلیف محسوس نہ کرو، بلکہ من جانب اللہ سمجھ کر راضی رہو، انشاءاللہ تکلیف رفع ہو جائے گی۔

اہلِ محبت کو محرموں اور نامحرموں میں تمیز کرنی چاہیئے۔ محرم کا حال نامحرم میں نہیں ہونا چاہیئے۔ فقیر اور اس کے بچوں کا تعلق ایک راز ہے۔ جو فقیر سے محبت کرتا ہے، وہ بقاء سے محبت کرتا ہے، اور وہی اس راز کو پاتا ہے۔ بقاء سے مُراد اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک ہے، جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ بقاء کی محبت باقی ہے اور ہر باقی انقلاب سے محفوظ ہے۔ اس میں سکون و قرار ہے۔ ہر فانی شئے کی محبت بھی فانی ہے۔ اس میں سکون نہیں اور وہ انقلاب میں ہے۔ جب تک دُنیا سے نفرت نہیں ہو جاتی، بندہ اللہ کی محبت میں صادق نہیں ہوتا۔

شریعت ظاہر کا حال دُرست کرنے کا نام، اور طریقت باطن کا حال سنوارنے کا نام ہے۔ جس کے پاس ظاہری بینائی نہیں، اس کی دُنیا خطرے میں ہے۔ اور جس کے پاس قلب کی آنکھ نہیں، اس کی عاقبت خطرے میں ہے۔ وہ جسے اللہ تعالیٰ نے دونوں بینائیاں

Marfat.com

عطا کر رکھی ہیں، اس کے لئے دُنیا بخیر، آخرت بخیر ہے۔ قلب کی آنکھ سے مُراد وہ نُوری معرفت ہے جو اللہ اپنے اُن بندوں کو عطا فرماتا ہے جن سے وہ راضی ہوتا ہے۔ اور پھر یہ نُورِ معرفت اپنے رب کو پُکارتا ہے۔ اور پھر یہ نُور بندے کو اُس کے مقام سے آشنا کر دیتا ہے۔

جہاں روشنی ہوتی ہے وہاں اندھیرا نہیں ہوتا۔ اور جس دل میں اللہ کی محبت ہے، وہاں دُنیا کی محبت نہیں ہوتی۔ دُنیا کی محبت اندھیرا ہے اور اللہ کی محبت روشنی۔ روشنی میں سکون ہے اور اندھیرے میں پریشانی۔ طریقت روشنی کے سفر کا نام ہے اور اس سفر کا ذریعہ ہے فقیر کی محبت۔

اہلِ محبت کے احوال یہ ہیں:۔

- اوّل مقامِ ایثار۔
- دوئم مقامِ محبت۔
- سوئم مقامِ مشاہدہ۔
- چہارم مقامِ فنا۔
- پنجم مقامِ بقاء۔

جو ایثار کا مالک ہے، وہ اہلِ محبت ہے۔ محبت روشنی ہے، اور اہلِ محبت عالمِ مشاہدہ میں رہتے ہیں۔

Marfat.com

جو مشاہدہ کا مالک ہے، وہ حق الیقین کا مالک ہے، اور وہی مقامِ فنا میں قدم رکھتا ہے۔

جس نے فنا کی لذت چکھی، وہی بقاء کا مالک ہے۔

ایثار تین وجوہ کی بنا پر ہوتا ہے۔

- اوّل ـــــ محبت
- دوئم ـــــ خوف
- سوئم ـــــ طمع

- ـــــ بغیر ایثار کے محبت نہیں۔
- ـــــ بغیر محبت کے مشاہدہ نہیں۔
- ـــــ بغیر مشاہدہ کے فنا نہیں۔
- ـــــ بغیر فنا کے بقاء نہیں۔
- ـــــ بغیر بقاء کے منزل نہیں۔

محبت اعلیٰ اور ارفع شے ہے، اس لئے اس کی تلاش کرنی چاہیئے۔ فقیر جب کسی سے محبت کرتا ہے، تو اللہ سے ملا دیتا ہے۔

اللہ اور اس کے فقیر کے درمیان ایک قلبی رشتہ ایسا ہے، اور عبادت ایسی ہے جس کی عمل لکھنے والے فرشتوں کو بھی خبر نہیں۔

جب کوئی کسی کا دل مول لیتا ہے اور اس کے دل میں قیام پذیر ہو جاتا ہے، تو اس کو حالتِ محبت کہتے ہیں۔

Marfat.com

بزرگانِ محبّت کا قول ہے ؎

یا سُخنِ دل پذیر کہہ

یا دلِ سُخن پذیر لا !

(یا تو تُو دلوں کو اپنی طرف مول لینے والی ادائیں کر یا اپنے دل کو مول لینے والی اداؤں کی طرف مائل کر۔)

Marfat.com

باب ۱۶

تسبیح

فقیر السانی قلب کے سات پردوں میں چھپے ہوئے بھید کو جاننے والا ہے۔ اور وہ اس بات کا اظہار آنے والے وقت اور حالات کے مطابق وقتاً فوقتاً کرتا رہتا ہے۔ مُرشد پاک فرماتے ہیں،

"اہل اللہ اگر بظاہر جاہل بھی ہیں لیکن باطن میں علمِ کمال کے مالک ہوتے ہیں۔ ان کا پڑھانے والا ربّ العزّت خود ہے۔ اگر ظاہر و باطن دونوں علوم رکھتا ہو، تو غیب الاولیاء ہے، نُور اعلیٰ نور ہے۔ شیخ شریعت کے سر پر علم سوار ہوتا ہے، اور شیخ طریقت علم کو اپنا قیدی بنا کر علم پر سوار ہوتا ہے۔

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب اپنی حیات طریقت و رُوحانیت کے دور میں مختلف مقامات پر آستانہ نشین ہوئے۔ ایک آستانہ پنجواڑ شریف، ایک آستانہ شہباز پور اور ایک آستانہ جھنگ رہا۔ (یہ سب مقامات پنجاب میں فیصل آباد شہر کے گردونواح میں واقع چھوٹے چھوٹے قصبے ہیں۔ اسلام آباد چھوڑنے سے پہلے حضرت صاحب کچھ عرصہ فیصل آباد میں ایک فلیٹ میں قیام پذیر ہوئے۔ پھر کراچی آستانہ نشینی اختیار فرمائی۔

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ جب حضرت صاحب پنجواڑ

Marfat.com

شریف آستانہ نشیں ہوا کرتے تھے، تو آپ کے دستِ مُبارک میں ہر وقت ایک دودھیا سفید موٹے دانوں والی تسبیح ہوا کرتی تھی ایک بار جب میں آپ سے ملنے گئی تو آپ کے دستِ مبارک میں ایک دودھیا تسبیح دیکھ کر میرے دل میں ایک ہلکا سا خیال پیدا ہوا کہ کتنی خوبصورت تسبیح ہے۔ بس بات آئی گئی ہوگئی۔

ایک روز قلندرہ صاحبہ پنجواڑ شریف کے آستانہ پر حاضر تھیں اور حضرت صاحب اُسی سفید تسبیح پر اپنا وِرد پڑھ رہے تھے، قصداً قلندرہ صاحبہ کی نظر اس تسبیح پر پڑی اور آپ کے دل میں یہ خیال آیا کہ کیسی خوبصورت تسبیح ہے، اور تسبیح کو حاصل کرنے کا گمان تک نہ کیا، آپ ابھی ان خیالات میں تھیں کہ دیکھا کہ حضرت صاحب نے اس تسبیح کو اپنی قمیض کی جیب میں ڈالا اور دوسری جیب سے ایک اور نئی تسبیح نکالی اور لگے مزے سے پڑھنے آپ فرماتی ہیں کہ اس واقعہ کے چھ ماہ گزرنے کے بعد، جب کہ اس واقعہ کا خیال تک ہمارے ذہن سے نکل چکا تھا، ہم پنجواڑ شریف حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ باتوں ہی باتوں میں حضرت صاحب نے اپنی قمیض کی جیب میں سے وہی سفید تسبیح نکالی اور فرمانے لگے: "رابعہ یہی وہ تسبیح ہے جو آپ کو پسند آئی تھی"۔ اور وہ تسبیح تحفتہً آپ کو عطا کر دی۔

Marfat.com

باب ۱۷

میری مُریدنی

قلندرہ رابعہ ثانی اپنے بیعت کے سلسلے میں فرماتی ہیں کہ ایک بار ہم حضرت صاحب کے پنجوار شریف کے آستانہ پر آپ کی خدمت میں حاضر تھے، اور اس وقت حضرت صاحب کے حُجرۂ پاک میں حضرت صاحب اور ہمارے علاوہ آپ کے خلیفہ صاحب بھی موجود تھے۔ حضرت صاحب بیعت کے متعلق ارشاد فرمارہے تھے کہ اتنے میں خلیفہ صاحب، حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کرنے لگے کہ حضور، اب تو آپ میڈم صاحبہ کو سلسلہ میں داخل کر دیں۔ حضرت صاحب اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمانے لگے "میری ایک ہی تو مُریدنی (رابعہ ثانی) ہے، اسے تو میرے لئے چھوڑ دو۔" آپ کا یہ فرمان سُن کر سب چُپ ہو گئے۔

قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ ہم نے حضرت صاحب کے اس فرمان کو ذہن نشین کر لیا اور دوسرے عارفی مریدوں سے اس کے بارے میں ذکر کیا، اور حضرت صاحب کے اس فرمان کی وضاحت چاہی۔ تب جا کر ہمیں معلوم

Marfat.com

ہوا کہ سب مُریدان حضرت شاہ عارفؒ کے سلسلہ میں بیعت ہیں اور شاہ عارف علیہ رحمت کے کرم سے عارفی مُرید کہلاتے ہیں۔ آپ کو حضرت صاحب نے اپنے نام پاک و خاص کے ساتھ بیعت عطا فرمائی ہے، اس لئے آپ واحد افضلی مُرید ہیں"۔

حضرت صاحب نے صرف قلندرہ رابعہ ثانی کو خاص الخاص اپنی بارگاہ سے واحد افضلی مُرید ہونے کا شرف بخشا، اور ساتھ ہی ساتھ آپ پر نظر عنایت یہ بھی فرمائی کہ اپنے نام پاک کے ساتھ خلعت اور دستار عطا فرمائی، اور اپنے دربار خاص سے شانِ قلندری سے بھی نوازا ہے۔

میرے شاہِ افضل کا فیض ہے یونہی جاری
رابعہ کو جس نے دیکھا، دیدارِ افضل کو پایا

Marfat.com

باب ۱۸

سماع کے دوران انگریزی میں خطاب

حضرت صاحب چشتیہ سلسلہ کی شان و سُنت کو برقرار رکھتے ہوئے ہر دس پندرہ دن میں ایک بار محفل سماع کا ضرور اہتمام فرماتے۔ محفل میں حضرت صاحب کی موجودگی سے خوب رنگ جمتا اور خوب رونق ہوتی۔ جب حضرت صاحب مسند نشین ہوتے، تو چشتیہ مسند آپ کی تشریف آوری سے خود پر فخر کرتی اور نازاں ہوتی، ہر آنے والے قلب کو ذکر کے جام پلائے جاتے اور رُوح کو عشقِ الٰہی اور عشقِ رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم سے لبریز جام پلائے جاتے۔ اور رُوح و قلب کی مدہوشی رقصِ مجسّم بن کر محفل میں نمایاں ہوتی۔ ذکر، وجد، مستی، سرور، رقص اور نہ جانے کون کون سے باطنی فیضان لٹائے جاتے۔ جو جس نیت سے آتا، دامن بھر کے لے جاتا۔ آپ کے دربار سے کبھی بھی کوئی، کیسا ہی سائل ہوتا، کبھی خالی دامن نہ گیا۔

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں جب محفلِ سماع میں حضرت صاحب مسند نشین ہوتے تو پنڈال میں حاظرین کی شرکت کے لئے دو حصوں کا اہتمام ہوتا حضرت صاحب کے مسندِ مبارک کے پیچھے ایک پردہ ہوتا، اور

Marfat.com

یہاں عورتوں کی نشست کے لئے انتظام ہوتا اور ہم کو حکم ہوتا کہ ہم عین حضرت صاحب کے پیچھے بیٹھیں۔ اور مرد حضرات کی نشست کے لئے حضرت صاحب کے سامنے والا حصہ مخصوص تھا۔

ایک بار سماع اپنے پورے رنگ پر ہو رہا تھا، قلندرہ صاحبہ آئیں اور حضرت صاحب کے پیچھے نشست پر، پس پردہ جیسے ہی تشریف فرما ہوئیں تو اچانک حضرت صاحب دورانِ سماع، انگریزی زبان میں خطاب کرنے لگے۔ سب کے سب اہلِ محفل حیرانی و پریشانی میں مبتلا ہو گئے، اس لئے کہ اس سے پہلے حضرت صاحب نے کبھی حاضرین سے انگریزی میں خطاب نہیں کیا تھا۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ آج میں انگریزی میں اس لئے خطاب کر رہا ہوں کہ آج اس کی ضرورت ہے۔

قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب اپنی خوبصورت، بے عیب اور رواں انگریزی میں خطاب کرتے رہے۔ اس محفلِ سماع کے شرکاء کی اکثریت انگریزی زبان سے ناواقف تھی سوائے چند خاص مہمانوں کے جو کہ اسلام آباد سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ اور یہ سب حاضرین یہ نہیں جانتے تھے کہ حضرت صاحب ہماری وجہ سے انگریزی میں خطاب کر رہے تھے اور مزے کی بات یہ ہے کہ اس وقت حضرت صاحب یہ سمجھ رہے تھے کہ شاید ہم اردو زبان سے پوری طرح واقف نہیں، جب کہ اس وقت ہم

Marfat.com

کو اردو زبان پر اچھا خاصا عبور حاصل تھا۔ جب اس بات کا علم حضرت صاحب کو ہوا کہ ہمیں اردو زبان آتی ہے تو آپ فرمانے لگے" رابعہ، ہم سے پہلے کہہ دیا ہوتا، خواہ مخواہ سماع میں بیچارے لوگوں کو پریشانی اٹھانی پڑی"۔

سرد سماع

قلندرہ صاحبہ ایک اور محفلِ سماع کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب کے بھنگواڑ شریف کے آستانہ پر محفلِ سماع کا اہتمام کیا گیا، دسمبر کا مہینہ تھا۔ برفانی سردی پڑ رہی تھی۔ رات کا وقت تھا، کھلے آسمان کے نیچے سماع کا پنڈال تھا۔ حاضرین کا یہ حال تھا کہ سردی کے مارے سب کے سب تھر تھر کانپ رہے تھے۔ جب حضرت صاحب پنڈال میں تشریف لائے، تو آپ نے پورے پنڈال پہ ایک گہری، نورانی نظر ڈالی خاموشی سے کچھ وِرد کیا، اور پورے پنڈال کو اپنے احاطے میں لیتے ہوئے، ایک ہلکی سی پھونک ماری اور پھر حضرت صاحب مُسند نشین ہو گئے۔ اور سماع شروع ہوا۔

ابھی سماع کو شروع ہوئے کچھ وقت ہی گزرا ہو گا کہ کیا دیکھتے ہیں کہ پہلے لوگوں نے جو گرم شال اوڑھ رکھی تھیں، وہ اُتریں، پھر اوور کوٹ، پھر سویٹر اُترے۔ حضرت صاحب کی نگاہ سے ایسا کرم ہوا کہ سردی کا نام و نشان محفلِ سماع کے اختتام تک غائب ہو گیا۔

Marfat.com

اور پھر جب محفل ختم ہوئی اور حضرت صاحب پنڈال سے تشریف لے گئے، تو دوبارہ ایسی سردی کی لہر آئی کہ پھر پہلے سویٹر پہنا، اس کے اوپر اوور کوٹ، اور پھر شال اوڑھ لی۔ مگر پھر بھی سردی کی شدت کا یہ عالم کہ سب بیٹھے تھر تھر کانپنے لگے۔ اور دوبارہ دانت بجنے لگے۔ محفل سماع کے بعد حضرت صاحب فرمانے لگے کہ آج فقیر اپنے اندر ساری سردی چھپائے بیٹھا ہے۔

Marfat.com

باب ۱۹

حاضری حضرت سُلطان باہُو رحمۃ اللہ علیہ

حضرت صاحب کو ہمیشہ سے بُزرگانِ دین، اولیاء کرام اور صوفیانِ عظام سے گہری روحانی اور قلبی عقیدت رہی۔ اور اولیاء کرام سے ملاقات، ان کے دربار پر حاضری اور فیض حاصل کرنا آپ کی حیاتِ پاک کا مشغلہ رہا۔

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ اکثر ایسا ہوتا کہ ہم حضرت صاحب کے آستانے پر حاضر ہوتے، تو آپ ہمیں اپنے ساتھ لے کر بزرگانِ دین کے مزاراتِ مُبارکہ پر حاضری کے لئے لے جاتے۔ حضرت صاحب کا یہ معمول رہا کہ جب بھی کسی مزار شریف پر حاضر ہوتے، تو سب سے پہلے صاحبِ مزار سے مراقب ہوتے، دربار میں سلام پیش کرتے، فاتحہ خوانی کرتے۔ پھر خلفاء مزار اور اوقاف کے افراد سے ملاقات کرتے۔

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ ایک بار حضرت صاحب ہمیں اپنے ساتھ حضرت سلطان حق باہو رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہونے کے لئے لے چلے۔ جب حضرت سلطان باہو صاحب

Marfat.com

علیہ رحمت کے مزار شریف پہنچے، تو خادمِ مزار نے بطورِ مہمان نوازی چائے کی دعوت دی، یعنی سلام سے پہلے چائے۔ حضرت صاحب کو خادم کی اس حرکت پر جلال آگیا اور فرمانے لگے: "پہلے ہم صاحبِ مزار کو سلامِ عقیدت پیش کریں گے، بعد میں دوسری باتیں ہوں گی۔"

حضرت سلطان حق باہو رحمتہ اللہ علیہ توحیدی بزرگ ہیں۔ اور جو توحیدی بزرگ ہوتے ہیں، وہ شریعت کے سخت پابند ہوتے ہیں، اور خاص کر کے اُن کے مزارات کے اندر خواتین کا داخلہ ممنوع ہے۔ حضرت صاحب، اپنے خلیفہ صاحب اور چند افراد کے ہمراہ مزار شریف کے اندر تشریف لے گئے۔ اور صاحبِ مزار کے روضہ کے پہلو میں بیٹھ کر مراقبہ کرنے لگے۔ ہم مزار شریف کے پچھلے راستے سے ہو کر مزار شریف کے اس دروازے کے سامنے آکر بیٹھ گئے جو خواتین کی حاضری کے لئے مخصوص ہے۔ یہ دروازہ ہمیشہ بند رہتا ہے اور اسی کے سامنے حضرت باہو صاحب علیہ رحمت کی قمریوں کے پنجرے ہیں۔ یہ قمریاں ہر لمحے باہو، باہو، باہو کا ورد کرتی ہیں۔

حضرت صاحب اس وقت صاحبِ مزار سے مراقب تھے اور ہم فاتحہ خوانی پیش کر رہے تھے۔ اتنے میں دیکھتے ہیں کہ خادمِ مزار نے مزار شریف کا دروازہ اندر سے کھول دیا اور ہم سے کہنے لگے کہ صاحبِ مزار فرماتے ہیں آپ دروازے کی دہلیز پر بیٹھ جائیں۔ حضرت صاحب کی فوری نگاہ کرم

Marfat.com

کی اس کرامت سے ہمیں بے حد خوشی ہوئی ہم دہلیز پر بیٹھ گئے جہاں ہم بیٹھے ہوئے تھے، وہاں سے حضرت صاحب مراقبہ فرماتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ جب حضرت صاحب مراقبہ فرما چکے، تو ہم سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے" رالعہ! ہم نے حضرت باہو صاحب علیہ رحمت کی خدمت میں عرض کر دی تھی کہ حضور جب تک آپ ہماری رالعہ کو اپنے پاس نہیں بلوائیں گے، ہم فاتحہ نہیں پڑھیں گے۔" اس کے بعد حضرت صاحب نے سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں شکرانہ اور فاتحہ خوانی پیش کی۔

حاضری کے بعد حضرت صاحب نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ قلندرہ صاحبہ کے لئے حضرت باہو صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف کردہ کچھ کتابیں لے آؤ۔ حضرت باہو صاحب کے مزار شریف کے بیرونی احاطے میں بہت بڑی کتابوں کی دکان ہے، جہاں باہو صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی تحریر کردہ نایاب کتب دستیاب ہیں۔ چنانچہ خادم گئے اور کچھ کتابیں منتخب کر کے ہمارے لئے لے آئے۔ ابھی حضرت صاحب اپنے خادم کو کتابوں کا ہدیہ ادا کر رہے تھے کہ اتنے میں مزار شریف کے اندر سے خادمِ مزار دوڑتا، ہانپتا ہوا حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضور، صاحبِ مزار فرماتے ہیں کہ آپ سے کتابوں کا ہدیہ نہ لیا جائے۔

Marfat.com

باب ۲۰

حاضری۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رحمتہ اللہ علیہ

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف علیہ رحمت توحیدی بزرگ ہیں، اور آپ کی شانِ جلالیت آپ کے مزار شریف سے ظاہر ہوتی ہے۔ آپ کا مزار شریف پنجاب کے ایک گنجان قصبے میں واقع ہے۔ آپ کے مزار شریف میں بھی خواتین کا داخلہ ممنوع ہے۔

حضرت صاحب ہمیں اپنے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری کے لئے لے آئے۔ حضرت صاحب مزار شریف کے اندر تشریف لے گئے اور صاحب مزار سے مراقب ہو گئے۔ ہم مزار شریف کے بیرونی دروازے کے سامنے بیٹھ گئے۔ ابھی کچھ ہی وقت گزرا ہو گا کہ مزار شریف کے اندر سے خادم آیا اور ہم سے کہنے لگا کہ بیگم صاحبہ، صاحبِ مزار آپ کو اندر طلب فرما رہے ہیں۔ ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ ہم مزار شریف کے اندر باادب داخل ہوئے اور حضرت صاحب کے قریب آ کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد دیکھتے ہیں کہ خلیفۂ مزار ایک بڑے سے طشت پر تازہ سیب لے آئے اور حضرت صاحب کو پیش کر دیئے۔ حضرت صاحب فرمانے لگے "ہم باہر جا کر کھائیں گے۔" اس پر خلیفہ صاحب بولے "حضور! صاحبِ مزار فرماتے ہیں کہ آپ مزار شریف کے اندر ہی بیٹھ کر سیب نوش فرمائیں۔"

Marfat.com

باب ۲۱

اکیلے

حضرت صاحب کا یہ معمول تھا کہ اکثر آپ بزرگانِ دین کی زیارات اور ان کے مزارات پر حاضری دیتے۔ اور ہمیشہ آپ کے ہمراہ آپ کے خلفاء یا مریدین ہوتے۔ مگر ایک بار ایسا ہوا کہ جب حضرت صاحب پنجواڑ شریف میں آستانہ نشین تھے، تو ایک دن خاموشی سے بغیر کسی کو کوئی اطلاع دیئے چار پانچ دنوں کے لئے کہیں روانہ ہو گئے۔ کسی کو کچھ خبر نہ تھی کہ آپ کہاں تشریف لے گئے ہیں۔

حضرت صاحب کے تمام چاہنے والوں اور عقیدت مندان کو کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا، کیونکہ اس سے پہلے کبھی بھی حضرت صاحب اس طرح بغیر کسی کو کوئی اطلاع دیئے کہیں نہیں گئے۔ خیر اللہ کا کرم ہوا اور حضرت صاحب بخیر و خوبی واپس آستانہ پر تشریف لے آئے۔

سفر سے واپسی پر بھی حضرت صاحب نے اپنی اچانک غیر حاضری کا احوال کسی سے نہ کیا، مگر جب قلندرہ صاحبہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اور آپ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ماجرا

Marfat.com

دریافت کیا، تو حضرت صاحب فرمانے لگے کہ دراصل ہم اپنے کسی پُرانے عزیز سے ملاقات کرنے لاہور گئے ۔ اور وہاں جا کر ہم ان صاحب کے گھر کا راستہ بھُول گئے اور ہم کئی روز تک مسلسل ان کا گھر تلاش کرتے رہے ۔ آخر کار ہم نے اپنی آنکھیں بند کیں اور اللہ تعالیٰ سے رجوع کیا کہ میرے اللہ ! مجھے اپنے عزیز کا پتہ بھُول گیا ہے اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے اب میں تھک گیا ہوں"۔ اے اللہ ، اپنے فقیر کی مدد فرما"۔

آپ فرماتے ہیں کہ جیسے ہی ہم نے اللہ سے دُعا کرنے کے بعد اپنی آنکھیں کھولیں، تو دیکھا کہ ہم اپنے عزیز کے گھر کے دروازے کے سامنے کھڑے تھے ۔

Marfat.com

باب ۲۲

مُرشد کے حق میں دُعا

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ انسان کو ہر وقت اپنے دل کو نیک، جائز دُعاؤں اور تمنّاؤں سے شاد و آباد رکھنا چاہیئے۔ نہ جانے کس وقت قبولیت کی گھڑی آن پہنچے اور کرم ہو جائے۔ اور یاد رکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ قبولیّت کی گھڑی آ جائے اور دل دُعا سے خالی ہو۔

حضرت صاحب ایک مرتبہ اپنے خلفاء اور چند مریدین کے ساتھ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری کے لئے تشریف لے گئے۔ جب آپ مزار شریف کی طرف جا رہے تھے، تو راستے میں ایک شخص آپ کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ حضرت صاحب اپنے مریدین سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ یہ شخص جو میری طرف آ رہا ہے، یہ اپنے مرشد کی محبت میں فنا ہے۔

جب یہ شخص حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو پہلے ادب سے سلام کیا، دست بوسی کی اور لگا عرض کرنے کہ حضورؐ میرے مُرشد کے حق میں دُعا کریں۔ حضرت صاحب نے اس شخص کی گزارش پر اپنے دست ہائے مُبارک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کے لئے بلند

Marfat.com

کئے، اور اس شخص کے مُرشد کے حق میں دُعا فرمائی۔

جب یہ شخص حضرت صاحب سے اجازت لے کر چلا گیا، تو حضرت صاحب فرمانے لگے کہ ہر صادق مُرید کو جس دُعا کی ضرورت ہے، وہ دُعا صرف اس کے مُرشد کے حق میں ہے، اس لئے کہ مرشد کامل ہر وقت اپنے مُرید کے معاملات پر نظر رکھے ہوئے ہوتا ہے۔ مرید کو ہر وقت اپنے پیر کامل سے دُعاؤں کا فیضان ملتا رہتا ہے۔ محبت کا جواب محبت سے دیا جاتا ہے۔ اور دُعا کا جواب دُعا سے دیا جاتا ہے۔

مُرشد پاک فرماتے ہیں کہ مرشد اور مرید کا تعلق اللہ کا ایک راز ہے۔ اور راز سے صرف اسی کو آگاہ کیا جاتا ہے، جو راز دان رہنے کا اہل ہو، اور راز کو اپنے اندر رکھنے کی قوت رکھتا ہو۔ جو اپنے معبود کو محبت سے پکارتے ہیں، تو معبود ان کی محبت کا جواب محبت سے دیتا ہے۔ اور انہیں اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔

دُعا کی اہمیت کے متعلق حضرت صاحب فرماتے ہیں:۔

"رابعہ! زندگی میں صرف ایک کام کرنا، دُعائیں اکٹھی کرنا دُعا مانگنا نہیں"۔

اور حضرت صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ جب بھی کوئی آفت یا مشکل درپیش ہو، تو کبھی کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا۔ جو بھی چاہیئے اپنے رب کے دربار میں دو رکعت نفل نماز ادا کرو اور پھر سجدے میں

Marfat.com

دُعا مانگو۔ پھر دیکھو کہ ملتا ہے کہ نہیں ؎

مشکل کشا کے لال نے کردی دُور سب مُشکل
میرے شیخ داتا بھی ، یہ سخی دل والا ہے !

Marfat.com

باب ۲۳

اثر انداز

آج صبح خلیفہ طارق بھائی سے ملاقات ہوئی۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ کہنے لگے: اگر حضرت صاحب کے بارے میں جاننا ہے، تو میرے ساتھ سفر میں چلنا ہوگا۔ میں نے پوچھا: کون سا سفر؟ فرمانے لگے: ایسا سفر جس میں ایمان قائم ہو جائے۔ حضرت صاحب کا ذکر ایسا معاملہ ہے کہ جس میں انسان کھو جاتا ہے۔ طارق بھائی نے حضرت صاحب کا تصوّر کیا۔ کہنے لگے کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں۔

"اگر تم کسی انسان کی زندگی بدل نہیں سکتے، تو کم از کم اس انسان کے حق میں دعائے خیر و برکت ضرور کرنا۔"

طارق بھائی فرماتے ہیں: میرا ایک دوست ہے اور ان کی والدہ بھی (Italian) ہیں۔ مگر کٹر عیسائی اور ان کا سارا خاندان بیرونِ ملک قیام پذیر ہوا کرتا تھا۔ جب میرے دوست کی عمر بیس پچیس سال کی ہوئی تو اس کے والدین کا انتقال ہو گیا۔ اور ان کی بیوی جس سے اُن کو ایک بیٹی بھی ہے، چھوڑ کر چلی گئی۔ میرا دوست اب ایسی کیفیت میں تھا

Marfat.com

کہ نہ تو یہ پورا مسلمان تھا اور نہ ہی عیسائی۔ ایک کشمکش کے عالم میں بری طرح پھنس کے رہ گیا تھا۔

طارق بھائی فرماتے ہیں کہ جب میری ملاقات اپنے دوست سے ہوئی اور ان کی پوری آپ بیتی سنی، تو میرے دل نے چاہا کہ اُن کی مدد کی جائے۔ اور اُن کو ایمان کا صحیح راستہ دکھایا جائے۔ آپ کہنے لگے کہ مجھ میں اس وقت اتنی صلاحیت نہ تھی کہ اُن کی زندگی کا رُخ موڑ سکتا، مگر حضرت صاحب کا یہ ارشاد میرے ذہن میں آیا کہ "اگر کسی کی زندگی کا رُخ نہیں بدل سکتے، تو اس کے حق میں دُعائے خیر و برکت ضرور کرو"۔

میں نے حضرت صاحب کا تصوّر کیا اور اپنے دوست کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا کی کہ اے میرے پیارے اللہ، میرے دوست کی مدد فرما، اس کو صحیح راستہ دکھا اور اس کے حالات پر کرم فرما۔

کچھ عرصہ بعد میری ملاقات اپنے دوست سے ہوئی، تو پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایمان کی دولت سے آراستہ فرمایا تھا۔ اور اب یہ دوست نمازِ پنجگانہ پڑھنے کا پابند ہو گیا تھا۔ اور اس کی اپنی کزن سے دوسری شادی ہوئی اور اس بیوی سے اللہ تعالیٰ نے ان کو تین بیٹوں سے نوازا۔

اس پر طارق بھائی فرمانے لگے کہ حضرت صاحب کے قول سے دعا کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے، اور دوسرے یہ کہ جب دُعا

Marfat.com

میں حضرت صاحب کے نام پاک کا وسیلہ شامل حال ہوتا ہے، تو دُعا کیسے پُراثر ہوتی ہے، کتنی جلدی قبول و مقبول بنا دیتی ہے۔ اور بندہ کیسے اپنے رب کی بارگاہ میں مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے۔ یہ سب حضرت صاحب کی نسبت کا اثر ہے۔

Marfat.com

باب ۲۴

نُورانی عکس

طارق بھائی آج صبح حضرت عبداللہ شاہ غازی بابا رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دے کر نیچے اُتر رہے تھے۔ میں نے آپ کے نعلین آپ کو پیش کئے۔ آپ نے ہمیشہ کی طرح مجھے جی بھر کر پیار کیا اور ایک پیاری سی مسکراہٹ کے ساتھ حضرت صاحب کا بیان کردہ واقعہ سُنانے لگے۔

''حضرت صاحب ایک بار محفل میں خطاب فرمارہے تھے۔ اور ایک شخص کا واقعہ بیان کر رہے تھے کہ ایک شخص مرشدِ کامل کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا تھا۔ اُسے کسی نے کہہ دیا کہ فلاں جگہ چلے جاؤ وہاں پر جس پہلے شخص سے تمہاری ملاقات ہوگی، وہی تمہارا مرشد ہوگا۔ وہ شخص فوراً اس جگہ کو نکل گیا اور وہاں پہنچ کر لگے کرنے اپنے مُرشد کا انتظار۔ اب ہوا یوں کہ وہاں سے اس وقت، اس علاقہ کے مشہور ڈاکو کا گزر ہوا۔ یہ شخص فوراً دوڑا اور اس ڈاکو کے قدموں میں گر گیا اور کہنے لگا کہ حضور، آپ میرے مُرشد ہیں، مجھے اپنی غلامی میں قبول کر لیجئے اور میری رہنمائی فرمائیے۔ ڈاکو اس شخص کی باتوں پر بڑا حیران ہوا اور کہنے

Marfat.com

لگا میں تمہارا مُرشد نہیں، اور خوب سمجھانے کی کوشش کی۔ مگر یہ شخص کسی طرح ماننے کو تیار نہ تھا۔

اس ڈاکو نے اپنی جان چھڑانے کے لئے اس شخص سے کہا: اچھا اگر میں تمہارا مرشد ہوں، تو اپنا سر سجدے میں رکھ دو اور جب تک میں نہ کہوں اپنا سر سجدے سے مت اٹھانا۔ یہ شخص فوراً سجدہ ریز ہوگیا۔ اور ڈاکو ان کو چکمہ دے کر فرار ہوگیا۔

دو تین دن گزر گئے مگر اس شخص نے اپنا سر سجدے سے نہ اٹھایا۔ جب اس شخص کی اطاعت گزاری کی یہ حالت اللہ تعالیٰ نے دیکھی تو حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کو اس شخص کی مدد کے لئے حکم دیا۔ خواجہ خضرؑ اس شخص کے پاس اللہ کے حکم سے آئے اور فرمانے لگے کہ میں خواجہ خضرؑ ہوں، اور اللہ نے مجھے تمہاری مدد کے لئے بھیجا ہے، تم اپنا سر سجدے سے اٹھالو، اس لئے کہ جس شخص نے تمہیں سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا تھا، وہ ایک ڈاکو ہے تمہارا مُرشد نہیں''۔

اس شخص نے بڑی معصومیت سے اپنا سر اٹھایا اور لگا عذر کرنے کہ حضور وہ ہی میرے مُرشد ہیں، اور اگر وہ میرے مُرشد نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی بارگاہ خاص سے میری مدد کے لئے کیوں بھیجتے۔

طارق بھائی یہ واقعہ سُنا کر مسکرانے لگے، مجھے پیار کیا اور کہنے لگے: ''میں تمہارا مُرشد نہیں''۔ مگر یہ بات سب عارفی افضلی بچے

Marfat.com

جانتے ہیں کہ طارق بھائی کی شخصیت میں حضرت صاحب کی نورانیت
کا عکس صاف دکھائی دیتا ہے، چاہے طارق بھائی مانیں یا نہ مانیں۔

ایک بار میں نے خواب میں دیکھا کہ میں قلندرہ صاحبہ کے
آستانہ مرکز تجلیات کے باہر کھڑا ہوں اور اتنے میں دیکھتا ہوں کہ دُور
سے حضرت صاحب اپنے مخصوص فقیرانہ لباس میں ملبوس میری طرف
چلے آرہے ہیں۔ حضرت صاحب ہمیشہ کی طرح پُروقار اور پُر نُور نظر
آرہے ہیں۔ جب حضرت صاحب میرے بالکل قریب پہنچے، تو دیکھا
کہ طارق بھائی، عکسِ مجسّم، عکسِ نُورانیّتِ شاہِ افضل سرکار بن کر میرے
پاس آئے۔ اور بہت پیار کیا۔

میں نے عرض کی: طارق بھائی! آپ مظہر عکس و شبیہہ ہو بہو
حضرت صاحب ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور بھی زیادہ عزت، انعام و
اکرام سے نوازے اور ہمیشہ حضرت صاحب کی نگاہِ کرم آپ پر
جاری و ساری رکھے۔

آمین۔

Marfat.com

باب ۲۵

ٹرین

حضرت صاحب کو ٹرین یا ریل گاڑی کے ذریعہ سے سفر کرنا بے حد پسند تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمیں ٹرین سے سفر کرنا اس لئے بھی پسند ہے کہ سیر کے ساتھ ساتھ خوب اوراد و وظائف پڑھنے کا وقت مل جاتا ہے۔

قلندرہ رابعہ ثانی، حضرت صاحب کی سرکاری ملازمت کے ایام کا ایک دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں "حضرت صاحب کو اپنے کسی سرکاری کام کے سلسلہ میں اسلام آباد سے کہیں باہر جانا تھا۔ اور شام پانچ بجے ٹرین کو روانہ ہونا تھا۔ حضرت صاحب کو دفتر کے کام کی مصروفیت کے باعث شام کے پونے پانچ بج گئے۔ جب آپ دفتر سے نکل کر گاڑی میں آکر تشریف فرما ہوئے تو ڈرائیور لگا عرض کرنے کہ سر، اب تو بہت دیر ہو چکی ہے، اور ریلوے اسٹیشن پہنچتے پہنچتے ٹرین نکل جائے گی"۔ حضرت صاحب نے فرمایا "فکر مت کرو، اسٹیشن چلو"۔

جب حضرت صاحب اسٹیشن پہنچے تو پتہ چلا کہ ٹرین تو کب کی

Marfat.com

روانہ ہوگئی تھی۔ اور اسٹیشن بالکل خالی پڑا تھا۔ حضرت صاحب گاڑی سے اُترے اور اسٹیشن کے اندر پلیٹ فارم پر ایک خاص مقام پر آکر کھڑے ہوگئے اور ڈرائیور سے فرمایا کہ ہمارا سامان یہاں رکھ دو۔

اس وقت حضرت صاحب اکیلے پلیٹ فارم پر اپنے سامان کے ساتھ کھڑے تھے۔ اللہ کی قدرت کا کرنا دیکھیئے کہ کچھ دیر پہلے روانہ ہونے والی ٹرین واپس اسی مقام پر آکر رُکی جہاں حضرت صاحب کھڑے تھے۔ اور جہاں آپ نے اپنا سامان رکھا تھا۔ اور بالکل اس کے سامنے والی بوگی میں حضرت صاحب کی نشست کا انتظام تھا۔

ایسا ان ہونا واقعہ دیکھ کر اسٹیشن پر موجود ایک شخص حضرت صاحب کے پاس آیا اور لگا عرض کرنے کہ سر، میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار گئی ہوئی ٹرین کو ایک مسافر کے لئے واپس آتے ہوئے دیکھا ہے۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ فقیر وقت کا محتاج نہیں ہوتا، وقت فقیر کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ جب حضرت صاحب کراچی ہمارے آستانہ پر منتقل ہوئے تو آپ اکثر ہمارے ساتھ کراچی کینٹ اسٹیشن ٹرین دیکھنے جاتے۔

Marfat.com

باب ۲۶

محفوظ

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب اپنے دورِ سرکاری ملازمت میں کچھ عرصہ کراچی میں گارڈن ایسٹ کے ایک فلیٹ میں قیام پذیر رہے۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ہماری ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی اور اُن بزرگ نے تبرکاً ہمیں ایک وظیفہ عطا کیا اور لگے فرمانے کہ انشاء اللہ اس وظیفہ کے تین بار کہنے سے گھر چوروں سے محفوظ رہے گا۔ یہ وظیفہ ہے:۔

"اے چور، تم پہ سب حلال ہے"

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نے اس وظیفہ کی برکت کو آزمانے کے لئے اس وظیفہ کو پڑھا اور اپنے گھر کو احاطے میں لے کر پھونک دیا اور اپنے بھرے ہوئے گھر کے دروازے کھلے چھوڑ کر اپنے دفتر چلے گئے۔ جب ہم شام کو دفتر سے واپس آئے تو پورا گھر کھلا تھا اور ایک سوئی تک اس وظیفہ کی برکت سے اپنی جگہ سے نہیں ہلی تھی۔

Marfat.com

باب ۲۷

مولائی درویش

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ قیامِ پاکستان کے بعد حضرت صاحب کا ہمیشہ یہ معمول رہا کہ آپ نمازِ فجر اپنے گھر کے ٹیرس پر ادا کیا کرتے تھے۔ اور پھر کچھ دیر مصلّے پر تشریف فرما رہتے اور اپنے اوراد و وظائف پڑھا کرتے۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے گھر کے سامنے ہر روز بعد نماز فجر ایک بزرگ کا گزر ہوا کرتا، وہ اپنی ذات میں مستِ الست رہا کرتے اور خوب وجد و مستی میں نعرے مارتے گزر جاتے۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ہم ان درویش کو ہر روز گزرتے دیکھتے۔ درویش کا ظاہری حلیہ کچھ خستہ حال تھا۔ ایک روز یہ درویش اپنے معمول کے مطابق نعرے مارتے ہوئے گزر رہے تھے کہ ہم نے اپنے ٹیرس سے ان درویش کو جسم ڈھانپنے کے لئے کچھ کپڑے اور کمبل دینا چاہا۔ مگر یہ درویش ہماری طرف دیکھ کر مسکرائے اور یہ کہتے ہوئے چلے گئے

جس نے دیا تن کو بابا

وہی دے گا کفن کو بابا

Marfat.com

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ درویش اس بزرگ کو کہتے ہیں کہ جن کی دربارِ رسالت میں کبھی حاضری ہوتی ہے اور کبھی حاضری نہیں ہوتی۔ مگر فقیر کی دربارِ رسالت میں ہر وقت حاضری ہوتی ہے۔

Marfat.com

باب ۲۸

کراچی ہجرت

جب ہجر کے موسم کی بے قراری حد سے گزر جاتی ہے، تو ایسے میں رب کی رحمت جوش میں آتی ہے، اور فرقت کے تمام درمیانی فاصلے سمٹ کر عین نزدیکیاں بن جاتی ہیں۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں۔
"فقیر تو اللہ تعالیٰ کے امر کا قیدی ہے۔ وہ کبھی کوئی عمل اس وقت تک نہیں کرتا جب تک حکم الٰہی نہ آجائے اور مُہرِ نبوّت سے تصدیق نہ ہوجائے۔ اور جب کسی امر کا حکم صادر کر دیا جاتا ہے، تو فقیر ایک مقامِ عالیہ سے دوسرے مقام اولیاء کی جانب ہجرت فرماتا ہے۔ اور یہی عین سُنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلّم ہے، اور اسی میں مصلحتِ الٰہی ہے۔ فقیر تو حکمِ الٰہی کا غلام ہے۔"

جب ایک دوست (حضرت صاحب) دوسرے دوست (قلندرہ رابعہ ثانی) کے آستانہ (کراچی)، ہجرت کرنے کا ارادہ فرما چکے تو عالم بالا داعلیٰ میں ہر دو عالم کے دلبر (حضرت صاحب) کو حُبّ الٰہی اور عشقِ رسالت سے سنوارا اور سجایا گیا، اور آستانۂ رابعہ ثانی کو حضرت صاحب کا جائے ہجرت منتخب کر لیا گیا تھا۔ آستانۂ رابعہ ثانی کو گنبدِ خضرا کی نورانیت اور

Marfat.com

وحدانیت کے رنگ برنگے چراغوں سے روشن کیا گیا۔ اور دستِ عقیدت کو حِنا کے رنگوں سے نکھارا اور مہکایا گیا۔ اور فضاؤں کو بھی کبھی نہ ختم ہونے والی درود وسلام اور ذکر کی دلفریب صداؤں سے آراستہ کیا گیا۔ فقیرِ محمّدی کی ذاتِ پاک کی آمد آمد سے آستانۂ رابعہ ثانی کو وہ منفرد مقام ولایت وروحانیت حاصل ہوا کہ یہ دربارِ عالیہ اولیاء بندگانِ خدا اور عاشقانِ رسالت اور محبّانِ اولیاء کے لئے مرکزِ تجلّیات اور منبع رشد و ہدایت بن گیا۔ اور اس مرکز تجلیات کا فیض انشاءاللہ مخلوقِ خدا کے لئے تاحشر جاری وساری رہے گا۔ (آمین)

اس عالم ظاہر میں چار بابرکت اور مقدس مقامات ایسے ہیں کہ جن کو مرکز تجلیات ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ پہلے دربار عالیہ حضرت داتا علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ۔ دوسرے مزار قبلہ حضرت شاہِ عارف سرکار رحمتہ اللہ علیہ۔ تیسرے مزار حضرت شاہ افضل سرکار رحمتہ اللہ علیہ۔ اور چوتھے آستانۂ قلندرۂ رابعہ ثانی۔ جس کو حضرت صاحب کی نگاہِ کرم، حکم اور فیوض وبرکات سے مرکز تجلیات بنا دیا گیا۔

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب کے حکم سے ہم نے آستانہ کے جمعہ کی محفل کے کمرے کی چاردیواری کے چاروں طرف مرکز تجلیات کا نقش لگایا۔

ہر صادق عاشقِ نبی اور طالبِ مدینہ کو بہ رُوح پرور اور ایمان افروز

Marfat.com

خوشخبری و خوش نصیبی سُن کر دلی مسرّت ہوگی کہ نعمتِ اعلیٰ دو جہان، رَشکِ بے مثال، عنبر شمامہ، موئے مُبارکِ شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین فخرِ موجودات و کائنات، سرکارِ مدینہ، تاجدارِ مدینہ، آقائے دو جہاں راحت عاشقاں، سُرورِ قلب سبحان، نبیٔ اکرم حضور مُحمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم، آستانہ مرکزِ تجلّیات کے حجرۂ پاکِ شاہِ افضل سرکار میں جلوہ افروز ہیں۔ اور سارے ماحولِ نُورانیّت میں اور بھی زیادہ اضافہ فرما رہے ہیں اِس خوش نصیبی پہ جتنا بھی رَشک کیا جائے کم ہے، اور جتنی بھی مبارکباد پیش کی جائے کم ہے۔ اور اس آستانۂ مرکز تجلیات پہ جتنا بھی عقیدت سے سروں کو جھکایا جائے کم ہے جہاں مُوئے مُبارکِ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم موجود ہے وہ جگہ مسجدِ نبوی کی منزلت رکھتی ہے کہ جہاں نبیٔ پاک خود آرام پذیر ہیں۔

عرشیست کمیں پائے زایوانِ مُحمّد (صلی اللہ علیہ وسلّم)
جبرائیلِ امین خادم دربانِ مُحمّد (صلی اللہ علیہ وسلّم)

•

درِ مصطفےٰ پہ رکھا جو سر، تو ندا یہ آئی اے او بے خبر!
تیرے وہ بھی سجدے ادا ہوئے، جو قضا ہوئے تھے نماز میں

Marfat.com

باب ۲۹

الہام

قبلہ مُرشد پاک فرماتے ہیں ''سچی طلب عمل سے ہوتی ہے اور جھوٹی طلب زبان سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دُعائیں جلدی سُن لیتا ہے جن کی سچّی طلب ان کے حال سے ٹپکتی ہے، زبان خاموش ہوتی ہے اور آنکھ منتظر ہوتی، اور دل صابر ہوتا ہے''۔

حضرت صاحب کے کراچی ہجرت فرمانے کے الہامی واقعہ کو بیان کرتے ہوئے قلندرہ رالبعہ ثانی فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب کے کراچی منتقل ہونے سے تقریباً دو ماہ پہلے کا واقعہ ہے کہ کراچی میں آرام پذیر حضرت قلندر بابا اولیاء رحمت اللہ علیہ کے مزار شریف پر ہم حاضری دینے آئے ہوئے تھے، اور اس سے پہلے بھی ہم قلندر بابا اولیاء کے مزار شریف پر اکثر حاضری دینے آیا کرتے تھے۔ دورانِ حاضری جب ہم مزار شریف کے اندر فاتحہ خوانی پیش کر رہے تھے، تو ہماری نظر مزار شریف کی دیوار پر لگی ہوئی اس شبیہہ پاک پر پڑی جس میں قلندر بابا اولیاء رحمت اللہ علیہ اور آپ کے قدموں میں آپ کی عزیز ترین مُریدنی مریم بی بی بیٹھی نظر آئیں۔ اس شبیہہ پاک پر نظر پڑتے ہی ہمیں حضرت

Marfat.com

صاحب کا شدّت سے خیال آیا، اور دل اپنے رب کریم کی بارگاہ میں دُعا گو ہوئی کہ اے میرے پیارے اللہ، جس طرح مریم بی بی نے اپنی ساری عمر قلندر بابا اولیاء رحمت اللہ علیہ کی خدمت گزاری میں صرف کردی ، ہمیں بھی ایسی ہمت و توفیق عطا فرما۔ اس لئے کہ ہم واحد افضلی مُرید ہیں، اس حیثیت سے حضرت صاحب کی خدمت گزاری کی ذمہ داری صرف ہماری ہے اور اے میرے پیارے اللہ، آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ آج کل حضرت صاحب کی طبیعت گرُدوں کی تکلیف کے باعث ٹھیک نہیں رہتی۔ آپ کی طبیعت کی ناسازی ہم سے دیکھی نہیں جاتی اور آپ سے ظاہری دُوری ہمارے دل سے سہی نہیں جاتی، اے میرے مولیٰ میرے حال پر اپنی خوشنودی اور خصوصی کرم کی بارش فرما۔ اور رُوح و قلب کی بے چینی کی پیاس بجُھا، راحتِ نعمت دوجہاں عطا فرما۔"

قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ ابھی ہم اس دعا کے حصول میں مگن تھے کہ رحمتِ الٰہی کا جلوہ عیاں ہوا۔ ہم نے جب دوبارہ اسی تبیہہ کی طرف دیکھا، تو اس شبیہہ کے اندر کا منظر تبدیل ہو چکا تھا، ہم نے دیکھا کہ شبیہہ میں حضرت صاحب تشریف فرما ہیں اور آپ کے قدموں میں ہم رہتے ہیں۔ سُبحان اللہ۔

اس وقت سے لے کر حضرت صاحب کے کراچی ہجرت فرمانے

Marfat.com

تک قلندرہ صاحبہ نے اپنی ہر دُعا میں اللہ تعالیٰ سے حضرت صاحب کی خدمت گزاری اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کی غلامی کو طلب کیا۔ قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ اسی کشمکش اور جستجو کے ایام کے دوران ہماری حضرت صاحب سے ان کے جھنگ کے آستانہ پر ملاقات ہوئی۔ حضرت صاحب ہم سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے :

" رالعہ، اگر ہمیں اپنے پاس بُلوانا ہے تو اتنے ڈنڈے مارنے کی کیا ضرورت ہے۔"

قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ بچپن سے ہی ہماری زندگی کا مقصد مرشد کامل کی تلاش تھی اور اپنے رب کریم کی بارگاہ میں یہ دُعا مانگتی کہ اے میرے پیارے اللہ، آپ جانتے ہیں کہ ہماری زندگی کا اوّلین اور حتمی مقصد یہی ہے کہ ہم اپنی ساری زندگی ایسے بزرگ کی خدمت گزاری کے سایہ میں گزار دیں جو کہ بے پناہ عطا اور سخاوت کا مالک ہو۔ اور یہ ساری غیر معمولی خصوصیات حضرت صاحب کی ذاتِ پاک میں سورج کی چمکتی کرنوں کی طرح عیاں ہیں، کہ جہاں بھی یہ نوری کرنیں پڑتی ہیں وہاں روشنی کا ظہور ہوتا ہے، اور سارا کا سارا ماحول نورانیت کے جلوؤں سے معمور ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

باب ۳

آگہی

اللہ تعالیٰ نے اپنے فقیر کو مکاشفۂ غیبی سے نوازا ہے۔ وہ ہر آنے والے پل اور ہر گزرے ہوئے وقت کی خبر رکھتے ہیں۔ نہ مکان اور نہ ہی زمان فقیر پر ذرّہ بھر بھی اثر انداز ہو سکتا ہے۔ فقیر اپنے علمِ غیبی کا اظہار وقتاً فوقتاً حالات، واقعات اور صحیح وقت کے مطابق کرتا رہتا ہے۔ فقیر کی یہ شان ہے کہ وہ خود بھی باخبر ہے اور دوسروں کو بھی آگاہی دیتا ہے۔

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب کے کراچی ہجرت فرمانے سے کافی عرصہ پہلے ہم آپ کی خدمت میں آپ کے شہباز پور والے آستانۂ پاک پر حاضر تھے۔ سخت گرمیوں کے دن تھے۔ حضرت صاحب گرمی کی شدّت کے موضوع پر اظہارِ خیال فرما رہے تھے کہ اتنے میں اچانک حضرت صاحب نے اپنا دستِ مبارک آگے بڑھا دیا اور فرمانے لگے کہ:

"رابعہ ہمیں چھو کر دیکھو، اس گرمی کے باوجود بھی ہمارا جسم کتنا ٹھنڈا ہے"۔

قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب کے اس فرمان سے تو جیسے ہمارے جسم سے جان ہی نکل گئی۔ ہمیں تو کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کریں

Marfat.com

تو کیا کریں۔ کیوں کہ اس سے پہلے ہم نے حضرت صاحب کو چھونے کا تصوّر تک نہ کیا تھا۔ ابھی ہم اسی کشمکش میں تھے کہ حضرت صاحب نے ہماری طرف ترچھی نگاہوں سے دیکھا، اور ایک ہلکی سی مسکراہٹ فرمائی اور دھیمے لہجے میں فرمانے لگے: ''چلو کوئی بات نہیں، آگے ایسے بہت سے موقعے مل جائیں گے''۔

حضرت صاحب اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ اللہ تعالیٰ نے قلندرہ رابعہ ثانی کو آپ کی پُرخلوص خدمت گزاری کے لئے چُن لیا ہے۔ اور حضرت صاحب اپنے مکاشفۂ غیب کا اظہار قلندرہ صاحبہ سے فرمارہے تھے۔

Marfat.com

ذخیرہ

باب ۳۱

درویش کی پیشن گوئی

حضرت صاحب کے دورِ فیصل آباد آستانہ نشینی میں جب بھی قلندرہ رابعہ ثانی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتیں، تو علاقہ کے دوسرے صوفیاء کرام، جو حضرت صاحب سے ملاقات کرنے آتے، حضرت صاحب ان کی ملاقات قلندرہ صاحبہ سے ضرور کرواتے۔ اور حضرت صاحب، قلندرہ صاحبہ سے حُجتاً فرماتے کہ ان صوفیاءکرام سے شریعت و طریقت کے موضوعات پر گفتگو کریں۔ اس طرح مختلف اوقات میں مختلف صوفیاءکرام سے ملاقات ہوتی۔

قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ ایک درویش بڑے ہی نرالے اور انوکھے انداز کے مالک تھے۔ باہر سے سخت اور اندر سے موم۔ حضرت صاحب ان درویش سے بہت محبت سے پیش آتے۔ ایک بار ایسا ہوا کہ حضرت صاحب کی محفل میں یہ درویش، قلندرہ صاحبہ، اور دوسرے مریدین موجود تھے۔ باتوں ہی باتوں میں یہ درویش حضرت صاحب سے عرض کرنے لگے کہ:

"حضور، ایک دن یہ میم صاحب آپ کو اپنے ساتھ

Marfat.com

لے جائیں گی۔" اور ہم سب آپ کو یاد کر کے روتے رہ جائیں گے۔"

درویش کی اس پیش گوئی پر حضرت صاحب، قلندرہ صاحبہ کی طرف دیکھ کر مسکرا دیئے۔

Marfat.com

باب ۳۲

مقصد

جب تک انسان اپنی زندگی کے مقصد میں کامیاب نہیں ہو جاتا، اس وقت تک وہ اپنے مقصد کے حصول میں کوشاں رہتا اور بارگاہِ الٰہی میں دُعا گو رہتا ہے۔ اور جب دُعا قبول و مقبول ہو جاتی ہے، تو پھر راہِ مقصد سے انسان اپنے مقصد کی طرف سفر میں رواں دواں ہو جاتا ہے۔ قبولیت کے لئے مقبولیت ضروری ہے۔ اور مقبولیت کے لئے ایثار و قربانی کا ہونا ضروری ہے، بغیر ایثار و قربانی کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

قلندرہ رابعہ ثانی کی ذاتِ پاک جذبۂ ایثار و قربانی کی مقبول ترین اور سہل ترین مثال ہے۔ آپ کی زندگی کا مقصد صاحبِ عطا و جود و سخا کی پُرخلوص اور بے لوث خدمت ہے، ہر صاحبِ نظر، یہ بات اپنے دل کی گہرائیوں سے تسلیم کرتا ہے کہ قلندرہ صاحبہ نے پندرہ سال تک اپنی زندگی کا ہر ایک لمحہ حضرت صاحب کی شب و روز اطاعت گزاری میں خدمت کو عبادت کا اوّلین درجہ سمجھتے ہوئے گزار دیا، اور حضرت صاحب کے احکامات کو عین حکمِ ربی سمجھتے ہوئے گزار دیا، اور حضرت صاحب

Marfat.com

کے احکامات کو عین حکمِ ربی سمجھتے ہوئے انہیں بجالائیں۔ اور بات صرف یہیں پر آکر ختم نہیں ہوجاتی، آپ نے حضرت صاحب کی اطاعت گزاری اور خدمت گزاری کے ساتھ ساتھ دنیاداری بھی بخوبی نبھائی۔ اپنے اہل و عیال کی دیکھ بال، اپنے کاروباری معاملات، خدمتِ خلق اور نہ جانے کون کون سے معاملات میں آپ ہمیشہ صفِ اوّل میں پیش پیش رہیں۔ جب کوئی انسان اس مقامِ قبولیت کو حاصل کرلیتا ہے، تو ان کا رب ان سے راضی ہوکر ارشاد فرماتا ہے:

"سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ الرَّحِيمٍ ۞"

(محبوبین پر ان کے رب کی طرف سے سلامتی ہی سلامتی کی بشارت ہے۔)

ایسے ہی محبوبین مقبولین کے نقشِ قدم کی پیروی کرنے میں دو جہان کی کامیابی ہے۔ اور جو محبوبین کی اطاعت کرے، وہ پکارتے ہیں:۔

چشت نے آپ کے نام کا ذکر کیا
ہر دن ہے کیا، ہر رات کیا
ہر لمحہ کیا، ہر سانس کیا!
یارابعہ یارابعہ، یارابعہ یارابعہ

اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ ہر صاحبِ محبت بھی یہ بات اپنی روح کی گہرائیوں سے تسلیم کرتا ہے کہ حضرت صاحب کے قلب و

Marfat.com

وروح کی گہرائی کا بھی یہی ترانہ ہے رالعہ، رالعہ، رالعہ، رالعہ۔

رالعہ کے دل میں بھی بستے ہیں شاہِ شاہاں

ان کا دل قبلہ ہے چشتی صابری، عارفیوں کا

اس حقیقت کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ قلندرہ صاحبہ کو جو بھی ملا اور جو بھی عطا ہوا شاہِ افضل سرکار کے دربارِ فیض سے عطا ہوا۔ انشاءاللہ یہ عطا، یہ جود و سخا جاری ہے اور تاحشر اور اس کے بعد بھی جاری رہے گی۔ (آمین)

مرشد پاک فرماتے ہیں "جو صبر وشکر سے تجارت کرتے ہیں، ومنافعٔ کثیر حاصل کرتے ہیں۔ ان کے دامن موتیوں سے بھر دیئے جاتے ہیں، اور یہ دوسروں کی خالی جھولیاں بھر دیتے ہیں۔

Marfat.com

باب ۳۳

پرواز

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب کراچی مرکز تجلیات ہجرت فرمانے کے بعد سب سے پہلے جس مقام مقدس پر سب سے پہلے حاضر ہوئے، وہ مزار پاک شہید حضرت عبداللہ شاہ غازی بابا رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ حضرت صاحب کو قلندرہ صاحبہ اپنے ساتھ مزار غازی بابا رحمۃ اللہ علیہ لے آئیں۔

جب حضرت صاحب مزار پاک پر اُوپر تشریف لے جانے کے لئے سیڑھیوں کے نزدیک پہنچے، تو تھوڑی دیر کیلئے آپ ٹھہرے رہے۔ اس وقت قلندرہ صاحبہ کی نظریں حضرت صاحب کے قدموں سے لگی ہوئی تھیں، اور آپ اس سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں کہ حضرت صاحب کو سانس کی تکلیف یعنی دمہ کا مرض ہے، اور زیادہ سیڑھیاں چڑھنے سے آپ کے سانس کی رفتار اور بھی زیادہ تیز ہو جاتی ہے۔ اور طبیعت ناساز ہو جاتی ہے۔ ابھی آپ اسی سوچ میں مبتلا تھیں کہ دیکھا کہ حضرت صاحب کے قدم مُبارک زمین سے ہوا میں بلند ہوئے اور آپ سیڑھیوں کے اُوپر سے پرواز کرتے ہوئے اوپر تک مزار

Marfat.com

غازی بابا آپہنچے۔ آپ نے بھرپور حاضری دی۔

حضرت صاحب جب مرکز تجلیات میں اپنے حجرے میں واپس تشریف لائے تو فرمانے لگے: "رابعہ! آج ہم نے مزار شریف پہنچتے ہی غازی بابا کی خدمت میں اپنی طبیعت کی ناسازی کے مطابق عرض پیش کر دی تھی کہ حضور، آپ تو جانتے ہیں کہ ہمیں سانس کی تکلیف ہے اور آپ تو ہماری حالت سے بہ خوبی واقف ہیں، اگر آپ ہمیں اپنے دربار میں بلوانا چاہتے ہیں، تو بلوالیں۔ چنانچہ غازی بابا بہ نفس نفیس نیچے تشریف لائے اور ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہمیں اپنے دربار تک لے گئے۔

ذخیرہ
صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی لاہور پاکستان

Marfat.com

باب ۳۴

سلسلہ عارفیہ میں دستار بندی

حضرت صاحب کے کراچی مرکزِ تجلّیات پر آستانہ نشینی اختیار کرنے کے کچھ روز بعد آپ نے قلندرہ رالعہ ثانی کو طلب کیا اور فرمانے لگے کہ رالعہ، تھوڑی سی مٹھائی کا انتظام کرلیں اس لئے کہ قبلہ بھائی جان حضرت شاہ عارف سرکار علیہ الرحمت کی طرف سے جاری کردہ ہدایت کے مطابق آپکی سلسلۂ عارفیہ میں دستار بندی کرنے کا حکم ہے۔

قلندرہ رالعہ ثانی یہ فرمانِ شاہ عارف سرکارؒ سُن کر کچھ دیر خاموش رہیں اور پھر اپنی مؤدبانہ گزارش حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کی: "حضور! آپ تو جانتے ہیں کہ آپ ہمیں سلسلۂ افضلیہ میں پہلے ہی سے دستار بندی عطا فرما چکے ہیں اور ہم آپکے نام پاک کے ساتھ منسلک ہونے سے خود پر بے حد فخر کرتے ہیں۔ ہماری یہ گزارش ہے کہ بیشک آپ ہمیں سلسلۂ عارفیہ میں دستار بندی عطا فرمائیے، مگر بحیثیت افضلی مرید ہونے کے عارفی بننے کا شرف عطا فرمائیے۔ ہم اس اعزاز کو اپنے لئے دُگنی خوش نصیبی کا باعث سمجھیں گے۔

حضرت صاحب نے قلندرہ صاحبہ کی اس گزارش کو قبول فرمایا اور آپ کو بحیثیت افضلی مرید ہونے کے عارفی سلسلہ میں دستار بندی عطا فرمائی۔

Marfat.com

باب ۳۵

نظامی نسبت

یہ خصوصی اعزازِ عالیہ ہم سب عارفی، افضلی فقیری بچوّں کے لئے اور بھی زیادہ باعثِ فخر ہے کہ صرف اور صرف قلندرہ رابعہ ثانی کو حضرت صاحب اور مرشدین چشتیہ کی خصوصی نظرِ کرم سے "نظامی" ہونے کا شرف حاصل ہے۔

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب کی مسند نشینی میں حضرت محبوبِ الٰہی نظام الدین رحمت اللہ علیہ کے عرس پاک کے سلسلہ کی سالانہ محفل سماع ہو رہی تھی۔ محفل اپنے پورے عروج پر تھی۔ چاروں طرف رنگ و نور، وجد و مستی اور ذکر کا عالم تھا۔ جب قوال نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کی منقبت پیش کرنا شروع کی، تو قلندرہ صاحبہ پر ایسی وجدانی کیفیت طاری ہوئی کہ جو بیان سے باہر ہے اور ایسا سرور چڑھا کہ جس کے نشہ کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔

جب محفلِ سماع کا اختتام ہوا اور قلندرہ صاحبہ حضرت صاحب کے حجرے میں تشریف لائیں، تو حضرت صاحب فرمانے لگے کہ رابعہ'

Marfat.com

جب حضرت محبوبِ الٰہی کی منقبت پیش کی جارہی تھی تو خواجہ نظام الدین اولیا، رحمت اللہ علیہ اپنے نُورانی تخت کے ساتھ جلوہ افروز ہوئے، آپ نے خوب نگاہِ کرم و فیض فرمائی۔ ہم نے اپنی عرض آپ کی خدمت میں پیش کی کہ حضور، رابعہ آپ کی بیٹی ہے، اسے اپنی غلامی میں قبول فرمالیجئے۔

حضرت صاحب کی گزارش پر، حضرت محبوبِ الٰہی علیہ رحمت نے قلندرہ رابعہ ثانی کو اپنی آغوش میں لے لیا، اور اپنے دربارِ خاص سے "نظامی" ہونے کا فیض عطا فرمایا۔

Marfat.com

باب ۳۶

حاضریٔ مزار حضرت لعل شہباز قلندر رحمت اللہ علیہ

حضرت لعل شہباز قلندر علیہ الرحمۃ کے مزار پاک پر حضرت صاحب کی قلندرہ رالبعہ ثانی کے ساتھ حاضری ایک حسین یاد ہے۔ قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب اندرونِ سندھ کے حالات کافی غیر یقینی اور ناسازگار تھے۔ آئے دن ڈکیتی، اغوا برائے تاوان' اور اس جیسے کئی اور ناخوشگوار واقعات عام سُننے اور دیکھنے میں آیا کرتے تھے۔ کوئی بھی اندرونِ سندھ سفر کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ بہرحال، قلندرہ صاحبہ، حضرت صاحب کو اپنے ساتھ گاڑی میں لے کر سیہون شریف روانہ ہوگئیں۔

قلندرہ صاحبہ گاڑی چلا رہی ہیں اور حضرت صاحب آپ کے برابر کی اگلی نشست پر تشریف فرما ہیں۔ جب جامشورو سے زیادہ کا سفر طے ہوگیا اور آپ کی سواری سیہون شریف کے روڈ کی طرف رواں دواں تھی، تو اس وقت دوپہر کے دو یا تین بجے کا وقت تھا۔ قہر کی گرمی پڑ رہی تھی اور سُورج کا رُخ عین قلندرہ صاحبہ کی طرف تھا۔ کڑکتے سُورج کی تیز دھوپ قلندرہ صاحبہ پر پڑ رہی تھی۔ اس بات کا احساس حضرت صاحب

Marfat.com

کو ہوا تو حضرت صاحب نے تھوڑا سا جھک کر قلندرہ صاحبہ کی طرف کی کھڑکی سے باہر ایک نگاہ سُورج پر ڈالی۔

حضرت صاحب نے سُورج پر نگاہ فرمانے کے بعد آرام سے سیدھے ہو کر اپنی نشست پر ٹیک لگائی اور بڑے مزے سے تسبیح پڑھنے۔ اس کے بعد قلندرہ صاحبہ نے ترچھی نظروں سے اپنی کھڑکی سے باہر آسمان کی طرف دیکھا۔ تو نظر آیا کہ بادل کا ایک ٹکڑا تھا جو کہ گاڑی کے اوپر سایہ کئے ہوئے موجود تھا اور گاڑی کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا اور پورے سیہون شریف کے راستہ پر سایہ کئے چلتا رہا۔ بادل کا یہ ٹکڑا کڑکتی دھوپ اور گرمی کو روکے رہا۔

شام کے وقت آقائی مولائی مرشدی سیہون شریف پہنچ گئے۔ اور اس سرکاری ریسٹ ہاؤس آگئے جہاں آپ ہمیشہ ایک خاص کمرے میں قیام کیا کرتے تھے۔ سیہون شریف میں اس ریسٹ ہاؤس میں حضرت صاحب کے رہنے کا انتظام قلندرہ صاحبہ کے ایک عقیدتمند سکندر صاحب کیا کرتے تھے۔ سکندر صاحب، حضرت صاحب اور قلندرہ صاحبہ کا بڑا ادب و احترام کرتے اور حضرت صاحب بھی ان سے خوب محبت فرماتے۔ جب قلندرہ صاحبہ حضرت صاحب کو لے کر اس ریسٹ ہاؤس تشریف لائیں، تو پتہ چلا کہ سکندر صاحب کسی ضروری کام کے سلسلہ میں کراچی گئے ہوئے ہیں اور ریسٹ ہاؤس میں منسٹر صاحب اور ان کا عملہ قیام پذیر ہے اور کوئی کمرہ خالی نہ تھا، سوائے ایک گزارے کے

Marfat.com

لائق کمرے کے۔ قلندرہ صاحبہ اس کمرے کو غنیمت جان کر حضرت صاحب کو اس کمرے میں لے آئیں۔

مغرب کے وقت حضرت صاحب حاضری کے لئے مزار شریف تشریف لے آئے اور قلندر لعل شہبازؒ کے روضۂ پاک کے پہلو میں تشریف فرما ہو کر مراقبہ فرمانے لگے۔ قلندرہ صاحبہ اس وقت آپ کے ساتھ تشریف فرما ہو گئیں۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ قلندرہ صاحبہ نے دیکھا کہ سکندر صاحب دوڑتے، ڈھونڈتے حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور ادب سے سلام پیش کرنے کے بعد عرض کرنے لگے کہ حضور، میں تو کراچی میں تھا، مجھے اچانک سیہون ریسٹ ہاؤس سے فون آیا کہ کوئی ضروری کام آن پڑا ہے، جلدی واپس آجائیں۔ جب میں ریسٹ ہاؤس پہنچا، تو پتہ چلا کہ مجھے تو کسی نے یہاں سے فون ہی نہیں کیا۔ اور پھر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی پتہ چلا کہ حضرت صاحب یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں اور انکے لئے کسی معقول کمرے کا انتظام نہیں ہو سکا ہے۔ میں تو آپ سے یہ عرض کرنے آیا ہوں کہ منسٹر صاحب تو ریسٹ ہاؤس خالی کر کے واپس جا چکے ہیں اور آپ کا خاص کمرہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ جب چاہیں تشریف لے آئیں۔

مزار شریف سے حاضری کے بعد جب حضرت صاحب کمرے

Marfat.com

میں تشریف لائے تو قلندرہ صاحبہ سے فرمانے لگے کہ رابعہ، ہم نے حضرت شہباز قلندرؒ کے دربار میں عرض پیش کردی تھی کہ حضور، آپ تو ہمارے حالات جانتے ہیں۔ ہماری طبیعت ٹھیک نہیں۔ہم سے زیادہ گرمی بھی برداشت نہیں ہوتی، ہمارا معقول انتظام فرمادیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ: حضرت لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ کا عظیم وعالیشان دربار ہے اور یہاں پر ہنگامی طور پر فیصلے کئے جاتے ہیں۔

Marfat.com

باب ۳۷

نشانی

حضرت صاحب اپنی شانِ فقیریت کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ جب دُنیا پر سُورج غروب ہوتا ہے، تو فقیر ابھرتا ہے۔ اور جب دُنیا پر سُورج طلوع ہوتا ہے، تو فقیر ڈھلتا ہے۔

حضرت صاحب شعبۂ فقیرِ مُحمّدی کے روشن سُورج ہیں اور قلندرہ رالبعہ ثانی نشانِ مُحمّدی کی روشن نشانی۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلّم ہے کہ "جب قیامت نزدیک ہو گی تو سُورج مغرب کی سمت سے طلوع ہو گا"۔ قلندرہ رالبعہ ثانی ہی وہ آفتابِ مغرب ہیں جو مغرب کی سمت سے طلوع ہو چکا ہے، اور اس کی روشنی سارے عالم کو منوّر کر رہی ہے اور آگاہی دے رہی ہے کہ مغرب سے سُورج طلوع ہو گیا ہے اور اب مشرق و مغرب کے لئے کچھ اور مزید سوچنے اور وقت ضائع کرنے کی گنجائش نہیں۔

حضرت صاحب اکثر اپنی بات سمجھانے کے لئے یہ جملہ ارشاد فرماتے "آئی سمجھ"۔ اور مرشد پاک فرماتے ہیں:

"سمجھ میں آئے تو اور نہ آئے تو"

Marfat.com

باب ۳۸

احوالِ تبرّکِ مدینہ

یا منبرِ تجلیات حضرت صاحب!

بعد از دست بوسی و قدم بوسی، پیشِ خدمت ہے احوالِ تبرکِ مدینہ، دائماً ابداً۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ بیت اللہ شریف میں عمرہ ادا کرنے کی سعادتِ عظیم سے فیضیاب ہوا، اور بعد ازاں سرکارِ دوجہاں حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے روضۂ اقدسِ پُرانوار پر حاضری دے رہا ہوں، اور پھر ان مقاماتِ مقدسہ کی حاضری کے بعد میں قلندرہ رابعہ ثانی کی خدمت میں حاضری دینے دربارِ مرکزِ تجلّیات آرہا ہوں جیسے ہی میں آپ کے آستانہ پاک کے گیٹ کے اندر قدم رکھتا ہوں، تو میں دیکھتا ہوں کہ میں دوبارہ شہر مکّہ شریف میں داخل ہوگیا ہوں۔ اور جُوں جُوں میں آپ کے آستانۂ عالیہ کی جانب مزید پیش قدمی کرتا ہوں، تو آپ کا آستانۂ پاک، خانۂ خُدا، بیت اللہ شریف بن چکا ہوتا ہے۔ ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں مخلوقِ خُدا بیت اللہ شریف میں موجود ہیں اور مشغولِ عبادت ہیں۔ اتنے میں مجھے اپنے آقائی، مولائی، مُرشدی قلندرہ رابعہ ثانی کی جانب

Marfat.com

سے ایک پیغام موصول ہوتا ہے کہ جمعۃُ المُبارک کی نماز کا وقت ہونے والا ہے، اور منبر خانۂ کعبہ شریف پر آ کر اذان دو۔ میں آپ کے حکم کے مطابق منبر کعبہ شریف پر کھڑے ہو کر اذانِ جُمعہ دیتا ہوں، اور میری اذان کی پُکار کی گُونج چاروں طرف پھیل جاتی ہے۔ جب میں حکم مولائی کی تعمیل کر چُکا، یعنی اذان کی ادائیگی کے بعد، تو پھر میری نگاہ بیت اللہ شریف میں ایک ایسے عظیم و عالیشان مقام پر پڑ جاتی ہے جو کہ بہت بلندی پر واقع ہے۔ اس مقامِ عظمت پر ایک فقیری رنگ برنگی مُسند بچھی ہوئی ہے۔ اور اس مُسندِ عظمت پر قلندرہ رابعہ ثانی جلوہ گر ہیں، ہمیشہ کی طرح پُر نُور اور دلنشین۔ اور آپ اس مقامِ عظمت سے تمام مخلوقِ خدا پر نگاہِ کرم اور باطنی رُوحانی توجہ فرما رہی ہیں۔

میں خوشی کے مارے، دوڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ سلام عقیدت و محبت اور قدم بوسی کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ قلندرہ صاحبہ مجھ سے مل کر بہت خوش ہوتی ہیں۔ اپنا پیار عطا فرماتی ہیں۔ اور ارشاد فرماتی ہیں کہ بیٹا، تمہیں بیت اللہ کی زیارت مُبارک ہو، ہمیں احوالِ مدینہ سُناؤ۔ آپ کا یہ فرمان سُنتے ہی کرمِ الٰہی کا جلوہ عیاں ہوتا ہے، اور میری نگاہوں سے پردہ اٹھا دیا جاتا ہے۔ اور مجھے شہرِ منبعِ تجلّیات مدینہ شریف پہنچا دیا جاتا ہے۔ اور اس وقت میں روضۂ نُورٌ مّن نور اللہ پر موجود ہوں۔ سارا ماحول نُورِ مدینہ سے

Marfat.com

لبریز ہے، اور ہمارے پیارے آقا، جانِ عارفیاں وافضلیاں، نورِ علیٰ نور صلی اللہ علیہ وسلّم، حالتِ احرام میں ملبوس، اپنے روضۂ تجلیات کی ازخود شانی فرما رہے ہیں۔ نورِ الٰہیٔ نورِ مدینہ کو مزید نورانی جلا بخش رہا تھا۔ جیسے ایک نور سے دوسرا نور روشن کر رہے ہوں۔ یہ منظرِ نور و تجلّیات، ظاہر کے قلم و فہم و گمان سے نہیں قلمبند کیے جا سکتے۔

سوزِ دل چاہیئے، چشمِ نم چاہیئے اور شوقِ مطہر چاہیئے
ہوں میسّر مدینہ کی گلیاں اگر، آنکھ کافی نہیں نظر چاہیئے

اس عالمِ نور میں آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلّم نے نمازِ عشاء ادا فرمائی۔ آپ میری طرف اپنی تصرفات و نگاہِ ناز و نیاز کے ساتھ متوجہ ہوئے۔ مجھے حبیبِ خدا ﷺ نے ایک تبرک تحفتاً عطا فرمایا۔ میں نے جھک کر باادب تبرک لے لیا۔ شکرانہ قدم بوسی پیش کی۔ اور یہ نعمتِ اعلیٰ دوجہاں اپنے آقائی، مولائی، مُرشدی کی خدمتِ اقدس میں پیش کر دی۔ جب قلندرہ صاحبہ نے اس تبرکِ نورِ مدینہ کو کھولا تو کیا دیکھا کہ اس تبرک میں ایک رُوحانی رُوحِ مُبارک ہے۔ اس رُوحِ پاک کے نمودار ہوتے ہی یہ ارشاد ہوا کہ: "یہ رُوح قلندرۂ افضلیہ صابریہ رالعہ ثانی کی ہے۔ اور اس رُوح کو روحِ افضل سے صرف اور صرف عبادتِ الٰہی کے لئے خلق کیا گیا ہے۔ اور یہ روزِ ازل و نا معلوم سے

Marfat.com

اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہیں۔

اس ارشادِ غیبی کے بعد قلندرہ صاحبہ نے، مجھے وجدِ الٰہی، عشقِ رسول اور استغراقِ افضلی میں آکر اپنے سینۂ ناز سے لگالیا۔ اور پھر مجھے کچھ اور ہوش باقی نہ رہا۔

آپ کی عظمتیں کوئی سمجھے گا کیا
آپ نورِ الٰہی، آپ نورِ مصطفےٰ ہیں
فاطمہ زہرہ کا ہے نور فشاں
پنجتن کی عطا رابعہ، رابعہ
رابعہ ثانی کی کرے رب ثناء
رب کرے ہے ثنا، جگ سُنے ہے ثناء

Marfat.com

باب ۳۹

اسلامک سینٹر

قلندرہ رابعہ ثانی صاحبہ فرماتی ہیں کہ کراچی ہجرت فرمانے کے کچھ عرصہ بعد حضرت صاحب نے کراچی میں واقع اسلامک سینٹر کا دورہ کیا۔ اسلامک سینٹر میں حضرت صاحب نے علمائے دین اور یونیورسٹی میں زیرِ تعلیم طلباء سے بھی ملاقات فرمائی۔ اور دورانِ ملاقات حضرت صاحب نے محبت، شریعت، طریقت اور علم کے موضوعات پر گفتگو فرمائی اور اظہارِ خیال فرمایا۔

یونیورسٹی اور درسگاہ کے دورے اور عملے سے ملاقات کے بعد آپ جامعہ کے ہوسٹل کا معائنہ کرنے تشریف لے گئے۔ جب ہوسٹل کا معائنہ فرما رہے تھے، تو آپ اچانک ایک طالب علم کے پاس آکر رُکے اور اس سے مخاطب ہو کر اپنی شہادت کی انگلی اس طالب علم کی پیشانی کے بیچوں بیچ رکھتے ہوئے فرمانے لگے کہ یہ جو تمہارا دماغ ہے، اور اس میں جو علم ہے، اس نے تمہارے دل کے سارے راستے بند کر دیئے ہیں۔ اور یہ جملے فرماتے ہوئے آپ نے اپنی شہادت کی انگلی کو اس طالب علم کی پیشانی سے ایک دائرہ نما

Marfat.com

اشارہ فرما کر اس کے دل پر اپنی انگشتِ مبارک رکھ دی۔
حضرت صاحب کی یہ پیشن گوئی درست ثابت ہوئی۔
مُرشد پاک فرماتے ہیں کہ
"شیخ شریعت پر علم سوار ہوتا ہے۔
اور شیخ طریقت علم پر سوار ہوتا ہے۔"

Marfat.com

باب ۴

امامتؒ

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ فقیر کا وجود زمان و مکان کا محتاج نہیں ہوتا، بلکہ فقیر تو صاحبِ قدرت ہوتا ہے۔ زمان و مکان فقیر کے قیدی ہوتے ہیں۔ فقیر بیک وقت ایک جگہ پر ظاہری طور پر حاضر ہوتے ہوئے کئی مقامات پر موجود ہوتا ہے۔ فقیر کی رسائی عالم ناسوت (یعنی ظاہری دُنیا) سے لے کر عالم لامکاں تک ہوتی ہے۔

قلندرہ رابعہ ثانی کے ایک بہت پُرانے واقفِ کار، عالم دین علامہ صاحب ہیں۔ آپ نے قلندرہ صاحبہ کے دونوں صاحبزادوں، طارق بھائی اور عارف بھائی کا نکاح بھی پڑھایا ہے۔ علامہ صاحب ایک عرصہ دراز سے مدینہ منوّرہ میں اپنے پورے اہل وعیال کے ساتھ منتقل ہوگئے تھے۔ آپ مدینہ منوّرہ میں مدینہ یونیورسٹی میں درس و تدریس کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ مدینہ منورہ میں ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بیٹے سے نوازا۔ اس بچے نے اپنی قرآن شریف حفظ کرنے کی تعلیم مدینہ میں حاصل کی۔ جب یہ بچّہ تیرہ چودہ سال کا ہوا، تو پہلی بار علامہ صاحب اس بچے کو لے کر حضرت صاحب کی خدمت میں پاکستان (کراچی) حاضر ہوئے۔

Marfat.com

اس نیّت سے کہ بچّے کو حضرت صاحب اپنی غلامی میں بیعت کا شرف عطا فرمائیں۔ حضرت صاحب، علامہ صاحب اور اس بچّے سے مل کر بہت مسرور ہوئے، اور اس کے بیعت کے متعلق فرمانے لگے کہ اگر میں اس بچّے کو اپنی بیعت میں لیتا ہوں، تو پھر یہ بچّہ نہ تو آپ کے کام کا رہے گا اور نہ ہی میرے کام کا۔ حضرت صاحب مزید فرمانے لگے کہ اس بچّے کو عالم دین (عالم حق) بناؤ، ہماری دُعائیں اس کے ساتھ ہیں۔

جب علامہ صاحب، حضرت صاحب سے ملاقات کر رہے تھے، تو ان کا بیٹا کہنے لگا کہ ابا جان، میں نے حضرت صاحب کو کئی مرتبہ بہ نفسِ نفیس مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلّم میں نماز کی امامت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

Marfat.com

باب ۱۴

شفقت

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ قبلہ والد صاحب، شاہِ شاہان، قطب العالم، غوث الزمان، حضرت شاہِ غزن سرکار رحمت اللہ علیہ بالخصوص اپنی عارفی، افضلی بچیوں سے بے حد شفقت فرماتے تھے۔

حضرت رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ ہمیں آدھے سر کے درد کی شکایت رہا کرتی تھی اور سر درد کے شدید دورے پڑا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ہم اسلام آباد میں تھے۔ اس دن ہمیں سر درد کا ایسا دورہ پڑا تھا کہ اس کی تکلیف بیان سے باہر تھی۔ اسی تکلیف کے عالم میں ہم قبلہ والد صاحب کے مزار شریف پر حاضر تھے۔ نہ جانے کیسے ہمت کر کے ہم مزار شریف پر کھڑے تھے کہ اچانک ہمارا سر قبلہ والد صاحب کے مزار کے ایک ستون سے جا ٹکرایا۔ اس وقت تو ہمیں کچھ خاص احساس نہ ہوا اور نہ ہی کچھ سمجھ آیا۔ قبلہ والد صاحب کے بعد ہم نے مرشدِ پاک شاہِ عارف سرکار کے مزار شریف پر حاضری دی۔ جب ہم مزارات سے رخصت لے کر گاڑی میں آ کر بیٹھے، تو ہمیں احساس ہوا کہ ہمارے آدھے سر کا درد بالکل ختم ہو چکا تھا۔

حضرت صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ: "رابعہ، ہمیں آپ میں سے قبلہ والد صاحب کی مہک آتی ہے"۔

Marfat.com

باب ۴۲

اجازت

والدین کی دُعا اللہ تعالیٰ کا راز ہوتی ہے۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلّم ہے کہ والدین اللہ کی طرف سے زمین و آسمان کا بہترین تحفہ ہیں۔ اور والدین کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے، اور والدین کی رضا اللہ کی جزا ہوتی ہے۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ بچپن ہی سے ہم اپنے قبلہ والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی دُعاؤں کے گھرے سایہ میں رہے۔ حضرت صاحب کا ہمیشہ سے یہ معمول رہا کہ جب بھی گھر سے باہر جانا ہوتا، تو سب سے پہلے آپ والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ ادب سے سلام پیش کرتے اور پھر گھر سے رخصت ہونے کی اجازت طلب کرتے۔ والد صاحب بڑی محبت سے سر پر دستِ شفقت پھیرتے، ڈھیروں دُعائیں دیتے اور اللہ کی حفظ و امان کے سپُرد کر دیتے۔ پھر گھر واپس آ کر بھی سب سے پہلے والد صاحب کے حضور میں حاضر ہوتے۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ والد صاحب پر اکثر اوقات استغراقی کیفیت طاری ہوتی اور اسی دوران آپ سوریانی زبان میں گفتگو فرماتے۔

Marfat.com

سُوریانی زبان ملائکہ کی زبان ہے۔ ایک بار صبح سویرے حضرت صاحب دفتر جانے کے لئے تیار ہو کر والد صاحب کی خدمت میں سلام کرنے حاضر ہوئے۔ اس صبح والد صاحب پر استغراقی کیفیت کچھ زیادہ طاری تھی۔ حضرت صاحب کافی دیر تک والد صاحب کے حجرے کے باہر انتظار کرتے رہے۔ کافی دیر گزر گئی مگر والد صاحب کا استغراق جاری رہا۔ حضرت صاحب اس خیال سے اپنے دفتر روانہ ہو گئے کہ کہیں دفتر پہنچنے میں دیر نہ ہو جائے۔

آپ پہلی بار حضور والد صاحب رحمت اللہ علیہ کی اجازت کے بغیر تشریف لے گئے۔ جب والد صاحب کی استغراقی کیفیت کچھ کم ہوئی تو آپ نے سب سے پہلے حضرت صاحب کے بارے میں دریافت کیا۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت صاحب تو بغیر سلام کئے اور دُعائیں لئے چلے گئے ہیں تو والد صاحب نے ایک تشویش زدہ انداز میں اپنی آنکھیں بند کر لیں اور حضرت صاحب کا جائزہ لیتے ہوئے اپنے سر کو دُکھی انداز میں گھماتے ہوئے فرمانے لگے۔ "بیچارا ہمارا افضل"۔

کچھ دیر کے بعد خبر آئی کہ حضرت صاحب کو دفتر جاتے ہوئے ایک حادثہ پیش آگیا، اور اس حادثہ میں حضرت صاحب کے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ فریکچر کی وجہ سے حضرت صاحب کے ہاتھ پر تین چار ماہ تک پلاسٹر چڑھا رہا۔

Marfat.com

باب ۴۳

جلدی

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ جب کبھی بھی ہمیں آستانہ سے کسی کام کے سلسلہ میں باہر جانا ہوتا، تو پہلے حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے، آپ سے اجازت طلب کرکے اور دعاؤں کے ساتھ رخصت ہوتے۔ اور پھر آستانہ واپس آکر سب سے پہلے حضرت صاحب کو سلام کرتے۔ جمعہ کے دن ایسا ہوتا کہ جمعہ کی محفل کے بعد اکثر ڈاکٹر حامد ترمذی ایک دو گھنٹے کے لئے حضرت صاحب کے ساتھ انکے حجرے میں ان کی خدمت میں موجود رہتے۔

ایک جمعہ ایسا ہوا کہ بعد نماز جمعہ، تقریباً ساڑھے تین بجے ہمیں کسی ضروری کام کی غرض سے باہر جانا پڑا، اور ڈاکٹر حامد صاحب، حضرت صاحب کے ساتھ ان کے حجرے میں موجود تھے۔ چونکہ ہمیں معلوم تھا کہ وہ ڈیڑھ دو گھنٹوں سے پہلے باہر نہیں آئیں گے اور ہمیں جلدی بھی تھی اس لئے جلد بازی میں ہم حضرت صاحب کو سلام نہ کرسکے اور ان سے اجازت طلب کئے بغیر اپنی گاڑی میں بیٹھ کر ایک ضروری کام سے کلفٹن روانہ ہوگئے ان دنوں جمعہ کی عام تعطیل

Marfat.com

ہوا کرتی تھی ہم آہستہ گاڑی چلا رہے تھے چھٹی کی وجہ سے روڈ بھی خالی تھا جب ہم کلفٹن برج پہنچے تو اچانک ہماری گاڑی کا ایک زبردست ایکسڈنٹ ہوگیا۔ اس سے ہماری گاڑی تو بالکل چکنا چور ہوگئی لیکن جس دوسری گاڑی سے ٹکر لگی تھی وہ صحیح سلامت رہی۔ اس پر ایک معمولی سی خراش تک نہ آئی۔

شام ڈھلے کا وقت، روڈ پر دور دور تک کوئی بندۂ خدا نہیں جو ہماری مدد کو آئے۔ ہم نے اللہ اللہ کر کے گاڑی کو روڈ کے کنارے کھڑا کر دیا۔ اور لگے ادھر اُدھر دیکھنے، کسی ٹیکسی کی تلاش میں۔ اتنے میں دیکھتے ہیں کہ ایک ٹیکسی والا آکر ہمارے پاس رُکا۔ اور ہم سے کہنے لگا، بیگم صاحب پریشان مت ہوں، میں آپ کو آپ کے گھر چھوڑ آؤں گا۔ اور آپ کی گاڑی بھی آپ کے گھر پہنچا دوں گا۔

ہم اس ٹیکسی والے کے ساتھ گھر آگئے۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ نہ تو اس ٹیکسی والے نے ہمارے گھر کا پتہ پوچھا اور نہ ہی ہم نے اس کو بتایا۔ باوجود اس کے یہ ٹیکسی والا ہم کو ٹھیک ہمارے گھر تک لے آیا۔ یہ شخص ایک پراسرار شخصیت کا مالک تھا۔ جیسے پہلے سے ہی سب کچھ جانتا ہو۔ مگر خاموش تھا۔ یہ ٹیکسی والا ہم کو گھر چھوڑنے کے بعد ہماری گاڑی بھی گھر لے آیا۔

اور پھر اس دن کے بعد ہم کبھی بغیر اجازت باہر نہ نکلے۔

Marfat.com

باب ۴۴

فقیر کی ڈیوٹی

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی بزرگ کی بارگاہ میں حاضری کا ارادہ کرے، تو اسے چاہیئے کہ پہلے اپنے بزرگ کو اطلاع کر دے اور اجازت طلب کرے۔ یا چاہیئے کہ دو رکعت نماز نفل ادا کرے اور اللہ کے حضور دُعا کرے کہ میں اپنے بزرگ کی خدمت میں حاضری کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اور جب اطلاع کر دے تو چاہیئے کہ اپنے گھر سے نکل کر سیدھا اپنے بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو۔ اور واپسی پر بھی سیدھا اپنے گھر لوٹ جائے۔ اس لئے کہ جب فقیر کو حاضری کی اطلاع کر دی جاتی ہے، تو فقیر کی ڈیوٹی شروع ہو جاتی ہے، اور حاضری کی ذمہ داری فقیر پر ہو جاتی ہے اس وقت تک کہ جب تک حاضر ہونے والا اپنے گھر صحیح سلامت، بخیر و خوبی نہیں پہنچ جاتا۔ جو حاضری کے دوران، راستے میں اِدھر اُدھر نکل جاتے ہیں، اس سے بلا وجہ فقیر کی ڈیوٹی بڑھ جاتی ہے، جس کا فقیر ذمہ دار نہیں ہوتا۔ اور جب کوئی غیر متوقع حادثہ پیش آتا ہے، تو لوگوں کو کہتے ہیں کہ جی ہم تو محفل میں گئے تھے اور واپسی پر ذرا آئس کریم اور کچھ ٹھنڈا پینے بازار چلے گئے اور راستے میں ایکسیڈنٹ ہو گیا۔

Marfat.com

اس بات پر حضرت صاحب بہت زور دیتے ہیں کہ جب بھی محفل میں آؤ اور اپنے گھر جاؤ تو بیچ میں کہیں بھی مت رُکو۔ اس لئے کہ سارے مُریدوں پر فقیر کی ڈیوٹی لگی رہتی ہے۔ فقیر کی ڈیوٹی فقیر کی ذمہ داری ہے۔

قلندر رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب کو اپنے کسی ذاتی سلسلہ میں کچھ ضروری قانونی کاغذات تیار کروانے تھے۔ ہم نے اپنے وکیل صاحب کو حضرت صاحب کے لئے طلب کیا۔ وکیل صاحب حضرت صاحب سے ملاقات کرنے ہمارے آستانے تشریف لا رہے تھے کہ اچانک شہید ملّت روڈ پر وکیل صاحب کی گاڑی کے نیچے ایک آدمی آگیا، اور پیچھے سے ایک اور گاڑی نے آکر وکیل صاحب کی گاڑی کو زوردار ٹکر ماری۔ بے چارے وکیل صاحب کی تو حالت خراب ہوگئی۔ ایک تو آدمی گاڑی کے نیچے آگیا تھا اور دوسرے ایک زوردار ایکسی ڈنٹ۔ وکیل صاحب ڈرتے ڈرتے گاڑی سے نیچے اس آدمی کو دیکھنے اُترے تو دیکھتے ہیں کہ وہ شخص صحیح سلامت اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے جسم پر ہلکی سی خراش تک بھی نہ آئی تھی۔ وکیل صاحب کی گاڑی محفوظ رہی، مگر بے چارے پیچھے سے ٹکر مارنے والی گاڑی کا کافی نقصان ہوا۔

فقیر کی نگاہ ناگہانی آفتوں کو ٹال دیتی ہے۔ اور اگر کوئی غیر متوقع واقعہ رونما بھی ہوجائے، تو اس کی شدت میں کمی کر دی جاتی ہے۔

Marfat.com

باب ۴۵

عارفی بچیوں پر خصوصی نظرِ کرم

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ قبلہ بھائی جان، حضرت صابر ثانی، عارفِ لاثانی، بحرِ صبر و محبت، الحاج حضرت شاہ عارف سرکار رحمت اللہ علیہ اپنی عارفی بچیوں پر خصوصی نگاہِ کرم فرماتے ہیں۔

قلندرہ رابعہ ثانی حضرت صاحب کے اس فرمان کی تصدیق کرتے ہوئے حضرت شاہ عارف سرکار رحمت اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری کا ایک ایمان افروز واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ ہمارا جب بھی شہر اسلام آباد جانا ہوتا، تو ہم ضرور حضرت شاہ عارف سرکار رحمت اللہ علیہ اور قبلہ والد صاحب رحمت اللہ علیہ کے مزارات پُر انوار و مرکزِ تجلّیات پر حاضری دیتے۔

حضرت شاہ عارف سرکار رحمت اللہ علیہ اور قبلہ والد صاحب کے مزار اسلام آباد میں زیرو پوائنٹ پر واقع ہیں اور اپنا فیض عام عطا فرما رہے ہیں۔

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ ایک بار ہم شہر اسلام آباد میں اپنے کاروباری سلسلہ میں آئے ہوئے تھے۔ مسلسل تیز بارش ہو رہی تھی، جو کہ رُکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ اور ہمیں دوسری صبح ۹ بجے کی فلائٹ سے کراچی واپس آنا تھا۔ صبح سے لے کر رات تک اور رات سے لے کر صبح

Marfat.com

تک مسلسل بارش ہوتی رہی۔ دوسرے دن صبح ۵ بجے بھی بارش کا وہی حال تھا کہ رُکنے کا کوئی نام ونشان اور نہ ہی کوئی آثار نظر آرہے تھے۔ ہم جس ریسٹ ہاؤس میں ٹھہرے ہوئے تھے، اس کے استقبالیہ (Reception) پر آئے اور مینیجر صاحب سے کہا کہ ہمیں زیرو پوائنٹ پر اپنے مرشدین کے مزارات پر حاضری دینی ہے، ہمارے لئے گاڑی کا انتظام کریں۔ مینیجر صاحب کہنے لگے بیگم صاحب، باہر تو زوروں کی طوفانی بارش ہو رہی ہے۔ آپ کا جانا مناسب نہیں۔ ہم نے مینیجر صاحب سے کہا کہ آپ فکر نہ کریں، اللہ ہمارا مددگار ہے۔

بہرحال گاڑی کا انتظام ہوگیا۔ اور ہمارے نکلتے وقت مینیجر صاحب نے بطورِ عقیدت ایک چھتری پیش کرنی چاہی، مگر ہم نے اُسے لینے سے انکار کردیا۔ ریسٹ ہاؤس سے لے کر مزار شریف پہنچنے تک زوردار بارش ہوتی رہی، مگر مرشدِ پاک کا کرم دیکھئے کہ جیسے ہی ہم مزار شریف پہنچے اور ابھی گاڑی سے اُترے بھی نہ تھے کہ بارش تھم گئی اور مزار شریف تک جانے والا راستہ سوکھا ہوا پڑا تھا۔ اور کہیں پانی کے ٹھہراؤ تک کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ ہم نے اطمینان سے پہلے قبلہ والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری پیش کی اور پھر قبلہ شاہ عارف سرکار علیہ رحمت کے مزار شریف پر حاضری دی۔ اور اس کے بعد جیسے ہی ہم واپس آکر گاڑی میں بیٹھے، دوبارہ وہی تیز بارش شروع ہوگئی۔

Marfat.com

قلندرہ صاحبہ ایک اور دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ برفانی سردیوں کا موسم تھا۔ ہم اسلام آباد میں آئے ہوئے۔ دوپہر کے تقریباً تین بجے ہم نے مزارات مرشد پاک اور قبلہ والد صاحب رحمت اللہ علیہ پر حاضری دی۔ اس وقت سردی کا یہ عالم تھا کہ پورا وجود سردی کی شدّت سے کانپ رہا تھا۔ اور جسم میں ایک لرزہ طاری تھا۔ چاروں طرف آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے۔ اور کہیں سے سورج کی ایک کرن کا بھی نام و نشان نظر نہ آرہا تھا۔ اسی کپکپی کی حالت میں پہلے قبلہ والد صاحب کے مزار شریف پر حاضری پیش کی، اور پھر ہم اپنے مُرشد پاک شاہ عارف سرکار رحمت اللہ علیہ کے مزار پر آگئے۔ ہم سے سردی کی شدّت برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ اور اپنی حالت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم نے مرشدِ پاک کی خدمت میں عرض پیش کی کہ حضور، ہم سے سردی برداشت نہیں ہو رہی۔ ازراہِ کرم اپنی نگاہ فرما دیجئے۔

ہمارا اتنا عرض کرنا تھا کہ مرشد پاک کی کرم نوازی ہوئی۔ آسمان سے بادل پھٹنے اور ہٹنے لگے۔ سُورج کی گرما گرم کرنیں آتی نظر آنے لگیں اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے کا سارا ماحول گرم ہو گیا اور سردی کا نام و نشان تک غائب ہو گیا ہم نے بڑے اطمینان سے حاضری پیش کی اور پھر جیسے ہی واپس آکر اپنی گاڑی میں بیٹھے وہی برفانی سردی کی لہر نے دوبارہ ماحول کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور پھر سے سارا وجود تھر تھر کانپنے لگا۔

Marfat.com

باب ۳۶

کرم نوازی

یا امام الفقراء حضرت صاحب، میں اللہ تعالیٰ کا نہایت شکرگزار ہوں کہ جس ذاتِ پاک نے ہمیں آپ جیسا عظیم و عالی شان نُور پاک عطا کیا۔ اور آپ کا نُور، نُورِ کامل ہے۔ آپ کا شجرۂ پاک اعلیٰ و ارفع ہے۔ اور مجھے اس حقیقت کا احساس شدت سے شہر اسلام آباد پہنچ کر مزاراتِ عارفۂ عالیہ پر حاضری دے کر ہوا۔ آپ کے اس کم فہم بچے میں ان مقدس مزاراتِ پُرانوار کی حاضری کی وقعت و کرامت بیان کرنے کی سکت و جسارت تو نہیں، مگر پھر بھی ایک چھوٹی سی، پیاری سی کوشش ضرور کر رہا ہوں۔ اس بات کو جانتے ہوئے کہ آپ پہلے ہی سے سب کچھ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ کی ذاتِ پاک کا مُبارک سایہ ہی میرے وجود کی برکت کا باعث ہے، جلاءِ ایمان کا مخزن ہے۔ مرشد پاک فرماتے ہیں کہ: "شیخ کی روح ہر وقت تمہارے ساتھ ہے، اور وہاں بھی جہاں تمہارا ذاتی سایہ بھی تمہارا ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔"

یا حضرت صاحب! آپ بہت خوب جانتے ہیں کہ آپ کے

Marfat.com

آستانۂ پاک پر سلام عقیدت اور اجازت لے کر جیسے ہی میں اسلام آباد روانگی کے لئے ہوائی جہاز میں سوار ہوا، میرے دل کی دنیا بدلنے لگی۔ اور میری روحانی و قلبی کیفیت بدلنے لگی۔ ایک عجیب سی خوشی ایک عجیب سی بے قراری بڑھنے لگی، ایسی جیسے کسی نے آتش عشق بھڑکانے کے لئے اوپر سے تیل ڈال دیا ہو۔ مجھے ہمارے مرشد پاک کے قدم مبارک نظر آرہے تھے۔ میرا روح و قلب فوراً دوڑ کر ادب سے اپنے مرشد پاک کے قدمین شریفین پر اپنی جبینِ ناز سے قدم بوس ہو گیا۔ دل خوشیوں سے جھومنے لگا، رُوح مست والست محوِ رقص ہوگئی۔ اور آنکھوں سے اشکِ عقیدت کے پیمانے چھلکنے لگے۔ ایک عجیب مدہوشی کا عالم طاری ہونے لگا۔ اور اس مدہوشی میں صرف اور صرف درود پاک کے وِرد کا ہوش باقی رہا۔ میرا سر اپنے آقائے خوش خصال کے دربار میں جھکنے کے لئے بے اقرار سے بے اختیار ہوا جا رہا تھا۔ میں جلد از جلد مرشدین کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہونا چاہتا تھا۔ اللہ کا کرم ہوا۔ انتظار کی صدیوں سے بھی زیادہ لمبی گھڑیاں ختم ہوئیں اور میں اسلام آباد زیرو پوائنٹ حاضری کے لئے پہنچ گیا۔

جیسے ہی میں حرمِ مزار شریف کے میقات میں داخل ہوا، تو میری قلبی حالت جو ہوئی، وہ آپ بہتر جان سکتے ہیں۔ مجھ پر ایک دیوانگی کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔ میرے اندر آتشِ عشق اور بھی زیادہ بھڑکنے

Marfat.com

لگی۔ قلب وروح کا رقصِ مرشدی بے خودی شروع ہو گیا۔ مزاراتِ عارفہ جیسے محفلِ سماع کا پنڈال بن گئے۔ ہوائیں اور فضائیں مُشک و عنبر سے معطر ہو گئیں۔ اور یہ مُشک و عنبر مزاراتِ تجلیات سے ہواؤں میں اُڑ کر آ رہی تھیں۔

مرشد پاک کی باطنی توجہ سے سارا عالم محوِ ذکر ہو گیا، کیا حجر، کیا شجر، کیا چرند، کیا پرند، ہر طرف ذکر جہرِ الٰہی کی گونج بلند ہوئی۔ سب سے پہلے میں نے قبلہ والد صاحب شاہِ غزن سرکار رحمت اللہ علیہ کے مزار نُور افشاں، مرکزِ تجلّیات پر حاضر ہو کر آپ کا اور قلندرہٗ صاحبہ کا ندرانہٗ سلامِ عشق و محبت پیش کیا۔ اپنے سر کو دربارِ عالیہ میں رکھ دیا اور اپنے ماتھے کو قدمانِ نُورانی سے مَس کیا۔ روح محوِ رُخ تھی۔ دل عشق سے مچل رہا تھا۔ اور وجود کی گہرائیوں سے درود پاک کے ندرانے اور ترانے پیش کئے جا رہے تھے۔ جو تبرکات قلندرہ صاحبہ نے عطا کئے تھے، وہ قبلہ والد صاحب کے مزار شریف پر پیش کئے، پھولوں کا ایک چھوٹا سا چمن سجایا۔ اور جو مشک قلندرہ صاحبہ نے عطا فرمائے تھے، اس سے مزارِ تجلیات کو غسلِ مشک دیا۔ خوشبوئیں تیز سے تیز تر ہو گئیں، سارا ماحول معطر و مشک فشاں بن چکا تھا۔ مزاراتِ پُر انوار و تجلیات کے اِرد گرد کا سارا ماحول قدرتی ہریالی سے رنگا ہوا تھا۔ اور ہریالی کے اُوپر سفید نُوری پھول لہلہا رہے تھے۔ جیسے کسی سبز قالین پر کسی نے سفید نوری

Marfat.com

مخمل کی چادر چڑھا دی ہو۔ محفلِ عارفیہ، دربارِ عارفیہ میں سجی ہوئی تھی۔ اور ہر سمت سے ھُوَ اللہ، ھُو، ھُو ھُو کی صدائیں آ رہی تھیں۔ جب میں نے درودِ تاج کا نذرانہ پیش کرنا شروع کیا، تو جو اگربتیاں سرہانۂ مزار والد صاحب پر جل رہی تھیں، وہ جمال درود شریف کی برکت سے بھڑک اٹھیں، اور ایک آگ کا شعلہ نمودار ہوا۔ اور اس نے اگربتیوں میں ایک تیز آگ لگ گئی۔ میں فوراً اٹھا اور آگ بجھا دی، اور دوبارہ سے نئی اگربتیاں جلائیں، اور پھر جیسے ہی درودِ پاک کا ورد شروع کیا، تو اگربتیوں میں دوبارہ سے آگ لگ گئی، جو بجھائے نہیں بجھ رہی تھی۔

اسلام آباد قیام کے دوران مجھے چار بار مزاراتِ تجلیات پر حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا، اور ہر بار درود پاک پڑھنے سے اگربتیاں آگ کے شعلوں سے بھڑک اٹھیں۔ اور ہر بار مرشدینِ چشتیہ کی یہ کرامت دیکھنا نصیب ہوئی۔ سبحان اللہ، زہے نصیب!

ابھی میں قبلہ والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے قدم پاک میں باادب بیٹھا شجرۂ چشتیہ، صابریہ عارفیہ پڑھ رہا تھا کہ میں نے اپنی ظاہر کی آنکھ سے آپ کی کرم نوازی اور بندہ پروری کا ایمان افروز مشاہدہ کروایا گیا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ میرے سامنے شاہِ مخزن و منبعِ طریقت، قبلہ والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ، حیاتِ ابدی کا شاہکار بنے اپنے مزار شریف میں جلوہ گر تھے۔ آپ نے سیاہ رنگی ملبوسات زیبِ تن فرمائے

Marfat.com

ہوئے تھے۔ اور میری طرف اپنی نگاہِ کرم اور باطنی توجہ فرما رہے تھے۔ صاحبِ سخاوت اپنے سائل کو نواز رہے تھے، یہ نظارۂ حقیقت دیکھ کر مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ یا اللہ، مجھے آپ کھلی آنکھوں سے کیسے حسین نظارے عطا کر رہے ہیں۔

جب میری نگاہ مزار شریف کے اُوپر کھُلے آسمان پر پڑی، تو دیکھا کہ آسمان بالکل صاف تھا، اور عین مزاراتِ تجلیات کے اوپر تیز تجلیاں چمک اور کڑک رہی تھیں، جیسے مسکنِ الٰہی سے اپنے نشیمن کے اوپر تجلّیات کا خصوصی نزول ہو رہا ہو۔ پھر جب دوبارہ میں نے مزارِ تجلّیات کی جانب دیکھا، تو پھر سے ایسی آب و تاب کے ساتھ قبلہ والد صاحب رحمت اللہ علیہ کی زیارتِ وجودِ حقیقی ظاہری آنکھ سے عطا ہوئی۔ آج خوش نصیبی اپنے اوپر رشک کر رہی تھی۔ نسبت اپنے آقا کی کرم نوازی کے مشاہدے کر کے خود پر نازاں ہو رہی تھی۔ انتہائے سخاوت و رحمت دیکھ کر میرا سر دوبارہ عشقِ عقیدت سے اپنے مرشدین کے دربارِ مرکزِ تجلّیات میں باادب جُھک گیا۔

اور کافی دیر تک ایک عالمِ نامعلوم میں مجھے اپنے آقائی، مولائی مُرشدی، حضرت صاحب اور قلندرہ رابعۂ ثانی صاحبہ کا تصور قائم رہا اور جو خصوصی دعائیں آپ نے مرشدین کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کے لئے حکم فرمائی تھیں، وہ ساری کی ساری دُعائیں میں نے مرشدین کی

Marfat.com

خدمتِ اقدس میں پیش کر دیں۔

قبلہ والد صاحب رحمت اللہ علیہ کے دربارِ تجلیات کے فیوض و برکات کا ایک سمندر لامحدود حاصل کرنے کے بعد میں قبلہ مُرشد پاک صابر ثانی، عارفِ لاثانی کے مزار منبع و مرکز تجلیات پر حاضری کے لئے آگیا۔ سب سے پہلے پناہِ بے کساں، ریحان القلوب کے قدموں میں اپنا سر رکھ کر اپنی نگاہوں اور آنکھوں سے قدم بوسی کے شرف سے فیضیاب ہوا۔ آپ کے نوری جلوے کی تو ایک عجیب دل نشین شان تھی۔ ہوا یوں کہ جیسے ہی میں آکر بیٹھا تو اس وقت دو پیارے سے، نازک سے پرندے بالکل میرے سرہانے آکر بیٹھ گئے، اور دونوں محوِ ذکر اللہ ہو گئے۔ ایک چہچہاتا "اَل" تو دوسرا جواباً چہچہاتا "لاہ" ان دونوں غیبی پرندوں کے ذکر کے نال مول میں اللہ، اللہ کے سُروں کے سرگم صاف سُنائی دے رہے تھے۔ جیسے یہ پرندے اللہ، اللہ، اللہ کے سُروں کا ایک دل نشین نغمہ گا رہے ہیں۔ کافی دیر تک ان پرندوں کی چہچہاہٹ کا ذکرِ الٰہی چلتا رہا۔

مرشد صابر ثانی کے مزار شریف پر بھی میں نے قلندرہ صاحبہ کا عطا کردہ تبرکات پیش کئے اور آپ کی عنایت کردہ عطر سے مزار شریف کو غسل دیا اور معطر کیا۔ پھر اگر بتیاں جلائیں اور پھولوں کے گلدستوں کا نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔ جب میں مرشد پاک کے قدموں میں بیٹھا شجرۂ

Marfat.com

سلسلۂ عارفیہ افضلیہ پڑھ رہا تھا، تو ایک پل کے لئے میری نگاہ قبلہ والد صاحب کے مزار شریف کی طرف گئی۔

پھر سے وہی نورانی کراماتی منظر کا مشاہدہ کروایا گیا۔ قبلہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ از خود سراپا نُوری وجود اپنے مزار شریف پر جلوہ افروز تھے، اور میری طرف نگاہِ فیض فرما رہے تھے۔ اسی طرح مجھے تین مرتبہ قبلہ والد صاحب رحمت اللہ علیہ کی حیاتِ جاودانی وابدی کا مشاہدہ و دیدار ہوا۔

مزاراتِ پُر انوار، مرکز عشق و تجلیات پر محبت بھری حاضری دینے کے بعد میں اپنے اسلام آباد میں مقیم چچا جان کے گھر آیا، نمازِ عشاء ادا کی۔ شکرانۂ حاضری، مزاراتِ مقدسہ مُرشد ادا کیا۔ اور پھر رات کو خواب میں میری ملاقات اپنے پیارے نورِ اعلیٰ نور حضرت صاحب سے ہوئی تو آپ بے حد مسرور اور مطمئن نظر آرہے تھے، اور آپ کی شانِ کرم نوازی کے کیا کہنے کہ آپ نے اپنے اس بچّے کو اپنی خصوصی نوری قلبی توجہ سے ذکرِ ھُو عطا فرمایا۔ اور پھر میرے قلب سے ایک ہی آواز آرہی تھی۔ ھُو، ھُو، ھُو، اور میرا وجودِ لذّتِ ذکر سے رقصِ بے اختیار کر رہا تھا۔

اسلام آباد میں دوسرے دن کا سُورج طلوع ہوا۔ اور تقریباً دوپہر کے ڈیڑھ بجے میں دوبارہ سے حاضری کے لئے مزاراتِ مرکزِ تجلیات پہنچ گیا۔ آج بھی تمام نظارے، حجر و شجر عشقِ مُرشد کے ترانے گا رہے تھے۔ چاروں طرف سے ایک ہی جان سوز صدا سنائی دے

Marfat.com

رہی تھی کہ میرا مرشد، میرا مرشد، میرا مرشد۔ دونوں مزارات مرکزِ تجلیات پر حاضری دی، اور دوبارہ سے قلندرہ صاحبہ کے عطا کردہ تبرکات کے نذرانے پیش کئے، اور مزارِ شاہ عارف رحمت اللہ علیہ پر مجھے ایک بڑی حسین، دل نشین اور ایمان افروز کرامتِ عارفیہ کا مشاہدہ کروایا گیا۔

ہوا یوں کہ میں قدمان شریف عارف لاثانی میں بیٹھا نذرانۂ شجرہ شریف پیش کر رہا تھا، اور اس وقت میرے عین اُوپر تپتا ہوا سورج چمک رہا تھا۔ دھوپ اور گرمی کی شدت ناقابلِ برداشت ہوتی جا رہی تھی۔ میرے ناقص ذہن میں یہ خیال آیا کہ کاش مزار شریف کے اوپر کوئی چھت ہوتی تو دھوپ کی شدت سے میں یوں بے چین نہ ہوتا۔ ابھی یہ سوچنا ہی تھا کہ کرامتِ عارفیہ کا ظہور ہوا، میرے سر کے عین اوپر بندھی ہوئی ایک بڑی سی چادر ہوا کے ایک تیز جھونکے سے کھل گئی، جو کہ ایک رسی کے ذریعہ دو بہت اونچے درختوں کے درمیان بندھی ہوئی تھی۔ ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے چلنے لگے۔ میرے سر کے اوپر سایۂ چشتیہ، صابریہ، عارفیہ، افضلیہ کر دیا گیا۔ احساسِ گرمی اور شدتِ تیزئ دھوپ ختم ہو گیا۔ اور پھر میں نے بڑے آرام و اطمینان سے اپنے مرشدین کی خدمت محبت میں ایک محفل پاک، ہدیۃً، تحفۃً اپنے آقائی، مولائی، مرشدی کی جانب سے پیش کی۔ میں اپنی سوچ پہ نادم اور مرشد پاک کے کرم

Marfat.com

بے حساب پہ حیران و شکر گزار ہوا۔

شاہِ عارف ، ھُو میں ھُو
اللہ اللہ تُو ہی تُو !
آپ کی ہر شان خُوب
آپ ہیں وحدت کا پھُول
دل کے مالک چاروں سُو
آپ ہیں دل کا سُرور
صابر ثانی ، ریحان القُلوب
میرا پڑھتا ہے لہُو
شاہِ عارف ، نُور نُور
نُور اللہ ، نُور نُور
شاہِ عارف، ھُو میں ھُو
اللہ اللہ ، تُو ہی تُو

میں جب مزاراتِ مرشدینِ تجلیات پر گیا، ہر مرتبہ ایک نایاب جلوۂ انداز مرشد کا مشاہدہ ہوا۔ ہر بار درود تاج کے پڑھنے سے اگر بتّیاں شعلہ زن ہو جائیں، آتش نُور بجھائی نہ بجھتی۔ اور جو جو خصوصی کرم، انعام و اکرام اور فیوض و برکات عارفیہ عطا ہوئے' وہ میرے آقائ، مولائ، مُرشدی مجھ سے بہتر خوب جانتے ہیں۔ اس

Marfat.com

لئے کہ آپ کا صدق، آپ کے گھرانۂ نور سے عطا ہوا ہے۔ میں تو صرف یہ حقیقت جانتا ہوں کہ :

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹے
اتنی ملی خیرات نہ پوچھو
ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے
ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

میں کیا اور کیا میری حقیقت
سب کچھ ہے سرکار کی نسبت
میں تو بُرا ہوں، لیکن میری
لاج ہے کس کے ہاتھ نہ پوچھو

حال اگر کچھ ان کا سُنایا
اُن کے کرم کا شکوہ ہوگا
میں اپنے حالات میں خوش ہوں
مجھ سے میرے حالات نہ پوچھو!

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹے، اتنی ملی خیرات نہ پوچھو
اُن کا کرم پھر اُن کا کرم ہے، ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

Marfat.com

باب ۴۷

پانی پلانے کا ثواب

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب کے حجرۂ پاک میں ہر وقت سائیڈ ٹیبل (بغلی میز) پر ٹھنڈے پانی کا تھرموس حضرت صاحب کے لئے موجود رہتا۔ حضرت صاحب ٹھنڈا پانی بہت شوق سے نوش فرماتے۔ ٹھنڈا پانی پینا سُنّت رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم ہے۔ حضرت صاحب کا یہ معمول رہا کہ آپ کو جب بھی پانی پینے کی طلب ہوتی، تو قلندرہ صاحبہ کو بُلوا لیتے اور ان کے دستِ مُبارک سے پانی طلب کر کے نوش فرماتے۔ حالانکہ پانی کا تھرموس آپ کے بالکل قریب رکھا ہوتا۔

حضرت صاحب ایک روز قلندرہ صاحبہ سے فرمانے لگے کہ رابعہ، ہم پانی پینے کے لئے آپ کو اس لئے طلب کرتے ہیں کہ پانی پلانے کا سارا ثواب آپ کو ملتا رہے۔ اور یہ مت سمجھیں کہ ہم خود سے پانی نہیں پی سکتے۔ اور حضرت صاحب ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر لوگوں کو پانی پلانے کے اجر کا پتہ چل جائے، تو زندگی بھر صرف ایک دوسرے کو پانی ہی پلاتے رہیں، اور پانی پلانے کا ثواب حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کو قتل کر دیں۔

Marfat.com

ذخیرہ
ادارہ سلسلہ جمیل احمد نوری ... لاہور پاکستان

باب ۴۸

برداشت

قلب کا ذکر فقیر کی توجّہ اور نگاہِ نُور سے قائم رہ سکتا ہے، اس لئے کہ ذکر ایک غیبی قوّت ہے اور اس قوّت کو برداشت کرنا کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں۔ اور اس قوّت کو برداشت کرنے کا مادہ بھی فقیر ذکر کے ساتھ عطا کرتا ہے۔

قلندر رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب کے حجرۂ پاک کے سامنے درختوں پر بہت سے مختلف اقسام کے پرندوں کا بسیرا ہے، اور ان پرندوں کے ذکر کی چہچہاہٹ سے حضرت صاحب بہت لطف اندوز ہوا کرتے تھے۔ اور جب کبھی حضرت صاحب ان پرندوں کے ذکر کی طرف غور سے متوجہ ہوا کرتے، تو ان پرندوں کے ذکر کا زور کچھ ہلکا ہو جاتا۔ یہ پرندے حضرت صاحب کی روحانی توجہ کی تاب نہ لا سکتے۔ اس لئے کہ ذکر کی برداشت کا مادہ بھی فقیر سے عطا ہوتا ہے۔ اس بات کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اکثر جب ان پرندوں کا ذکر زور پکڑتا، تو حضرت صاحب اپنی توجہ دوسری طرف مائل کر دیتے، تاکہ ان پرندوں کے ذکر میں خلل نہ آئے۔

Marfat.com

باب ۴۹

کوّوں کا بادشاہ

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب اکثر اوقات شام کے وقت اپنے حجرہ پاک کی ٹیرس میں آکر کچھ دیر تشریف فرما ہوتے، اور یہیں شام کی چائے نوش فرماتے۔ حضرت صاحب کے حجرہ پاک کی ٹیرس کے سامنے والے درخت پر کوّوں کے ایک گروہ نے بسیرا کیا ہوا تھا اور جب حضرت صاحب ٹیرس میں باہر آکر تشریف فرما ہوتے، تو یہ کوّے اُدھم مچاتے اور بیٹھنا محال کر دیتے۔

کچھ عرصہ تک تو حضرت صاحب خاموشی سے ان کوّوں کی حرکتیں برداشت کرتے رہے اور ان کو نظر انداز کرتے رہے۔ ایک روز ایسا ہوا کہ شام کو حضرت صاحب ٹیرس میں تشریف لائے اور آتے ہی آپ نے ایک گہری نگاہ ان کوّوں پر ڈالی اور پھر اپنی نشست پر تشریف فرما ہو گئے۔ قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ اس دن ہم نے ایک عجیب نظارہ دیکھا کہ سب کے سب کوّے ڈر کے مارے دُور ایک قطار بنائے خاموش، باادب بیٹھے تھے۔ نہ کوئی شور نہ کوئی شرارت، اور نہ ہی کسی کوّے نے کوئی حرکت کی۔ ہم یہ نظارہ دیکھ کر حیران ہوئے تو اس پر حضرت صاحب

Marfat.com

فرمانے لگے کہ رابعہ، آج ہم نے کوّوں کے بادشاہ سے کہہ دیا کہ اگر آج کے بعد ہمیں پریشان کیا تو تمہارے ساری نسل کرّۂ ارض سے ہمیشہ کے لئے ختم کردی جائے گی۔ وہ دن اور آج کا دن کوّے بیچارے اپنی کائیں کائیں کرنا بھول گئے۔

Marfat.com

باب ۵

مکوڑا

حضرت صاحب کے کراچی ہجرت فرمانے کے شروع کے ایّام کے دور میں، جو اُن دنوں حضرت صاحب کی مسند نشینی میں محفلِ میلاد، ذکر اور مراقبے ہوا کرتے تھے، وہ سب حضرت صاحب کے حجرۂ پاک کے عین سامنے والے بیرونی کمرے میں ہوتے۔ اس وقت مُریدین کی تعداد بھی مختصر تھی۔ یعنی قلندرہ صاحبہ کا گھرانہ، ڈاکٹر حامد ترمذی صاحب اور چند اور افراد محفل میں شرکت کیا کرتے تھے۔

انہی دنوں کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ محفل ہو رہی تھی کہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بڑا سا مکوڑا محفل کے کمرے میں داخل ہوا۔ ابھی حاضرینِ محفل اس مکوڑے کو باہر نکالنے ہی والے تھے کہ حضرت صاحب نے اپنے دستِ مُبارک کے اشارے سے منع فرمایا۔

یہ مکوڑا عین کمرے کے بیچ رینگتا ہوا آیا، سات مرتبہ طواف کیا اور آرام سے باہر چلا گیا۔

آج بھی اگر محفل میں کوئی مکوڑا داخل ہو جائے، تو اُسے مارنے یا باہر نکالنے کی اجازت نہیں۔

Marfat.com

باب ۱۵

مٹھائی

طارق بھائی فرماتے ہیں کہ جس دن حضرت صاحب فیصل آباد سے کراچی ہجرت فرما کر آستانہ مرکز تجلیات تشریف لائے اور اپنے حجرہ پاک میں وارد ہوئے تو اس وقت قلندرہ صاحبہ نے مجھے مٹھائی کا ایک ڈبہ دیا کہ جا کر حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کرو۔ طارق بھائی مٹھائی لئے ادب سے حضرت صاحب کے حجرہ میں داخل ہوئے۔ حضرت صاحب اس وقت اپنے حجرۂ پاک میں اپنی مسند پر تشریف فرما آنکھیں بند کئے اپنے مخصوص انداز میں تسبیح پڑھ رہے تھے۔ جب حضرت صاحب تسبیح پڑھا کرتے تو تسبیح آپ کے دائیں دستِ مبارک میں ہوتی، اور بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ کی (Wrist) کلائی تھامے ہوتی۔ حضرت صاحب مزے سے اپنی آنکھیں بند کئے اور اپنے سر کو مراقبہ میں جھکائے تسبیح پڑھ رہے تھے۔ طارق بھائی آپ کے سامنے مٹھائی کا ڈبہ لئے منتظر تھے کہ کب حضرت صاحب متوجہ ہوں اور آپ کو مٹھائی پیش کی جائے۔ دس منٹ گزر گئے مگر حضرت صاحب نے کوئی توجہ نہیں دی۔

اتنے میں کیا ہوا کہ حجرے میں باہر سے ایک چیونٹی رینگتی ہوئی داخل

Marfat.com

ہوئی۔ اور مٹھائی کی خوشبو سونگھتے ہوئے مٹھائی کے ڈبہ میں جانے کی کوشش کرنے لگی۔ کبھی ایک رُخ سے داخل ہونے کی کوشش کرتی اور کبھی دوسری طرف سے داخل ہونے کی کوشش کرے۔ جس راستے سے یہ چیونٹی آتی، اس راستے کو طارق بھائی اپنے ہاتھ سے روک دیتے۔ یہ سلسلہ کافی دیر تک چلتا رہا۔

طارق بھائی فرماتے ہیں کہ اس چیونٹی کے آنے جانے کے کھیل میں پورے پینتالیس منٹ گزر گئے۔ نہ تو چیونٹی جانے کا نام لیتی اور نہ اس چیونٹی کو میں حضرت صاحب کے سامنے کچھ کر سکتا۔ آخر کار حضرت صاحب نے اپنی آنکھیں کھولیں، چیونٹی کو دیکھا اور اُنگلی کے اشارے سے اور زبان سے ہش ہش کرتے ہوئے جانے کا حکم دیا۔ حضرت صاحب کا اشارہ کرتے ہی چیونٹی شرافت سے حجرۂ پاک سے باہر چلی گئی۔

طارق بھائی فرماتے ہیں کہ یہ میری حضرت صاحب سے پہلی ملاقات کا واقعہ ہے۔

Marfat.com

باب ۵۲

جذب

فقیر جب حالتِ جذب میں ہوتا ہے، تو وہ بے اختیار ہوتا ہے۔ اور اگر اس بے اختیاری کے عالم میں کوئی دانستہ یا نادانستہ طور پر فقیر کے سامنے آجائے، تو اُس وقت کوئی بھی غیر معمولی اور ناگہانی واقعہ پیش آسکتا ہے۔ اور اس ناگہانی حادثہ کا ذمہ دار فقیر نہیں ہوتا، کیونکہ اس وقت وہ بے اختیاری کے عالم میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور فقیر کی حالت کو چلانے والا کوئی اور ذات ہوتا ہے۔ اس بے اختیاری کی حالت میں احتیاط برتنا سب پر لازم ہے۔

قلندرہ رالعہ ثانی فرماتی ہیں کہ جب بھی حضرت صاحب پر حالتِ جذب وارد ہوتی، تو کسی کی مجال نہ ہوتی کہ وہ حضرت صاحب کا سامنا کرسکے۔ حالتِ جذب میں جلالی کیفیت آپ پر رُونما ہو جاتی۔

ایک بار قلندرہ صاحبہ حضرت صاحب کے حجرۂ پاک کی صفائی کر رہی تھیں اور حضرت صاحب واش روم میں وضو تازہ فرما رہے تھے۔ اور آپ پر استغراقی کیفیت کا زور تھا۔ جب آپ واش روم سے باہر تشریف لائے تو اس وقت آپ کی آنکھیں ایک دم سُرخ ہو رہی تھیں طبیعت میں ایک عجیب بے چینی اور مستی تھی۔ آپ فرمانے لگے "رالعہ! آج

Marfat.com

واش روم میں ایک لال بیگ ہمارے جذب کی شدّت کی تاب نہ لاکر جان دے بیٹھا۔ جائیں اور جاکر اس کی لاش کو احترام سے دفنا دیں"۔

قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ جب ہم واش روم میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک بڑا سا چمک دار لال بیگ زمین پر مرا ہوا پڑا ہے۔ اس کو دیکھ کر ہمیں اس وقت کسی قسم کی کوئی کراہت، نفرت یا گھن محسوس نہ ہوئی۔ ہم نے اس کو ایک صاف ٹشو پیپر میں اٹھا کر لپیٹا اور حضرت صاحب کے حکم کے مطابق دفن کر دیا۔

Marfat.com

ذخیرہ
ادارہ ... لاہور پاکستان

باب ۵۳

ڈیوٹی درویش
"مقرر کردہ درویش"

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ فقیر وہ ذات ہے کہ جس کا سرِ انور ہر وقت دربارِ آقا احمد مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دَر پہ اپنے پیارے آقا کے قدموں میں موجود ہے۔ اور درویش وہ ہوتا ہے کہ جس کی کبھی پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری ہوتی ہے اور کبھی حاضری نہیں ہوتی۔ فقیر کو جس وقت بھی کوئی معاملہ درپیش آتا ہے، وہ اس کی تصدیق فوراً اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب کرلیتا ہے۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کا نظام چلانے کے لئے الگ الگ مقامات پر علیحدہ علیحدہ ڈیوٹی درویش مقرر کر رکھے ہیں۔ جو بڑی خوبی، خاموشی اور رازداری سے اپنے ذمہ لگائے ہوئے خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اور ہر درویش سے اس کے روحانی مرتبے اور ظاہری و پوشیدہ صلاحیتوں کے مطابق ان سے کام لیا جاتا ہے۔

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ ایک ڈیوٹی درویش ہمارے علاقہ میں بھی مقرر تھا۔ یہ درویش ہمارے گھر سے آنے جانے کے راستے (ٹیپو سلطان روڈ)

Marfat.com

بیٹھا رہا کرتا تھا۔ دیکھنے میں یہ درویش بہت سخت اور کرخت مزاج نظر آتا، مگر اندر سے بالکل موم کی طرح نرم۔ اگر کوئی شخص ان درویش کو کچھ ہدیہ بطور نذرانہ پیش کرتا، تو یہ غصّے سے جھڑک دیتے۔ اور نذرانے کو دُور پھینک دیتے۔ نہ کسی سے کچھ قبول کرتے اور نہ ہی کسی کی بات کا صحیح جواب دیتے۔ لوگ اکثر ان کے پاس جانے سے گھبراتے اور کتراتے۔ یہ اکیلے سا کیلے رہا کرتے۔ اپنی دُنیا میں مَست و الَست۔

قلندرہ صاحبہ کا روزانہ گزر اسی راستے سے ہوتا جہاں ان درویش کا بسیرا تھا۔ ایک دن آپ نے ارادہ کیا کہ ان درویش سے ملاقات کی جائے۔ قلندرہ صاحبہ اپنی فیکٹری جارہی تھیں۔ ڈرائیور سے کہا کہ ہمیں اُس درویش کے پاس لے چلو۔ ڈرائیور عرض کرنے لگا کہ بیگم صاحبہ، اس درویش کے پاس مت جائیں۔ یہ تو کسی سے سیدھے مُنہ بات بھی نہیں کرتا، آپ ان سے مت ملیں۔ قلندرہ صاحبہ نے ڈرائیور کی بات سُنی اَن سُنی کردی اور اس سے کہا کہ گاڑی کو ادب سے درویش کے پاس روک دو۔ گاڑی رُکنے کے بعد قلندرہ صاحبہ ادب سے گاڑی سے اُتریں، اور درویش کے پاس چلی آئیں۔ بڑے احترام کے ساتھ آپ نے درویش کو سلام کیا اور کچھ نذرانہ خلوصِ نیّت سے پیش کیا۔ درویش صاحب نے بخوشی نذرانہ قبول کیا، اور شکرانے کے طور پر قلندرہ صاحبہ کے سر اور چہرے پر شفقت سے ہاتھ پھیرا۔

Marfat.com

قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ ان درویش کے ہاتھوں میں ریگ مال (Sand Paper) کا سا کھُردرہ پن تھا۔ مگر آنکھوں اور قلب میں مخمل کی سی نرمی اور ملائمت تھی۔ اور روّیہ میں شگفتگی اور شائستگی تھی! اس کے بعد درویش نے اپنی ٹوٹی ہوئی تسبیح قلندرہ صاحبہ کو دکھائی۔

قلندرہ صاحبہ کچھ دیر تک ان کے پاس رُکی رہیں، مگر دونوں جانب سے مسلسل پُراسرار خاموشی کا عالم برقرار رہا۔ اور اسی خاموشی کو برقرار رکھتے ہوئے قلندرہ صاحبہ رخصت ہوکر اپنے آستانہ چلی آئیں۔

قلندرہ صاحبہ نے ان درویش کے لئے ایک نئی موٹے دانے والی لکڑی کی تسبیح تیار کروائی اور درویش کی خدمت میں حاضر ہوکر پیش کردی۔ درویش صاحب تسبیح کا تبرک پاکر بہت خوش ہوئے۔ شکرانہ کے طور پر آسمان کی طرف نگاہوں اور ہاتھوں کو بلند کیا اور خاموشی سے دُعا کرنے لگے۔ پھر تسبیح کو بوسہ دیا اور اس کے بعد اپنے سر کو جھکا کر مراقبہ کی حالت میں بیٹھ گئے اور اپنی آنکھوں کو بند کرلیا۔

ایک روز قلندرہ صاحبہ نے حضرت صاحب سے ان ڈیوٹی درویش کا ذکر کیا۔ حضرت صاحب نے اپنی روحانی توجہ اور نورانی نگاہ سے ڈیوٹی درویش کا جائزہ لیا۔ اور کچھ دیر بعد فرمانے لگے، رابعہ، ڈیوٹی درویش فرماتے ہیں کہ رابعہ کے حق میں دعا کریں۔ تو ہم نے کہہ دیا کہ اگر آپ رابعہ سے محبت وعقیدت رکھتے ہیں تو آپ خود رابعہ کے حق میں دُعا کریں۔

Marfat.com

قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ جب بھی کبھی حضرت صاحب کو ڈینٹسٹ کے کلینک جانا ہوتا تو آپ ایک گولی ویلیئم بطورِ احتیاط لے لیتے، تاکہ ڈینٹسٹ اپنا کام سکون و آرام کے ساتھ کر سکے۔ ایک دن حضرت صاحب کا ڈینٹسٹ کے پاس دانت نکلوانے (Dental Extraction) کا اپوائنٹمنٹ تھا۔ حضرت صاحب نے معمول کے مطابق اپنی دوالی اور قلندرہ صاحبہ کے ساتھ ڈینٹسٹ کے کلینک روانہ ہو گئے۔ اتفاق سے اس دن راستے میں گزرتے ہوئے ڈیوٹی درویش صاحب کا اور حضرت صاحب کا آمنا سامنا ہوا اور روحانی رابطہ قائم ہو گیا۔ اس رابطے کے قائم ہوتے ہی حضرت صاحب کی طبیعت کچھ غیر ہو گئی، اور ایسی کیفیت وارد ہوئی کہ اب جو آپ نے دوالی ہوئی تھی کہنے لگے: "یا اللہ میں کہاں پہنچ گیا"۔ اور بجائے دوا کے حضرت صاحب کی کیفیت کا اثر دوا پر ہو گیا۔ خیر ڈینٹسٹ صاحب کے کلینک پہنچے تو حضرت صاحب کی حالت غیر برقرار تھی بے چارے ڈینٹسٹ صاحب نے ایک ایک کر کے سات سُن کرنے کے انجکشن دیئے، مگر کچھ بھی اثر ہونے کا نام و نشان تک ظاہر نہ ہو رہا تھا۔ اور ادھر بے چارے ڈینٹسٹ صاحب کی حالت خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی تھی کہ اب وہ کیسے اپنا کام کریں۔ بہرحال اسی کیفیت میں حضرت صاحب نے اپنا (Dental Extraction) کروالیا۔ اپنے پورے ہوش و حواس میں اور پورے درد کی شدت کو

Marfat.com

محسوس کرتے ہوئے جب حضرت صاحب اپنے حجرے میں تشریف لائے تو فرمانے لگے:

"رابعہ، آج ہم نے اپنا دانت اپنے پورے ہوش میں نکلوا لیا، اس لئے کہ دوا کا ہم پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا، اور بے چارے ڈینٹسٹ صاحب کی بے بسی ہم سے دیکھی نہیں جا رہی تھی۔ ہم نے سوچا چلو آج دانت ایسے ہی نکلوا لیتے ہیں بغیر کسی سُن کرنے والی دوا کے۔

Marfat.com

باب ۵۴

مُشکل کُشاء

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ ایک دن صبح سویرے حضرت صاحب نے ہمیں ایک خوبصورت وظیفہ عطا کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وظیفہ کے ورد و برکت سے اللہ تعالیٰ مشکل کشائی فرماتا ہے۔ وظیفہ یہ ہے۔

مشکل جو سر پہ آن پڑی
تیرے ہی نام سے ٹلی
مشکل کشا ہے تیرا نام (صلی اللہ علیہ وسلّم)
تم پہ درود اور سلام

اُسی دن شام کو حضرت صاحب اپنے ڈینٹسٹ کے پاس Dental Crowning (دانت کی اوپری سطح پر ایک حفاظتی خول چڑھانا) کے لئے تشریف لے آئے۔ حضرت صاحب ڈینٹسٹ کی کرسی پر آرام سے اپنی آنکھیں بند کر کے تشریف فرما ہوئے اور منہ سے تسبیح پڑھنے لگے۔ ڈینٹسٹ صاحب نے Crown لیا اور اس کا ناپ Size Check کرنے کے لئے حضرت صاحب کے دندانِ مُبارک پر لگا دیا۔ ہوا یوں کہ کراؤن جا کر حضرت صاحب کے دندانِ

Marfat.com

مُبارک پر لگ کر پھنس گیا اور واپس کسی صورت نہیں اُتر رہا تھا۔ ڈینٹسٹ صاحب کافی دیر تک اپنی کوشش میں لگے رہے کہ کسی طرح کراؤن نکل آئے، مگر کراؤن اپنی جگہ جوں کا توں لگا رہا۔ آخر کار ڈینٹسٹ صاحب نے مایوسی کے عالم میں قلندرہ صاحبہ کی طرف مدد کے لئے دیکھا۔

قلندرہ صاحبہ نے فوراً حضرت صاحب کا عطا کردہ مشکل کُشائی کے وظیفہ کا ورد شروع کر دیا، اور ڈینٹسٹ صاحب کو اشارہ کیا کہ آپ اپنا کام جاری رکھیں اس وظیفہ کی برکت سے ایسا کرم ہوا کہ کچھ بار پڑھنے سے ہی کراؤن آرام سے دندانِ مُبارک سے نکل گیا اور ڈینٹسٹ صاحب کی جان میں جان آئی۔

اس سارے واقعے کے دوران حضرت صاحب آرام سے اپنی آنکھیں بند کئے تسبیح پڑھتے رہے، اور بالکل غیر متعلق ہونے کا مظاہرہ کرتے رہے۔

جب حضرت صاحب واپس اپنے حجرۂ پاک میں تشریف لے آئے، تو کیا فرماتے ہیں:

" رالعہ! کون سے وظیفہ کا ورد کیا، وہی جو ہم نے صبح عطا فرمایا؟"

Marfat.com

باب ۵۵

ٹریفک سگنل

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب کے ڈینٹسٹ کا کلینک کلفٹن میں واقع تھا۔ ایک روز بعد از ڈینٹل چیک اپ، ہم گذری روڈ سے اپنے آستانہ کی طرف آ رہے تھے۔ جب ہماری گاڑی گذری کے مین سگنل سے گزری، تو ٹریفک پولیس نے ہمیں گاڑی روکنے کا اشارہ کیا۔ ہم نے گاڑی روڈ کے ایک طرف روک دی ٹریفک پولیس والا آیا اور کہنے لگا کہ میڈم آپ نے سگنل کی خلاف ورزی کی ہے۔ اور آپ نے گاڑی کو سُرخ بتّی پر گذارا ہے۔ ہم اس کی یہ بات سُن کر حیران ہوئے۔ ایک تو حضرت صاحب ہمارے ساتھ تشریف فرما تھے، دوسرے ہم گاڑی آہستہ اور احتیاط سے چلا رہے تھے۔ اور حضرت صاحب کی موجودگی میں ہم کسی ایسی خلاف ورزی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

خیر، ٹریفک پولس بے وجہ بحث میں اُلجھنے لگا۔ حضرت صاحب یہ سارا ماجرا خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔ اور جب یہ ٹریفک پولیس بدتمیزی سے پیش آنے لگا، تو حضرت صاحب نے اس ٹریفک پولیس

Marfat.com

کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔ ٹریفک پولیس حضرت صاحب کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ حضرت صاحب کہنے لگے کہ بیگم صاحبہ جو فرما رہی ہیں وہ ٹھیک فرما رہی ہیں۔ انہوں نے کسی ٹریفک سگنل کی خلاف ورزی نہیں کی۔ جب حضرت صاحب ٹریفک پولیس سے بات کر رہے تھے، تو اتنے میں ایک تین پھولوں والا ٹریفک سارجنٹ یہ سارا ماجرا دیکھ کر دوڑتا ہوا حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔

حضرت صاحب، سارجنٹ سے ٹریفک پولیس کی شکایت کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ ابھی فیصلہ کرو کہ تمہیں اپنی وردی میں رہنا ہے یا اس کو راتوں رات اُتروا دیا جائے۔ سارجنٹ ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنے لگا کہ سر ہمیں معاف کر دیجئے، ہم سے نادانی میں غلطی ہو گئی۔ آپ تشریف لے جائیں۔ میں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔

Marfat.com

باب ۵۶

گول گپّے

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ چٹ پٹی خورد و نوش کی اشیاء میں حضرت صاحب کو گول گپّے بے حد پسند تھے۔ اور خاص کر کے گول گپّوں کا کھٹا نمکین املی والا مزیدار پانی تو حضرت صاحب کو بے حد پسند تھا۔ قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ ہمارا جب کبھی بھی حضرت صاحب کے ساتھ آستانہ سے باہر جانا ہوتا، تو ہماری یہ کوشش ہوتی کہ حضرت صاحب کو لمبی سیر و تفریح کروائی جائے۔ اور آپ کی من پسند خورد و نوش کی اشیاء آپ کو پیش کی جائیں۔

ایک صبح قلندرہ صاحبہ حضرت صاحب کو بعد از ڈینٹل چیک اپ کلفٹن کے ساحل سمندر کی سیر کو لے آئیں۔ حضرت صاحب فرمانے لگے: "رابعہ، آج گول گپّے کھانے کو بڑا جی چاہ رہا ہے"۔

آپ فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب کی خواہشات کی تکمیل ہمیشہ سے ہماری زندگی کا اوّلین مقصد رہا۔ اس وقت صبح کے ساڑھے دس گیارہ بج رہے تھے۔ اور ساحل سمندر پر کوئی آدم زاد بھی مشکل سے نظر آ رہا تھا۔ ہم نے ادھر ادھر اپنی نگاہ دوڑائی کہ کہیں سے کوئی گول گپّے والا مل جائے۔ مگر جدھر دیکھتے کوئی نظر نہ آتا۔ ہم نے گاڑی کو آہستہ آہستہ چلانا شروع کیا، اور

Marfat.com

دل ہی دل میں دعا کرنے لگے کہ اے میرے پیارے اللہ، ہماری مدد فرما اور کوئی گول گپّے والا بھیج دے۔

ابھی ہم اپنے خیالوں میں دُعا کر ہی رہے تھے کہ دیکھا دُور سے ایک گول گپّے والا اپنا ٹھیلا لئے چلا جا رہا ہے۔ ہم نے گاڑی اس کے پاس لاکر روکی۔ آہستہ سے گاڑی سے اُترے، اور خاموشی سے جتنے پیسے ہمارے پاس موجود تھے سب اس گول گپّے والے کو دے دیئے اور کہا: "تمہارے پاس جتنے گول گپّے ہیں سب جلدی سے لے آؤ۔"

یہ گول گپّے والا ایک پُراسرار نُورانی شخصیت کا مالک تھا، عُمر سے ضعیف، صاف سفید کپڑے، سفید نورانی داڑھی، معصوم چہرہ۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ شخص اس پورے واقعے کے دوران خاموش رہا۔ اور ہم نے اس کی آواز تک نہ سُنی۔ خیر یہ شخص گول گپّے بنا کر لے آیا، اور سارے کا سارا املی والا نمکین مصالحہ دار پانی ایک بڑے سے ڈونگے میں لے آیا۔

ابھی ہم نے چند ہی گول گپّے حضرت صاحب کو پیش کئے تھے، کہ حضرت صاحب نے گول گپّے کے پانی کا بھرا ہوا ڈونگا اٹھایا اور سارے کا سارا پانی آپ نے مزے لے لے کر نوشِ جان فرمالیا، اور فرمانے لگے: "رابعہ، آج تک ہم نے ایسا مزیدار پانی نہیں پیا۔" جب حضرت صاحب اپنے حجرے میں تشریف لے آئے تو فرمانے لگے: "رابعہ، گول گپّے والے کو آپ نے کتنے پیسے دیئے؟" اور پھر خود ہی مسکرانے لگے۔

Marfat.com

باب ۵۷

فقیری وظیفہ

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ وظیفے کئی اقسام کے ہوتے ہیں۔ کچھ جلالی وظیفے ہوتے ہیں اور کچھ جمالی۔ اور کچھ خاص الخاص فقیری وظائف ہوتے ہیں۔

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ جب بھی کبھی حضرت صاحب کو سر درد کی شکایت ہوتی، تو آپ اس فقیری وظیفہ کا دم فرماتے۔

بابا صاحب کی گولی   وہی اندھیری رات
رالعہ کے سر کا درد   کہیں بھی جائے
وہیں لگی میری آس

ایک روز قلندرہ صاحبہ کو شدید آدھے سر کا درد ہوا۔ قلندرہ صاحبہ نے اپنی حالت کا ذکر حضرت صاحب سے کرتے ہوئے عرض کی کہ:۔ حضور، ازراہِ کرم، وہ داتا صاحب والا وظیفہ ہمارے سر پر دم کر دیں"۔ اس پر حضرت صاحب فرمانے لگے کون سا داتا صاحب والا وظیفہ؟ اور پھر خود ہی فرمانے لگے: اچھا وہ "بابا صاحب کی گولی" والا وظیفہ۔ اگر آپ "داتا صاحب" فرماتی ہیں، تو آج سے ہم بھی اس وظیفہ کو داتا صاحب کے

Marfat.com

نام کے ساتھ پڑھیں گے اور اُس وقت سے حضرت صاحب یوں دم فرماتے :

دا تا صاحب کی گولی
وہی اندھیری رات
رابعہ کے سر کا درد
کہیں بھی جائے
وہیں لگی میری آس!

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ بیماری میں دُعا کے ساتھ دوا بہت ضروری ہے، حضرت صاحب کے حجرے میں بہت سے فقیری نسخوں کی ادویات (جڑی بوٹیاں اور معجون وغیرہ) موجود رہتیں، جو کہ ہر فقیر کے پاس ہوا کرتی ہیں۔ آپ کو ہومیو پیتھک طریقۂ علاج پر کمال کی دسترس حاصل تھی۔ اور فرماتے تھے کہ ہومیو پیتھی کے علم طب کا خزانہ ہمارے پاس موجود ہے، جو ہم نے رابعہ تک منتقل کر دیا ہے۔ اور آپ کا عطا کردہ پانی شفائے امراض اور دفعِ بلّیات کا بے پناہ تاثیر رکھتا ہے۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ دوا دیتے وقت میرا تصوّر کرو، اور یہ کلمات پڑھو: "اَللّٰہُ شَافِیْ اَللّٰہُ کَافِیْ اَللّٰہُ مُعَافِیْ"، آگے پیچھے درود شریف۔ انشاءاللہ شفا ضرور ہو گی۔ (آمین)

Marfat.com

باب ۵۸

جس کو سنبھال نہ سکو اُسکے نزدیک مت جاؤ

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ اکثر جمعہ کے روز ہم خریداری کی غرض سے بہادر آباد چلے جاتے۔ ایک روز ہمارے ساتھ ایسا ہوا کہ ایک گداگر ہمارے پاس آیا اور ہمیں بزرگ ہستیوں کا واسطہ دے کر سوال کرنے لگا۔

کہنے لگا کہ آپ کو فلاں مُبارک ہستی کا واسطہ، مجھے تین سو روپے دے دیں۔ قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ اس مانگنے والے نے ایسی ایسی بزرگ ہستیوں کا نام لیا کہ ہم نہ تو کر ہی نہیں سکتے تھے اس لئے گداگر کو تین سو روپے بنام بزرگان دے دیئے۔ اس کے بعد ہم فوراً اپنے آستانے واپس آ گئے۔

پھر دوسرا جمعہ آیا، ہم دوبارہ خریداری کی غرض سے بہادر آباد گئے پھر دوبارہ سے وہی گداگر ہمیں نظر آیا۔ جونہی اس گداگر نے ہمیں دیکھا، فوراً دوڑتا ہوا ہمارے پاس آیا، اور پھر سے بزرگ ہستیوں کا واسطہ اختیار کیا۔ اور پھر سے اس بار نو سو (۹۰۰) روپے کا سوال کیا۔ قلندرہ صاحبہ نے پھر سے اس گداگر کا نو سو (۹۰۰) روپے کا سوال پورا کیا، پھر آستانے

Marfat.com

واپس آکر سارا ماجرا حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا اس پر حضرت صاحب فرمانے لگے۔ "جس کو سنبھال نہ سکو اس کے نزدیک مت جاؤ۔"

انسان کو فطری طور پر اللہ نے کمزور پیدا کیا ہے۔ اور حضرت انسان کی یہ بھی خوبی ہے کہ وہ اپنے ذاتی مفادات حاصل کرنے کے لئے دوسرے انسانوں کی کمزوریوں اور مجبوریوں کا بھرپور فائدہ اٹھاتا ہے۔ ہر انسان کو کم از کم اپنے آپ کو اتنا مضبوط تو ضرور کر لینا چاہیئے کہ کوئی خود غرض، مطلب پرست اس کی کمزوریوں اور مجبوریوں کو اپنے ہاتھ کا ہتھیار نہ بنا سکے۔ آج کل ان لٹیروں کا بازار گرم ہے، کوئی کسی کے نام پر لوٹ رہا ہے۔ کوئی کمزور انسانوں کو مجبور بنا کے لوٹ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے لاعلم اور لاچار بندوں کو ان شر پسندوں کے شر سے محفوظ فرمائے اور ان کے شر کو سمجھنے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

ان کی فطرت میں ہے بے وفائی
جانتی ہے یہ ساری خدائی
اچھے اچھوں کو دیتے ہیں دھوکا
دھوکے بازوں سے اللہ بچائے

قلندرہ رالعہ ثانی فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نے حضرت صاحب

Marfat.com

کے ساتھ حضرت عبداللہ شاہ غازی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دی۔ جب مزار شریف سے ہم واپس آرہے تھے، تو کافی سارے گداگروں نے ہمیں گھیر لیا۔ حضرت صاحب ان میں کچھ پیسے تقسیم کرنے لگے۔ تو اس پر قلندرہ صاحبہ نے عرض کی کہ ''حضور یہ سب لوگ جھوٹے ہیں''

حضرت صاحب نے جواباً ارشاد فرمایا: ''رابعہؒ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہم سب جھوٹے ہیں''

Marfat.com

باب ۵۹

سپردِ نورصلی اللہ علیہ وسلم

یاصاحب الجمال، حضرت صاحب۔
السّلامُ علیکمُ!

بعداز دست بوسی و قدم بوسی پیشِ خدمت ہے میرا یہ خواب! میں آپ کی کرم نوازی اور آپ کی عطاکردہ نُورِ نگاہِ باطن سے دیکھ رہا ہوں کہ میں اور میرے بہن بھائی اور میری امّی جان ہیں۔ ہم سب مدینہ منورہ شریف میں ہیں۔ اور ہم سب بڑی ہی محبت و عقیدت سے اپنے پیارے آقا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کے روضۂ اقدس کے اندر آپ کے مزارِ پُرانوار کے عین سامنے حاضر ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے روضۂ پُرانوار کی زیارت کا شرف ہمیں بخشا جا رہا ہے۔ ہم جذبہ عقیدت و محبت سے آپ کے روضۂ پاک کو بوسہ دے رہے ہیں، اپنے سینوں کو آپ کے روضۂ اقدس سے منور کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے روضۂ پُرانوار سے پھولوں کی چادریں اور غلاف اُتارے جا رہے ہیں، اور تبرکاً ہمیں عطا کئے جا رہے ہیں۔ جب تمام کے تمام غلاف اور تبرکات روضۂ انور سے اُتار

Marfat.com

لئے گئے، تو روضۂ رسُول پُرنور صلی اللہ علیہ وسلّم صاف وشفاف نظر آنے لگتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی قبر مُبارک سفید دُودھ میں نہلائے ہوئے چودھویں کے چاند کی مانند روشن وپُر نُور ہے' اور بے حد حسین ہے۔ اس کے بعد ہمیں ایک اور خوشخبری دی جاتی ہے کہ آج ہمیں روضۂ رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم کی اصل قبر مبارک کی زیارت کرائی جائے گی۔

اس فرمان کے بعد نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلّم کی سفید سنگِ مرمر کی قبر پاک کو بھی کھول دیا جاتا ہے اور زمین کی اندرونی تہہ میں ایک کچی مٹی کی بنی ہوئی قبرِ نُور ظاہر ہوتی ہے، اور اس قبرِ نُور کے سرہانے ایک شگاف نظر آرہا ہے، جس میں سے سفید رنگ کی تجلّیات نمودار ہو رہی ہیں، اور چاروں طرف پھیلتی جا رہی ہیں۔ اور اس نُور کے ظہور سے رُوح و قلب کے اندر ایک لطیف اور ایمان افروز احساس بیدار ہو رہا ہے۔ اس وقت ہم سب حاضرین کا وردِ لب وقلب وروح و وجود، درود وسلام کے ترانے و نذرانے جاری وساری ہیں۔ اس نُوری تجلّیات کے قبرِ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم سے نمودار ہونے پر ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلّم از خود اپنی قبر مبارک سے باہر تشریف لا رہے ہیں۔

Marfat.com

ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے روضۂ پُرانوار کے سرہانے باادب ومحبت، دست بستہ کھڑے دُرود وسلام کے نذرانے پیش کررہے ہیں کہ اتنے میں دکھائی دیتا ہے کہ دو عظیم وعالی شان جنازے لائے جاتے ہیں اور انہیں بڑے ادب واحترام سے روضۂ نُور صلی اللہ علیہ وسلّم کے سرہانے رکھ دیا جاتا ہے۔ مجھے ان مبارک جنازوں سے اپنائیت کے نُور کی مہک آرہی ہے، اور ایک عجیب سی بے چینی محسوس ہو رہی ہے۔

جب میں نے ان مبارک ہستیوں کے قریب آکر زیارت کی تو اس وقت میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اس لئے کہ یہ مُبارک ہستیاں ہمارے آقائ، مولائ، مرشدی حضرت صاحب اور قلندرہ رابعہ ثانی صاحبہ ہوتی ہیں۔ اور آپ آقائ، مولائ، مرشدی بابرکت ہستیوں کو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم میں سپردِ نُور کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔ آپ مرشدین کے رُخ ہائے انور چمک رہے ہیں، اور محسوس ہو رہا ہے جیسے سکون کی نیند سو رہے ہیں۔

پھر میں نے دیکھا کہ روضۂ رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم نُور کے ظہور سے کھُلتا گیا، اور وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔ روضۂ رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم کے اندر دو قبریں نُور کی ظاہر ہوئیں۔ یہ منظر کچھ یوں ہے کہ جیسے ہمارے پیارے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی محبت کے

Marfat.com

اظہار میں ہمارے آقائی، مولائی، مرشدی کو اپنے نُور کی آغوش میں لے لیا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی نوری کملی کا مبارک سایہ ہمارے آقائی مولائی مرشدی پر ڈال دیا، اپنی خصوصی نظرِ کرم کے صدقے، اور اپنے جذبۂ محبت کے اظہار میں۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ میں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے آقائی مولائی، مرشدی کو قبرِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم میں سپردِ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلّم کر دیا اور پھر قبرِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بند ہو گئی اور دوبارہ سے اپنی اصل حالت اختیار کر لیتی ہے۔ میں نے دیکھا کہ نُورِ رسالت اور نُورِ ولایت یک جان ہو گئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فقیرِ محمدی، حقیقتِ محمدی بن گئے اور روضۂ رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم، توحیدِ ولایت کا سرچشمہ و منبع بن گیا۔

Marfat.com

باب ۶

مسجد عارفینؒ

مسجد عارفین اللہ تعالیٰ کی عبادت کا وہ پاک و پیارا اور بابرکت گھر ہے جس کو حضرت صاحب نے اپنے عارفی، افضلی بچوں، عقیدتمندوں اور بندگانِ خدا کے لئے، برائے عبادتِ الٰہی قائم کیا۔ حضرت صاحب کو مسجد عارفین سے گہری روحانی اور قلبی وابستگی رہی۔ اور آپ کی خصوصی نظرِ عنایت آج بھی اسی طرح اس مسجد پر قائم و دائم ہے، اور انشاءاللہ تعالیٰ حشر تک رہے گی۔ (آمین)

حضرت صاحب جمعتہ المبارک کی نماز مسجد عارفین میں ادا کرنے تشریف لاتے۔ اور آپ کی مسجد تشریف آوری سے مسجد کی نورانیت اور رونق کو چار چاند لگ جاتے۔ مسجد میں آنے والے ہر دل اور ہر آنکھ حضرت صاحب کی تشریف آوری کی منتظر رہتی۔ سب کی نگاہیں مسجد کے دروازے پر لگی رہتیں، جہاں سے آپ تشریف آور ہوتے۔ درحقیقت حضرت صاحب سے ملاقات کرنا اللہ سے ملنا لگتا۔ اور آپ کی ملاقات کا اثر اور نشہ پورے ہفتہ بھر تک چھایا رہتا۔ اور پھر دل سے دعا نکلتی کہ اے اللہ، دوبارہ سے جلدی جمعتہ المبارک آئے اور حضرت صاحب کی زیارت ہو،

Marfat.com

اور آپ کی قدم بوسی، اور دست بوسی کی بابرکت سعادت حاصل ہو اور آپ کے دیدار کا شرف حاصل ہو۔ اور قلب اور رُوح کو چین ملے۔
حضرت صاحب کی مسجد تشریف آوری سے ہر عاشق دل جھوم اُٹھتا نماز میں لذّت محسوس ہوتی اور نماز میں حقیقتاً معراج کا درجہ حاصل ہوتا یہ سب آپ کے مُبارک وجود کے باطنی فیوض و برکات ہیں۔

مسجد عارفین کراچی میں شاہراہِ فیصل پر واقع ہے۔ اور یہ مسجد کراچی کے مشہور تاج محل ہوٹل، جسے ریجنٹ پلازہ کے نام سے بھی پُکارا جاتا ہے، اس کے بالکل سامنے اپنی بھرپور شان و شوکت کے ساتھ قائم ہے۔ اس مسجد میں نماز جمعہ کی جماعت ۱۵ : ۲ بجے ہوتی ہے۔ نماز کے بعد دُرود و سلام کا نذرانہ حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہِ افضلیہ میں پیش کیا جاتا ہے، جس میں نمازیوں کی ایک کثیر تعداد شرکت کرتی ہے۔

حضرت صاحب کا یہ معمول تھا کہ وہ قلندرہ رابعہ ثانی کے بڑے صاحبزادے طارق اکرام عارفی افضلی صاحب کے ساتھ مسجد تشریف لاتے۔ طارق بھائی گاڑی چلاتے، حضرت صاحب ان کے ساتھ اگلی نشست پر تشریف فرما ہوتے، اور ڈاکٹر حامد بھائی، حضرت صاحب کے پیچھے تشریف فرما ہوتے۔ جب حضرت صاحب مسجد میں تشریف لاتے، تو ایک طرف سے حامد بھائی اور دوسری طرف سے طارق بھائی یا آپ کے چھوٹے بھائی، عارف بھائی حضرت صاحب کے دستِ مُبارک تھامے مسجد میں داخل

Marfat.com

ہوتے۔ حضرت صاحب کے لئے مسجد میں کوئی خاص نشست مقرر نہ تھی۔ آپ کو جہاں بھی جگہ مل جاتی، آپ کی جائے نماز وہیں بچھا دی جاتی۔ جس شخص کو حضرت صاحب کے برابر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہوتا، اس کے لئے تو جیسے عرش فرش پر ہونے کا احساس ہوتا۔

حضرت صاحب مسجد میں تشریف آوری کے دوران کسی سے نہ ملتے اور نہ ہی بات کرتے۔ آپ خود کو صرف اور صرف اللہ کے ذکر و عبادت میں مائل رکھتے۔ جب آپ نماز ادا کر لیتے، تو آپ مسجد کے باہر گاڑی میں آکر تشریف فرما ہوتے۔ اور تمام حاضرین، عقیدت مندوں، درد مندوں، حاجت مندوں اور اپنے روحی بچوں سے باری باری شفقت سے ملاقات کرتے۔ حضرت صاحب ہر ایک سے محبت سے ملتے، سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرتے۔ سب کی ضروریات اور معاملات تحمل مزاجی سے سماعت فرماتے، اور حاجت روائی کرتے۔ کوئی بھی، کیسا بھی سائل آپ کے دَر پر سے کبھی خالی نہ گیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کا دربار سب کے لئے کھُلا ہے۔ وہ یہ نہیں دیکھتا کہ کون کیسا ہے، کس نیت سے آیا ہے۔ فقیر تو سخاوت کا دریا ہے۔ جو بھی چاہے آئے اور اپنی پیاس بُجھائے۔ فقیر یہ نہیں دیکھتا کہ آنے والا باوضو ہے یا نہیں۔ فقیر کی ذات تو صرف عطا ہی عطا ہے۔ جب بھی فقیر کے دربار میں حاضر ہو تو اپنے دل کو ایک خالی پیالے کی طرح فقیر کی خدمت میں پیش کرو۔ پھر دیکھو کہ پیالہ بھرتا ہے

Marfat.com

کہ نہیں۔ فقیر اپنے دربار سے کسی کو مایوس نہیں لوٹاتا۔ چاہے وہ کتنا ہی گناہگار کیوں نہ ہو۔ اور اس کے ساتھ آپ یہ شعر پڑھا کرتے: ؎

گرم رکھتے ہیں ملاقات بد اور نیک سے ہم
تیرے ملنے کی خاطر ملتے ہیں ہر ایک سے ہم

جب آپ کے رُوحی عارفی افضلی بچے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ خوب محبت فرماتے، اپنی باطنی توجہ عطا فرماتے۔ اور ذکرِ جہر ذکر اللہ اللہ عطا فرماتے۔ روحی بچّوں کو ذکر کرتا دیکھ کر اکثر حاضرینِ مسجد کچھ حیرت میں مبتلا ہوتے۔ حضرت صاحب سے ملاقات اور ان کی ایک جھلک پانے والے لوگوں کا ہجوم شمار سے باہر ہوتا۔ ہر ایک سے باری باری ملاقات کرتے کرتے حضرت صاحب کو دو یا تین گھنٹے لگ جاتے۔ حضرت صاحب سے ملاقات کے دوران ہر ایک کی یہ دلی خواہش ہوتی کہ کاش مجھے حضرت صاحب اپنی خدمت میں تھوڑی سی زیادہ دیر رہنے کا شرف عطا فرمائیں۔

حضرت صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد آپ سے رخصت ہونے کا بالکل دل نہ چاہتا۔ جب حضرت صاحب مسجد سے باہر آکر گاڑی میں تشریف فرما ہوتے، تو ڈاکٹر حامد ترمذی صاحب، حضرت صاحب کے ساتھ گاڑی کے دروازے ہم رُخ کھڑے ہوتے۔ اور دوسری طرف محترم فہیم مغل عارفی صاحب باادب کھڑے رہتے۔ فہیم مغل صاحب سے جتنی محبت

Marfat.com

حضرت صاحب فرماتے تھے، یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہے۔ حضرت صاحب، فہیم صاحب کے گھر سالانہ میلاد شریف کے موقع پر تشریف لے جاتے اور از خود مسند نشین ہوتے۔ یہ تو نظرِ کرم کی بات ہے، جس پر ہو جائے۔

بہرحال جب حاضرین حضرت صاحب سے ملاقات کرنے آتے' تو ڈاکٹر حامد ترمذی صاحب ایک ایک شخص کا نام لے کر حضرت صاحب سے متعارف کرواتے۔ حضرت صاحب اپنی خدمت میں حاضر ہونے والے خوش نصیبوں کو دُعائیں دیتے۔ خصوصًا یوں فرماتے :۔

''سر سبز و شاداب رہو''

حضرت صاحب کی بے شمار یادیں ہیں، باتیں ہیں، ادائیں ہیں۔ جو راہِ حق پر چلنے والوں کی زندگی کی سانسیں اور دلوں کی دھڑکن بن کر زندہ و تابندہ، اور ہمیشہ قائم و دائم رہیں گی۔ انشاء اللہ

(آمین ! یارب اللعالمین)

Marfat.com

باب ۶۱

آدابِ مسجد

مُرشد پاک فرماتے ہیں کہ محبت کی پہلی سیڑھی ادب ہے جس نے ادب کو پالیا، اس نے اپنی منزلِ مقصود کو پالیا۔ حضرت صاحب آداب مسجد اور مسجد کی تعظیم و تکریم کے بے حد پابند رہے۔

ایک مرتبہ کسی صاحب نے حضرت صاحب سے مسجد کے پیش امام کے متعلق کچھ شکایت کرنا شروع کی۔ حضرت صاحب کو ان صاحب کا یہ اندازِ گفتگو پسند نہ آیا اور فرمانے لگے "جب میں مسجد میں آتا ہوں تو اپنا سارا دنیوی گند باہر چھوڑ آتا ہوں۔ اور خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا اور ایمان کے اس جذبہ کے ساتھ مسجد میں داخل ہوتا ہوں کہ اپنے مالک و خالق کے دربار میں حاضری کے لئے آیا ہوں۔ جب مسجد میں داخل ہو تو دنیا کی یاد چھوڑ دو اور صرف اللہ کی یاد میں مشغول رہو۔"

اذانِ حرم

قلندرہ رابعۂ ثانی فرماتی ہیں کہ جب ہم حضرت صاحب سے

Marfat.com

ملاقات کرنے فیصل آباد آپ کے آستانے جایا کرتے تھے، تو ایک دن ہم نے عرض کی کہ حضور! خانہ کعبہ اور مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں کیسی روح پرور اور ایمان افروز اذانیں دی جاتی ہیں۔ ہمارا جی چاہتا ہے کہ ایسی ہی دلفریب، جاں سوز اذانیں ہماری مسجدوں میں بھی دی جائیں۔

اس بات پر حضرت صاحب نے ڈاکٹر حامد ترمذی صاحب کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ جب بھی رالعہ ثانی تشریف لائیں، تو اوقاتِ نماز میں اذان ڈاکٹر حامد صاحب دیں گے۔

ڈاکٹر حامد ترمذی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب کے کرم سے بہت پیاری آواز سے نوازا ہے۔

اور پھر اس کے بعد قلندرہ صاحبہ جب بھی حضرت صاحب کے آستانے حاضری دیتیں، تو اوقاتِ نماز میں ڈاکٹر حامد ترمذی اذان دیتے، جو کہ اذانِ حرم سے موسوم ہوئی۔

Marfat.com

باب ۶۲

مقدّس وادی

میں دیکھ رہا ہوں کہ جمعۃ المبارک کا دن ہے۔ ہم سب بہن بھائی جمعہ کی محفل اور نماز کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اور تیار ہو کے اپنی کار میں مکہ شریف کی جانب روانہ ہو گئے۔ اور مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے ہم ہمیشہ سے مکّہ شریف نماز پڑھنے اور حضرت صاحب کی محفل میں حاضر ہونے مرکز تجلّیات جاتے ہیں۔

جب ہم مکّہ شریف پہنچے تو دیکھا کہ شہر مکّہ میں ایک اور بے حد حسین دل نشین جنّت نظیر وادی ہے، اور یہ وادی جنّت الفردوس کا ٹکڑا ہے۔ جہاں کا موسم نہایت پُر فضا اور تر و تازہ ہے۔ چاروں طرف آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہیں۔ ٹھنڈی ٹھنڈی معطر ہوائیں چل رہی ہیں۔ اس حسین وادی کے دو حصّے ہیں۔ اس وادی پاک کا دایاں حصّہ ایک پہاڑی علاقہ ہے۔ جو کہ سر سبز و شاداب درختوں اور پھولوں سے بھرا ہوا ہے۔ بس ہر طرف ہریالی ہی ہریالی۔ پھولوں کی رنگینیاں اور دلفریب مُشک و عنبر کی سی خوشبوئیں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور اس وادیٔ پاک کی بائیں جانب ایک صاف شفاف ٹھنڈے پانی کا کشادہ چشمہ ہے۔

Marfat.com

جو بہت روانی اور فراوانی سے بہہ رہا ہے اور ساری وادی کو سیراب کر رہا ہے۔ اور ان دونوں وادیوں کے دل کش حصوں کے بیچوں بیچ ہماری پیاری بابرکت "مسجدِ عارفین" ہے۔ اس طرح جس طرح کسی نایاب انگوٹھی کے عین بیچ میں ایک بیش قیمت نادر نگینہ۔ اس مقدس وادی کا نام بھی وادئ عارفین ہے۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ حلقۂ چشتیہ صابریہ، عارفیہ، افضلیہ کے تمام افراد اس وادئ پاک میں واقع مسجد عارفین میں نماز جمعہ ادا کرنے آئے ہوئے ہیں۔ اور مسجد کے اندر اپنی نشستوں پر باادب بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور حضرت صاحب کی آمد کا بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہوتا ہے اور حضرت صاحب مسجد میں جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ حضرت صاحب کے ساتھ طارق بھائی، حامد بھائی اور عارف بھائی بھی موجود ہیں۔ حضرت صاحب ہمیشہ کی طرح اپنے پورے نورِ کامل، شان و شوکت اور رُوحانی وقار کے ساتھ، سب سے زیادہ حسین اور بڑے دل نشین اور منفرد نظر آ رہے ہیں۔

نمازِ جمعہ ادا کرنے کے بعد حضرت صاحب اپنے معمول کے مطابق اپنے سارے روحی بچے اور بچیوں سے ملاقات فرماتے ہیں اور اپنا فیض عام تقسیم فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے آقائی، مولائی مرشدی کے درجات، مراتب رتبات اور فیوض و برکات کو بلند و بالا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

Marfat.com

باب ۶۳

نماز کی توفیق

مرشد پاک فرماتے ہیں کہ انسان اس وقت تک عبادت کے قابل نہیں ہوتا جب تک اللہ تعالیٰ سے قلبی تعلق پیدا نہیں کرتا۔ قلب وہ مقام ہے جہاں رحمان کا بسیرا ہے اور یہاں سے نیکی جنم لیتی ہے۔ انسانی قلب اللہ کی محبت کا برتن ہے۔ قلب کی غذا اللہ کا نُور ہے۔ اور یہ نورِ صحبتِ شیخ، عبادت اور ریاضت سے حاصل ہوتا ہے۔ قلب کی طاقت اللہ کے ذکر میں اور نبیٔ پاک صلّی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے، پیش کرنے میں ہے۔ اور یہ طاقت صرف فقیر کی روحانی توجہ سے قائم رِہ سکتی ہے۔

قلندرہ رالعہ ثانی فرماتی ہیں کہ اکثر اوقات لوگ آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "جی نماز کی طرف، عبادت کی طرف دل مائل نہیں ہوتا۔ کوشش تو بہت کرتے ہیں اور دل بھی چاہتا ہے، لیکن عین نماز کے وقت ایک عجیب سی سُستی اور کاہلی طاری رہتی ہے۔ بس اسی کشمکش میں نماز قضا ہو جاتی ہے کہ ابھی کچھ وقت ہے، ابھی نماز پڑھتے ہیں۔ آپ ہی بتائیں کہ ہم کیا کریں۔ ہمارے لئے دعا کریں کہ ہم پنج وقتہ نمازی ہو جائیں"۔

قلندرہ رالعہ ثانی فرماتی ہیں کہ ہماری بڑی صاحبزادی روبینہ عارفی، افضلی صاحبہ

Marfat.com

ہم سے نماز کی ترغیب کے متعلق عرض کرنے لگی۔ ہم نے روبینہ بیٹی کی گزارش حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کردی۔ اس پر حضرت صاحب فرمانے لگے کہ "روبینہ سے کہہ دو کہ چلتے پھرتے اپنے لئے اللہ سے نماز کی ترغیب کی توفیق کی دُعا مانگے۔ یعنی چلتے پھرتے سوتے جاگتے، گویا ہر وقت اسی دعا پر قائم ہو جاؤ۔ پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ صحیح وقت پر نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرماتا ہے کہ نہیں"۔

روبینہ باجی حضرت صاحب کے اس فرمان پر کار بند رہیں۔ اور الحمدللہ ان کا پہلے کا سا نماز اور اوراد سے لاپرواہی والا معاملہ ختم ہو گیا۔ اور اب تو ماشاء اللہ آپ کبھی نماز، ورد و اوراد قضا نہیں کرتیں۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ اپنی جائے نماز سیدھی کرلو، باقی سب خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔ جب نیّت صحیح ہو گی، تو عمل صحیح ہو گا۔ جب عمل صحیح ہو گا تو فیض و کرم کے دروازے اللہ اپنے بندے پر کھول دے گا۔

حضرت صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ جب بھی کوئی مشکل یا حاجت درپیش ہو تو کبھی کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا، اللہ کے حضور دو رکعت نماز نفل ادا کرنا، پھر سجدے میں جا کے مانگنا، اور پھر دیکھنا کہ جو مانگا وہ ملتا ہے کہ نہیں۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ تم سب پر لازم ہے کہ ہر وقت

Marfat.com

اپنی زندگی کی کشمکش کی جنگ خود لڑنے کے لئے تیار رہو۔ بے شک حضرت صاحب ہمارے شاملِ حال ہیں۔ وہ ہمارے مشکل کشا، دستگیر اور داتا ہیں۔ دو جہانوں کی کامیابیاں اور کامرانیاں ضرور ہمارے قدم چُومیں گیں۔ اور ہم سب حضرت صاحب کے کرم سے دونوں جہانوں میں سرخرو ہوں گے۔

انشاء اللہ، آمین!

Marfat.com

باب ۶۴

تنبیہ

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ ایک جُمعتہ المُبارک کو حضرت صاحب مسجد عارفین نماز ادا کرنے تشریف لائے ہوئے تھے۔ ابھی نماز شروع نہیں ہوئی تھی۔ حضرت صاحب مسجد کے اندر تشریف فرما تھے کہ اتنے میں مسجد کے مؤذن نے حضرت صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ عمامہ پہن لیجئے۔ حضرت صاحب خاموش رہے۔ تھوڑی دیر بعد مؤذن نے دوبارہ یہی حرکت دہرائی۔ اس بار بھی حضرت صاحب خاموش رہے۔ اس لئے کہ کچھ ہی دیر میں نماز کے لیے جماعت کھڑی ہونے والی تھی۔

حضرت صاحب نے نماز جمعہ ادا کی اور پھر مسجد کے پیش امام کو طلب کیا اور فرمانے لگے کہ کیا پوری مسجد میں صرف ایک ہم ہی نظر آئے ہیں اور کوئی نظر نہیں آیا جس کو تم مسلمان بنانے چلے ہو۔ آج جو اُمّتِ مُسلمہ کا حال ہے، وہ تم لوگوں کی وجہ سے ہے۔ آج مسلمان سمندر کے کنارے پہنچ گئے ہیں، اور آگے صرف سمندر ہی سمندر ہے۔

حضرت صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر پاکستان میں اسلام ہے تب تو ہمیں پاکستان سے محبت ہے اور اگر پاکستان میں اسلام نہیں، تو پھر کچھ بھی نہیں۔

Marfat.com

باب ۶۵

دُنیا کی حالت

آج اگر کوئی بھی صاحبِ نظر ایک پل کیلئے بھی دُنیا کے بگڑتے ہوئے حالات کا جائزہ لے، تو وہ جس طرف بھی نظر اُٹھائے گا، اُسے نفسا نفسی کا عالم نظر آئے گا۔ لوگ ایک دوسرے کو کاٹنے کے چکّر میں لگے ہوئے ہیں۔ کوئی کسی کا نہیں۔ دُنیا میں آدمیوں کا ہجوم تو نظر آتا ہے مگر انسان بمشکل دکھائی دیتے ہیں۔ اس دنیا کے روز بہ روز بگڑتے ہوئے حالات کے ذمہ دار کے متعلق کسی شخص نے حضرت صاحب سے دریافت کیا، تو اس پر حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل سے محبّت اُٹھا لی ہے۔ اور اگر ہماری درس گاہوں، اسکولوں اور تعلیمی اداروں سے بوستان اور گلستان جیسی نایاب ادبی و اخلاقیات پر مبنی کتب پڑھانا بند نہ کی جاتی تو نہ ہاتھ سے ادب جاتا اور اگر ہاتھوں سے ادب نہ جاتا تو نہ کبھی دل سے اللہ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبت جاتی۔

ادب بڑی شے ہے، ادب ہر مشکل تالے کی صحیح چابی ہے۔ جس کے پاس ادب ہے، اس کے پاس محبت ہے۔ اور جس کے پاس محبت ہے، اس کے پاس رسائی ہے۔ اور اہلِ محبت کی رسائی دربارِ الٰہی اور بارگاہ رسالت (صلّی اللہ علیہ وسلّم) میں ہے۔

Marfat.com

باب ۶۶

خوش نصیب

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ "خوش نصیب وہ ہے جس کے ہاتھ میں تسبیح ہے۔ یاد رکھو ہمیشہ اپنے خیالات اور دل کو عبادت کی طرف مائل کرو۔ اس لئے کہ جب بڑھاپا آتا ہے، تو بڑھاپا کھلنے کو آتا ہے، اور انسان وقت کی گرفت میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔ مگر جس کے ہاتھ میں تسبیح ہوتی ہے، وہ وقت کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے، اور وہ آگے کی منزل کے بارے میں سوچتا رہتا ہے۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ "حمد روح کی غذا ہے اور نعت اس کا نمک"۔

اوراد شریف

مرشد پاک فرماتے ہیں کہ: "انسان کو چاہیئے کہ اپنے جسم کو دنیاوی کاموں میں مصروف رکھے۔ اور اپنے قلب کو ہر وقت ذکر الٰہی اور یاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مشغول رکھے"۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں مریدوں کو جو اوراد و اوراق شریف

Marfat.com

پڑھنے کے لئے دیئے جاتے ہیں، ان کو جمع کر کے سلسلہ کے بزرگوں کی بارگاہ میں بہ وسیلۂ خُدائے پاک اور رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم پیش کیا جاتا ہے۔ اور یہ اوراد و اوراق جن بزرگوں کو پیش کیے جاتے ہیں، وہ بزرگ اُن اوراق کو آگے تقسیم کر دیتے ہیں جو کہ مشکل زدہ اور مصیبت زدہ ارواح ہوتی ہیں۔ اور یہ اوراد حل المشکلات و نجات کا کام کرتے ہیں۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ جب بھی فقیر اپنا سر عالم ارواح کی طرف اٹھاتا ہے، تو اسے بے شمار ارواح اوراد کا سوالیہ نشان لئے منتظر نظر آتی ہیں۔ اور اگر فقیر اوراد تقسیم کرنا شروع کرے تو صبح سے رات اور رات سے صبح ہو جائے۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ اوراد و اوراق کو کثرت سے پڑھنے والے کو دربارِ الٰہی اور خواجگان سے دو خصوصی انعام و اکرام عطا کئے جاتے ہیں۔ اوّل تو اوراد، وِرد و وظائف کا بے پناہ ذاتی اجر و ثواب، اور دوئم یہ کہ جو اوراد جن بزرگ کو پیش کئے جاتے ہیں، وہ بزرگ اس اوراد پڑھنے والے کے حق میں ہمیشہ دُعا گو اور مددگار رہتے ہیں۔ ان کی دینی و دنیاوی مشکلات میں ان کی دست رسائی کرتے ہیں۔ اور غیبی بلّیات کے نزول ہونے سے پہلے ہی ان کو رفع کر دیا جاتا ہے۔ اور جب مریدوں کے اعمال نامے بڑے دربار میں پیش کئے جاتے ہیں، تو ان مُریدوں کے ساتھ نرمی، اور صلۂ رحمی کا سلوک کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

باب ۶۷

احوالِ پُکار

مرشد پاک فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا ذکر اس بندے کو عطا کرتا ہے جس سے وہ راضی ہو گیا۔ اگر راضی نہ ہوتا، تو اپنا نام لینے کی توفیق نہ دیتا۔ انسانی قلب کی غذا اللہ کا ذکر ہے۔ ذکرِ الٰہی سے قلب تندرست و توانا ہو جاتا ہے۔ اور رُوح قوی ہو جاتی ہے، اور جب قلب و رُوح قوی ہو جاتے ہیں، تو اللہ اپنے بندے کو نوری معرفت عطا فرماتا ہے۔ نُوری معرفت سے مُراد قلب کی وہ آنکھ جس سے بندہ اپنے رب کی تجلّیات کا مشاہدہ کرتا ہے۔ جس کے پاس ظاہری بینائی نہیں، اس کی دُنیا اندھیرے میں ہے چاہے سُورج نکلے یا نہ نکلے۔ اور جس کے پاس قلب کی آنکھ نہیں اس کی آخرت خطرے میں ہے اور جس کے پاس یہ بینائیاں ہیں، اس کی دنیا و آخرت بخیر۔

قلب کی آنکھ سے مُراد وہ نوری معرفت ہے جو اللہ اپنے ان بندوں کو عطا فرماتا ہے، جن کو وہ اپنا دوست رکھتا ہے۔ اور پھر یہ نور اپنے رب کو پُکارتا ہے۔ یعنی نور نور کو پکارتا ہے۔ اور پھر یہ نُور اس بندے کو اپنے مقام سے آشنا کر دیتا ہے۔ قلب کی اس نُورانی پکار کا نام ذکر ہے۔ ذکر

Marfat.com

قلب کی روشنی کو تیز کر دیتا ہے۔ اور قلب کی روشنی فقیر کی توجہ سے قائم رہ سکتی ہے۔ فقیر اللہ کی پکار کو سنتا اور اللہ فقیر کی پکار کو سنتا ہے۔ اور اللہ اپنے فقیر کو پکارنے والے کی بھی پکار کو سنتا ہے۔ اور اس پکارنے والے کو پکارتا ہے۔ اور اس پکار کا تعلق ایک دوسرے کو پکارنے سے قائم رہتا ہے۔

فقیر کی سب سے بڑی کرامت مردہ دلوں کو اللہ کی پکار سے زندہ کرنا اور انہیں حیاتِ ابدی اور بقاء عطا فرمانا ہے۔ قلب کی آنکھ اس وقت عطا ہوتی ہے، جب نفس مردہ ہوتا ہے۔ اور جوں جوں قلب قوی ہوتا ہے، توں توں چشمِ باطن (قلب کی آنکھ) کی بینائی اور بھی زیادہ تیز ہوتی جاتی ہے۔ اور جوں جوں قلب کی بینائی تیز ہوتی جاتی ہے، توں توں قلب میں نورِ بصیرت پیدا ہوتا ہے۔ اور انسان نورِ بصیرت سے اپنے معبود کو دیکھتا اور پہچانتا ہے۔ جس قلب میں اللہ کی یاد ہوتی ہے، وہ قلب زندہ ہوتا ہے، بیدار ہوتا ہے۔ جو قلب بیدار ہوتا ہے، اس قلب میں سننے، دیکھنے اور بولنے کی قوّت ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ قلب اپنے معبود کو پکارتا ہے۔ اس پکار کا نام ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے، میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور جب وہ مجھے محفل میں یاد کرتا ہے، تو میں بھی اسے اپنے ملائکہ کی محفل میں یاد کرتا ہوں۔ یعنی

Marfat.com

بندے کا ذکر کروایا جاتا ہے۔ ذکر وہ رحمت ہے جو اللہ اپنے اُن بندوں کو عطا فرماتا ہے، جو اس سے قلبی رابطہ پیدا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو ذکر کی جتنی کثرت کرے گا اتنا ہی امن میں رہے گا۔ اس لئے کہ ذکر سے قلب کو تقویت ملتی ہے، پھر لذّت، پھر ہلکان، پھر الہامی کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں۔

راہِ طریقت میں اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے پر پہلا کرم توبہ کی توفیق عطا کرنا ہے۔ پھر ذکر کے دروازے اس پر کھول دیئے جاتے ہیں، اہلِ ذکر کو کبھی مایوسی کے عالم میں ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے، جس سے باری تعالیٰ کا گلہ ہوتا ہو۔ اہل ذکر پر اللہ تعالیٰ کے شکر کی بڑی ذمہ داری ہے۔ معبود نے جو دیا اس کا کرم ہے۔ گلے شکوے سے حالت نہیں بدلتی۔ ہاں شکر سے بدلتی ہے۔

ذکرِ لطیف سے قلب پر سکون کا نزول ہوتا ہے۔

جو دم غافل، سو دم کافر!

Marfat.com

باب ۶۸

احوالِ عالمِ ذکر

مُرشدِ پاک فرماتے ہیں: دوست کے ذریعہ دوست کی رسائی ہوتی ہے۔ اور دوست دوست کی پُکار سُنتا ہے، اور پکار کا جواب پکار سے دیا جاتا ہے۔

ذاکر جب ذکر کی کثرت کرتا ہے، اور اس میں استحکام سے مشغول رہتا ہے، تو اس پر عالمِ ذکر کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

ذکر کا پہلا عالم "عالمِ ناسُوت" ہے۔ یعنی بندہ اپنی زبان سے ذکر کرتا ہے۔ ذکر کی پہلی منزل "ذکرِ زبان" لا الا اللہ ہے۔

جب قلب ذاکر ہو جاتا ہے، تو اس کی رسائی عالمِ ملکوت میں ہوتی ہے۔ یہ ملائکہ کا عالم ہے۔ یہیں ملائکہ بندے کے ساتھ مل کر ذکر کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعد عالمِ جبروت میں، اور پھر اس کے بعد عالمِ لاہوت میں، جہاں ماسوائے ذات باری تعالیٰ کچھ نہیں پھر عالمِ استغراق ہوتا ہے، جو بے اختیار ہوتا ہے۔

ان عالموں کے احوال کی چار کیفیات ہیں۔ پہلی حالتِ زوال ہے۔

Marfat.com

اس میں بندہ مخلوق کی طرح رجوع کرتا ہے۔

- دوسری حالت ذکر کا کمال ہے۔ اس میں بندہ ملائکہ کے ساتھ ہوتا ہے۔
- تیسری حالت اس کی وصال ہے۔ یہاں اولیاء عظام کی محفلیں ہوتی ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی زیارت۔
- چوتھی حالت احوال ہے۔ اس میں بندہ زمین کے مخفی خزانے دیکھتا ہے۔

پھر دیدِ لامکاں کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اور توفیقِ دیدار اُسے عطا کی جاتی ہے، جو دیکھنے کے بعد برداشت بھی کر سکے، اور راز کو راز بھی رکھ سکے۔ راز کو حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ مگر اس سے بھی زیادہ مشکل ہے راز کو راز رکھنا۔

دیدِ لامکاں کی بھی چار حالتیں ہیں۔

پہلی حالت: فکر۔

دوسری حالت: محویت۔ اس عالم میں بندہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتا ہے پھر اس میں غرق ہو جاتا ہے۔ اور تجلیات کی دو کیفیات ہیں۔ ایک جلالی اور دوسری جمالی۔

وَجد: یہ ایک مقامِ توحید ہے۔ وجد اور استغراق کا درمیانی مقام،

Marfat.com

مقامِ محویّت کہلاتا ہے۔ اس مقام میں انسان تڑپتا، غرق ہوجاتا ہے۔ اور باقی سب سے بیگانہ ہوجاتا ہے۔

تیسری حالتِ لامکاں ہے استغراق۔ (یہ عالم بے اختیار ہے۔)

چوتھی حالتِ رضا ہے۔

یہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے راضی ہوجاتا ہے، اور اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے، اور بندے کو اپنا، اور خود کو بندے کا بنا دیتا ہے۔

ہم گناہگاروں پہ رحمت کا پانی چاہیئے
سب گناہ دُھل جائیں گے رحمت کا پانی چاہیئے
ہم نہیں بنتے تیرے، اپنا بنالے تُو ہمیں
خواجگانِ چشت اہلِ باصفا کے واسطے! (آمین)

فقیر کی محبت قلب کی روشنی کو تیز کر دیتی ہے، جس سے ایمان کو تقویت اور ذات کو بقا حاصل ہوتی ہے۔ بقاء کی محبت بقاء ہے، اور فنا کی محبت فنا ہے۔ جو فنا سے محبت کرتے ہیں، وہ اندھیرے میں رہتے ہیں۔ اور جو اہلِ بقاء (اہل اللہ) سے محبت کرتے ہیں، وہ روشنی سے محبت کرتے ہیں، اور روشنی میں سکون و قرار ہے اور ابدی اطمینان ہے۔ جس کے ہونے سے کسی قسم کا کوئی خوف لاحق نہ ہوگا۔ (انشاءاللہ)

Marfat.com

باب ۶۹

بابا بشیرؒ

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ بابا بشیر، حضرت صاحب اور ہم سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھنے والے ایک نفیس بزرگ تھے۔ آپ بڑی پیاری طبیعت اور نورانی شخصیت کے مالک تھے۔ آپ ان صوفیان کرام میں سے تھے، جو آستانۂ تجلیات پر باقاعدگی سے حاضری دیا کرتے۔ آپ کی والہانہ محبت کا انداز اور ادا سب صوفیان کرام سے منفرد اور نرالی تھی۔ بابا بشیر جب حضرت صاحب سے ملاقات کرنے اُن کے حجرۂ پاک کی طرف جاتے، تو تمام راستے کو جھک کر چوم کے، اپنی داڑھی سے صاف کرتے ہوئے جاتے۔ حضرت صاحب کے حجرہ کے بیرونی راستے سے لے کر حجرۂ پاک کے اندر داخل ہونے تک۔ اپنے محبوبان کی راہوں میں پلکیں بچھانے کا انداز و ادا بابا بشیر کو خوب آتا تھا۔

قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ جو باقاعدگی سے حاضری دیتا ہے، ان سے ایک آس و پاس کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔ ہوا یوں کہ کافی عرصہ تک بابا صاحب نے حاضری نہ دی اور اُن کی طرف سے کوئی خیر خبر بھی نہ آئی۔ حضرت صاحب کافی فکر مند ہوئے۔ آپ نے بابا صاحب کا اپنی نوری نگاہ سے جائزہ لیا۔

Marfat.com

اور قلندرہ صاحبہ کو طلب کر کے فرمانے لگے" رالعہ بابا بشیر کے گھر جا کر مزاج پُرسی کیجئے۔ اُن کو آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔

قلندرہ صاحبہ حضرت صاحب کے فرمان کے مطابق بابا بشیر کی رہائش گاہ تشریف لے گئیں، تو پتہ چلا کہ بابا بشیر بہت بیماری کی حالت میں ہیں۔ بابا بشیر ذیابیطس (Sugar) کے مریض تھے، اور خون میں شگر کی زیادتی کی وجہ سے کافی بیمار تھے، اور کمزور بھی کافی ہو گئے تھے۔ قلندرہ صاحبہ نے بابا بشیر کو فوراً ہسپتال میں علاج کے لئے داخل کروا دیا۔ اور باقاعدگی سے اُن کی بیماری کے دوران مزاج پُرسی اور حتیٰ الامکان تیمار داری کی۔ تقریباً ایک ہفتہ ہسپتال میں زیرِ علاج رہنے کے بعد بابا صاحب کی طبیعت سنبھلی اور آپ اللہ کے کرم سے صحتیاب ہو کر اپنے گھر تشریف لے آئے۔ اور حضرت صاحب اور قلندرہ صاحبہ کو خوب دُعائیں دیتے رہے۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں: رالعہ، زندگی میں ایک کام کرنا، دُعائیں اکٹھا کر، مانگنا نہیں۔

قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ جب ہم حضرت صاحب سے اُن کے آستانے جھنگ ملنے جاتے، تو حضرت صاحب کی خدمت میں کثیر تعداد میں صوفیائے کرام، بزرگانِ دین، علماءِ حق کا میلا لگا رہتا۔ اور جب ہم حضرت صاحب سے ملاقات کرتے تو حضرت صاحب

Marfat.com

ہم سے فرماتے : رابعہ، ان صوفیائے کرام سے شریعت و طریقت و معرفت کے موضوعات پر تبادلۂ خیالات کریں، اور پیچیدہ نکات پر سوال و جواب کریں، اور اپنا اظہارِ خیال فرمائیں۔ تاکہ شمع علم کا نُور اور بھی زیادہ بڑھ جائے۔ اور اس کی روشنی اور بھی زیادہ تیز ہو جائے۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ نُور کی یہ صفت ہے کہ بڑھانے سے اور بڑھتا ہے۔ نہ تو اس میں کوئی کمی واقع ہوتی ہے، اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی تخصیص ہوتی ہے۔ اس نُور کو نُورِ اعلیٰ نُور کہتے ہیں، جو خود سے روشن ہو اور دوسرے کو بھی روشن رکھے۔ بغیر کسی کمی یا تخصیص کے۔

Marfat.com

باب ۷

مسز کٹھیان

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ مسز کٹھیان ہمارے پُرانے جاننے والوں میں سے ایک نہایت باادب اور باسلیقہ خاتون تھیں۔ آپ کا گھرانہ اندرونِ سندھ دادو میں آستانہ نشین ایک بزرگ، جو سائیں بابا کے نام سے مشہور تھے، ان کے سلسلہ میں بیعت تھا مگر مسز کٹھیان حضرت صاحب اور ہم سے زیادہ عقیدت رکھتی تھیں۔ سارے گھرانے کے سائیں بابا کے سلسلہ میں بیعت کے باوجود بھی وہ اس سلسلہ میں بیعت نہ تھیں۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ جو اپنے دلوں کو ہمیشہ جائز دُعاؤں سے شاد و آباد رکھتے ہیں، اللہ ان کی دُعائیں ضرور قبول فرماتے ہیں اور کرمِ الٰہی ہو کر رہتا ہے۔ مسز کٹھیان کا جب آخری وقت آیا تو ان کو شدید لبلبہ کا مرض لاحق ہو گیا، جسے (Acute Pancreatitis) کہتے ہیں۔ اور آپ کی حالت اتنی خراب ہو گئی کہ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ــــــ مسز کٹھیان کو سول ہسپتال کے میڈیکل وارڈ III کے انتہائی نگہداشت کے کمرے (ICU) میں داخل کیا گیا۔

جس کی نسبت صحیح ہوتی ہے، اس کی مدد ضرور کی جاتی ہے۔

Marfat.com

قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب نے ہمیں طلب کیا اور فرمانے لگے کہ ہم نے مسز کٹھیان کو غائبانہ بیعت عطا کردی ہے۔ اب وہ ہماری بیٹی ہے۔ آپ اسی وقت ہسپتال جائیں، مسز کٹھیان کو پاک وصاف کریں، اور ماحول کو معطر کریں، اس لئے کہ مُرشد پاک رحمتہ اللہ علیہ وہاں تشریف لے گئے ہیں، اور انہیں اس ماحول سے تکلیف ہو رہی ہے۔ قلندرہ صاحبہ حضرت صاحب کے فرمان کے مطابق فوراً مسز کٹھیان کے پاس ہسپتال پہنچ گئیں۔ انہیں پاک وصاف کیا، خوب خوشبو لگائی اور ماحول کو بھی معطر کیا۔ اس کے بعد مسز کٹھیان کا ذکر اللہ شروع ہو گیا۔ اور شام ۵ بجے سے لے کر رات ۹ بجے تک عالم بے اختیاری میں ذکر کرتی رہیں۔ ہسپتال کے عملے کو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ اور آخر کار مسز کٹھیان ذکر اللہ کرتے کرتے عارفیہ سلسلہ کی نسبت کا توشہ لئے اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئیں۔

ذخیرہ

Marfat.com

باب ۱۷

احوالِ سفر

مُرشد پاک فرماتے ہیں کہ جو فقیر سے محبت کرتا ہے، وہ فقیر کے خیال میں رہتا ہے۔ اور فقیر کا خیال عالم ناسُوت (دُنیا) سے لے کر عالم لاہوت تک کی سیر کرا دیتا ہے۔ ہر فانی شے کی محبت فانی ہے۔ اور اس میں سکون نہیں پریشانی ہے۔ دنیا دارِ فانی ہے، اور فانی سے محبت اندھیرا ہے، دھوکا ہے۔ فقیر کی محبت باقی ہے، نُور ہے۔ اور نُور میں قرار ہی قرار ہے، سکون واطمینان ہے۔ دنیا ایک بازار ہے جو بہت جلد بند ہونے والا ہے۔ اور جو لوگ بازار بند ہونے سے پہلے اپنے گھر کی ضروریات خرید لیتے ہیں، وہ ایک بہت بڑی پریشانی اٹھانے سے بچ جاتے ہیں۔ اور جو لوگ بازار بند ہونے کے بعد اپنی ضروریات کا احساس کرتے ہیں، وہ محروم رہتے ہیں۔ اور وقت پڑنے پر پریشانیوں کا سامنا کرتے ہیں۔ جن کے پاس سامانِ سفر یازادِ راہ ہوتا ہے، وہ سفر سے گھبراتے نہیں۔ اور جن کے پاس سامان نہیں، وہ تو سفر سے ڈرتے ہیں۔ ہر انسان کو دو سفر کی حالتیں در پیش آتی ہیں۔

Marfat.com

پہلی حالت سفر دنیاوی زندگی۔

دوسری حالت موت کے بعد آخرت کا سفر در پیش آتا ہے۔

اہل اللہ کی محبت اور صحبت سے آخرت کا سامان اس دُنیا سے اکٹھا کیا جاتا ہے۔ ہر انسان کا اپنا سفر، اپنا سامان، مگر سب کی ایک منزلِ مقصود، یعنی اس کا حقیقی معبود۔

جب تک انسان کے اندر خلوص پیدا نہیں ہوتا، راستہ نہیں ملتا۔ اس راہ میں جس نے طمع کو ترک کیا، زبان پر قدرت حاصل کی اور نفس کے خلاف جہاد شروع کیا، اللہ اس پر ضرور کرم فرماتے ہیں اور وہ اپنی منزل کو جا پہنچتا ہے۔

Marfat.com

باب ۲۷

سائیں بابا

قلندرہ رابعہ ثانی مسز کٹھیان کے گھرانے کے بزرگ سائیں بابا کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ سائیں بابا سے ہماری اور حضرت صاحب کی ملاقات مسز کٹھیان کی وجہ سے ہوئی۔ سائیں بابا ایک عجیب رُوحانی طاقت کے مالک بزرگ تھے۔ سائیں بابا کو معدے کا السر اور پتّے کی پتھری کی شکایت تھی۔ ان بیماریوں کی وجہ سے ان کی طبیعت بگڑ جایا کرتی تھی۔

ایک دن خبر آئی کہ سائیں بابا کی طبیعت کافی ناساز ہے، اور انہیں کراچی کے ایک ہسپتال میں داخل کر دیا گیا ہے۔ اور ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ ان کی جان بچانے کے لئے فوری طور پر آپریشن کرنا پڑے گا۔

سائیں بابا نے حضرت صاحب کی بارگاہ میں التجا پیش کی کہ میری صحتیابی کے لئے دُعا فرمائیں۔ اور اگر مناسب سمجھیں تو قلندرہ صاحبہ کو میرے آپریشن کے وقت میرے ساتھ موجود رہنے کی اجازت عطا کر دیں۔

حضرت صاحب نے سائیں بابا کی گزارشات قبول کر لیں اور قلندرہ صاحبہ کو سائیں بابا کے پاس آپریشن کے وقت موجود رہنے کا حکم دیا۔

سائیں بابا کا آپریشن ہو رہا تھا اور قلندرہ صاحبہ سارا وقت آپریشن تھیٹر

Marfat.com

کے باہر موجود رہیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ جب سائیں بابا کو آپریشن کے بعد باہر لایا گیا، اور آپ ابھی غنودگی کی حالت میں تھے، اس وقت سائیں بابا نے کچھ پل کے لئے آنکھیں کھولیں، ہمیں دیکھا، اور کہنے لگے "قلندرہ صاحبہ، آج آپ کے مرشدِ پاک نے ہماری جان بچالی"۔ اور پھر دوبارہ اپنی آنکھیں بند کرلیں اور گہری نیند سو گئے۔

جب قلندرہ صاحبہ حضرت صاحب کی خدمت میں سائیں بابا کا احوال پیش کرنے آئیں، تو حضرت صاحب فرمانے لگے "کہ آپریشن کے وقت ہم آپریشن تھیٹر میں موجود تھے اور ڈاکٹروں کو ہدایت دے رہے تھے کہ اس طرح آپریشن کرو۔ کیونکہ ڈاکٹر یہ فیصلہ نہیں کرپارہے تھے کہ کیا کرنا چاہیئے۔ اگر ہم نہ ہوتے تو آج سائیں بابا آپریشن ٹیبل سے زندہ بچ کر نہ آتے۔"

Marfat.com

باب ۴۳

سمندری بُزرگ

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ جو سمندری بزرگ ہوتے ہیں، وہ بہت طاقت کے مالک ہوتے ہیں۔ سمندر کا سارا اندرونی اور بیرونی نظام جس میں سمندر کا اتار چڑھاؤ، موجوں اور لہروں کی روانی، پانی کا ٹھہراؤ اور طوفان سب سمندری بزرگوں کے اختیار میں ہوتا ہے۔

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ کچھ دن پہلے ہمارا بڑا نواسہ محمد، جسے سب پیار سے حمّودی پکارتے ہیں، اپنے اسکول سے آیا اور کہنے لگا کہ مجھے اسکول کے ایک دوست نے بتایا ہے کہ کراچی کے ساحل سمندر کلفٹن پر ایک ویرانہ میں یہاں ایک چڑیل (Lafayette) رہتی ہے یہ بہت خطرناک ہے سب اس سے ڈرتے ہیں اور دُور رہتے ہیں۔ اور اس کا یہ معمول ہے کہ آدھی رات کے بعد سمندر میں چلی جاتی ہے اور دیر گئے تک کچھ جادُو کرتی ہے۔ حمّودی کی اس ناسمجھی کی بات کو درست کرتے ہوئے قلندرہ صاحبہ نے اسے اس طرح سمجھایا کہ بیٹا، وہ عورت کوئی چڑیل یا جن نہیں ہے، وہ ایک سمندری بزرگ ہیں۔ اور سمندری بزرگ کافی جلالی طبیعت کے مالک ہوتے ہیں۔ اور رات کو وہ اس لئے سمندر میں کھڑے ہو کر ورد کرتے ہیں۔

Marfat.com

کہ جو وظیفہ وہ کرتے ہیں اس کا اثر جلالی ہوتا ہے۔ اور جلالی وظیفہ پڑھنے سے جسم میں آگ جلنے کی سی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔ اور اس وظیفہ کے جلالی اثر کی شدت کو کم کرنے کے لئے اسے آدھی رات کے ٹھنڈے وقت ٹھنڈے پانی میں کھڑے ہو کر پڑھا جاتا ہے۔

قلندرہ صاحبہ کا اس طرح ایک پیچیدہ نکتے کو سہل انداز میں بیان کرنے سے ناسمجھ حمّودی کے ذہن میں ایک مشکل بات آسانی سے سمجھ آگئی۔

Marfat.com

باب ۴۷

شبیہہ والے بزرگ

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ ہمیں اپنے ایک قریبی ملنے والے سے پتہ چلا کہ کراچی میں ایک بزرگ قیام پذیر ہیں جن کے آستانہ پر حضرت صاحب کی شبیہہ مبارک لگی ہوئی ہے۔ قلندرہ صاحبہ یہ بات سُن کر کافی حیرت زدہ ہوئیں، اس لئے کہ قلندرہ صاحبہ ان تمام بزرگوں اور درویشوں کو پہلے سے جانتی تھیں۔ جو حضرت صاحب سے عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ اس لئے کہ ان سب صوفیاء کرام کا یہ معمول رہا کہ اکثر اوقات حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے آتے۔

قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ ہم نے ان شبیہہ والے بزرگ کا ذکر حضرت صاحب سے کیا اور اجازت چاہی کہ اس معاملے کی صداقت کی تصدیق کی جائے۔

حضرت صاحب کی رضامندی سے قلندرہ صاحبہ ان بزرگ کے آستانے پہنچ گئیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ واقعی ان بزرگ کے آستانے کے ایک بڑے سے کمرے میں حضرت صاحب کی شبیہہ لگی ہوئی

Marfat.com

تھی۔ اور اُس وقت وہ بزرگ اُس کمرے میں اپنی مسند پر تشریف فرما تھے۔ جونہی ان بزرگ نے ہمیں دیکھا تو فوراً باادب کھڑے ہو گئے اور ہمیں سلام کیا۔

قلندرہ صاحبہ ان بزرگ کے اس غیر معمولی تعظیمانہ رویہ پر حیرت زدہ ہوئیں۔ یہ بزرگ قلندرہ صاحبہ سے فرمانے لگے ''میں اس لئے آپ کی تعظیم میں کھڑا ہو گیا کہ جب آپ تشریف لا رہی تھیں تو آپ کے قلب میں مجھے آپ کے مُرشد کی شبیہہ نظر آئی۔ اس لئے میں آپ کے مرشد کے احترام میں باادب سلام پیش کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔

قلندرہ صاحبہ کی ان بزرگ کے ساتھ کچھ دیر ملاقات جاری رہی۔ دورانِ ملاقات ان بزرگ نے حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کا اظہارِ خیال کیا اور اجازت چاہی۔ ان بزرگ کی گزارش حضرت صاحب نے قبول فرمائی اور جب یہ بزرگ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو عرض کرنے لگے کہ حضور کافی برسوں سے میرا ذکر بند ہو گیا ہے۔ ازراہِ کرم، حضور آپ اپنی باطنی توجہ سے میرا ذکر دوبارہ شروع کر دیں۔ قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب نے ان بزرگ کو تقریباً آدھے گھنٹہ تک خصوصی توجہ دی، تب جاکر ان بزرگ کا ذکر دوبارہ جاری ہوا۔

Marfat.com

باب ۷۵

کون جیتا

طارق بھائی کا بیٹا صابر عارفی افضلی شرمیلا، کم گو، لوگوں سے کم گھلنے ملنے والا، بالکل ایسا نہیں ہے، بلکہ صرف ایک بار اس بچے سے دوستی ہونے کی دیر ہے، پھر دیکھئے کہ صابر کیسے کھل کر آپ کے سامنے آتا ہے۔ ابھی پچھلے دنوں صابر کے اسکول کی گرمیوں کی چھٹیاں چل رہی تھیں۔ تقریباً روزانہ صبح طارق بھائی کے ساتھ صابر سے ملاقات ہوتی۔ اور ہماری دوستی گہری سے گہری ہوتی چلی گئی۔ میرا اور صابر کا روزانہ کسی بات پر کھیل ہی کھیل میں ایک مقابلہ ہوتا۔ اور میں روزانہ جان بوجھ کر صابر سے ہار جاتا۔ مجھ سے مقابلہ میں جیت کر صابر بڑا خوش ہوتا۔ میں ہر روز کہتا صابر کی جیت کی خوشی منائی جائے گی۔

بچے کا دل بہلانے کی خاطر میں نے ایک اتوار کو اس کی من پسند جگہ (Dunkin Donuts) ریستوران میں اُسے ناشتہ کرنے کی دعوت دی۔ ہم دونوں اتوار کی صبح بعد از محفل (Dunkin Donuts) چلے گئے۔ جانے سے پہلے میں صابر کو اپنے ساتھ گھر لے آیا۔ کپڑے تبدیل کئے اور اپنے کمرے کی دراز کے خانہ سے ایک مخصوص رقم صابر کی دعوت کے لئے

Marfat.com

اٹھائی۔ اس کے بعد ہم دونوں (Dunkin Donuts) چلے گئے۔ خوب مزے مزے کی چیزیں کھائیں۔ خوب گھومے پھرے، عیش کیا، تفریح کی۔ اور تقریباً دوپہر ساڑھے بارہ بجے صابر کو اس کے گھر چھوڑ کر اپنے گھر چلا آیا۔ اور اپنے کمرے میں آکر اپنی دراز کو کھولا اور بقیہ پیسے واپس رکھنے لگا۔ تو اس وقت جو دیکھا اس کو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جتنے پیسے میں اپنے ساتھ لے کر نکلا تھا، عین اتنی ہی رقم میرے دراز کے خانے کے سامنے رکھی ہوئی تھی۔ میں خود پر ہنسا اور پھر سوچا آج صابر واقعی مجھ سے جیت گیا۔

جب صابر کی ولادت ہوئی تو حضرت صاحب نے صابر کا نام رکھا اور اپنے دستِ مبارک سے بیعت فرمائی۔ صابر میرے سامنے پیدا ہوا، بڑا ہوا، دوست بنا، اکثر چُپ رہنے والے، شرمانے والے چھوٹے سے بچّے نے کھیل ہی کھیل میں مجھے جیت کا ایک نیا مطلب سکھایا۔ پھر مزے کی بات یہ کہ صابر سے کھیل میں جیتے ہوئے پیسوں سے میں نے اپنے اہل وعیال کو شام کے وقت دوبارہ اسی ریستوران میں جیت کی خوشی میں ایک اور دعوت دی۔ اس کو کہتے ہیں ڈبل خوشی ڈبل جیت۔ اور اس پر یہ کہ میرے گھر والے پوچھنے لگے پیسے کہاں سے آئے، کیا بتاتا کہاں سے آئے۔ اور کس کی سمجھ میں آتا اگر بتاتا بھی۔ صابر مجھ سے کہتا ہے "یو آر مائی بیسٹ فرینڈ ان حلقہ" (You are my best friend in Halqa) (حلقہ میں تم میرے بہترین دوست ہو۔) بیشک صابر! ہم زندگی بھر کیلئے بہترین دوست ہیں۔ (آمین)

Marfat.com

باب ۷۶

توجّہ

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ جب ہمارے چھوٹے صاحبزادے عارف اکرام عارفی افضلی اپنی اعلیٰ تعلیم کے لئے امریکہ گئے ہوئے تھے، تو ایک دن عارف بیٹے کا فون آیا اور عرض کرنے لگا کہ ممّی کل میرے امتحان کا پرچہ تھا۔ اور امتحان سے ایک رات پہلے میں رات دیر گئے تک پڑھائی میں مشغول رہا۔ پڑھتے پڑھتے ایک وقت ایسا آیا کہ مجھے محسوس ہوا کہ میرا دماغ ایک دم خالی ہوگیا ہے۔ سر بھاری ہونے لگا اور پھر ایسا لگ رہا تھا کہ میں سب کچھ بھول گیا ہوں۔ جیسے دماغ بالکل خالی ہوگیا ہو۔ ابھی میں اسی کشمکش میں تھا کہ مجھے ایک چکّر سا آیا، دوبارہ سے میرا سر ہلکا ہوگیا، اور مجھے اپنی کتاب اور سبق آسانی سے ذہن نشین ہوگیا اور آج میرا امتحانی پرچہ بہت اچھا ہوا۔ ممّی آپ ازراہِ کرم حضرت صاحب کی خدمت میں میری یہ گزارش پیش کردیں کہ کیا وہ اس وقت میرے لئے دعا کررہے تھے جب میں پڑھائی کررہا تھا۔ قلندرہ صاحبہ نے عارف بھائی سے ٹیلی فون پر بات کرنے کے بعد حضرت صاحب کی خدمت میں عارف بھائی کی گزارش پیش کردی۔ حضرت صاحب

Marfat.com

عارف بھائی کی بات سُن کر مسکرائے، کامیابی کی دُعائیں دیں اور فرمانے لگے کہ اس بے وقوف سے کہہ دو کہ میں اس وقت اس کو اپنی توجہ دے رہا تھا تاکہ عارف کو اس کا سبق اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔ اور اس کا امتحان اچھا ہو جائے۔

مُرشد پاک فرماتے ہیں کہ بڑا ہی کوئی خوش نصیب ہے وہ جو فقیر کے خیال میں ہے۔ فقیر کا خیال عالم ناسُوت (یعنی دُنیا) سے لے کر عالم لامکاں تک کی سیر کرا دیتا ہے۔ اور خیال کا تعلق ظاہر کی آنکھ سے نہیں بلکہ تصوّر سے ہوتا ہے۔ تصورِ شیخ ایک نعمتِ عظیم ہے۔

Marfat.com

باب ۲۲

دسترس

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ فقیر کی نگاہ میں ہر عالم ہر وقت پیش نظر ہوتا ہے۔ فقیر زمان و مکان کی زنجیروں کا پابند نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے زمان و مکان کو فقیر کے دستِ قدرت میں دے دیا ہے۔ اور فقیر جب چاہے جہاں چاہے، وہاں اس کی دسترس ہوتی ہے۔ فقیر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مکاشفۂ غیبی عطا ہوتی ہے۔ وہ اس عالم میں رہتے ہوئے بھی عالم آخرت کی خبر رکھتا ہے۔

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ یہ واقعہ ان دنوں کا ہے کہ جب ہماری بڑی بیٹی روبینہ عارفی اپنے اہل و عیال کے ساتھ امریکہ کے شہر لنگیانہ میں رہا کرتی تھی۔ ایک دن صبح سویرے ہمیں روبینہ بیٹی کا امریکہ سے فون موصول ہوا اور روبینہ کہنے لگی کہ ممّی لنگیانہ میں ایک بہت بڑا خطرناک طوفان آنے والا ہے۔ اور اس طوفان کا رُخ عین ہمارے شہر کے اس حصہ کی طرف ہے جہاں میری رہائش گاہ ہے۔ سارے شہریوں کو شہر خالی کرنے کو اور محفوظ مقامات پر منتقل ہوجانے کا اعلان بار بار کیا جارہا ہے۔ سب لوگ شہر چھوڑ کر ایک نئی زمین

Marfat.com

محفوظ مقام پر پناہ گزین ہو گئے ہیں۔ مگر ہم لوگ اپنا گھر چھوڑ کر نہیں جا رہے ہیں۔ ہم نے اپنے گھر کو چاروں طرف سے بالکل اچھی طرح سیل بند کر دیا ہے۔

روبینہ باجی اس وقت فون پر بہت گھبرائی ہوئی تھیں، اس لئے کہ آپ کے تینوں بچّے سُہیلہ، محمد اور ولید حضرت صاحب کی بیعت میں نہیں تھے۔ روبینہ باجی نے قلندرہ صاحبہ سے درخواست کی کہ حضرت صاحب کی خدمت میں بچّوں کی بیعت کی گزارش پیش کر دیجئے، اور طوفان کے ٹل جانے کی دُعا کی عرض بھی پیش کر دیں۔ اس لئے کہ اس مشکل گھڑی میں ہمارا اللہ تعالیٰ اور حضرت صاحب کے سوا کوئی اور مددگار نہیں۔

قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ طوفانی ہواؤں کی زوردار گھڑگھڑاہٹ کی آوازیں ہمیں صاف فون پر سُنائی دے رہی تھیں۔ قلندرہ صاحبہ نے فوراً روبینہ باجی کی گزارشات حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کر دیں۔ حضرت صاحب نے غائبانہ طور پر روبینہ باجی کے بچّوں کو عارفی افضلی بیعت عطا فرمائی۔ اس کے بعد قلندرہ صاحبہ اپنے معمول کے مطابق فیکٹری تشریف لے گئیں، اور جب دوپہر کو واپس آستانہ لوٹیں تو پہلے حضرت صاحب کے حجرۂ پاک کی طرف تشریف لے گئیں۔ اس وقت حضرت صاحب کے حجرے کا دروازہ اندر سے بند تھا، اور

Marfat.com

خلافِ توقع حضرت صاحب کی گہری نیند سونے کی آوازیں اندر سے باہر تک صاف سُنائی دے رہی تھیں۔

قلندرہ صاحبہ کافی حیران و پریشان ہوئیں، اس لئے کہ اس سے پہلے حضرت صاحب کو کبھی گہری نیند سوتے نہیں دیکھا تھا۔ حضرت صاحب تو بعد نمازِ فجر تلاوت کلام پاک، اپنے ورد و اوراد پڑھنے کے بعد صرف تھوڑی دیر کے لئے اپنی آنکھیں بند کر لیا کرتے تھے تاکہ تھکاوٹ کا زور ٹوٹ جائے۔ کبھی نہ سونے والے حضرت صاحب آج گہری نیند سو رہے تھے۔ قلندرہ صاحبہ بار بار حضرت صاحب کے حجرۂ پاک کی طرف جاتی رہیں مگر ہر بار حضرت صاحب کو گہری نیند سوتا پاتیں اور واپس لوٹ جاتیں۔ اس کشمکش کے عالم میں دوسرے دن صبح سویرے تقریباً ساڑھے تین بجے روبینہ باجی کا امریکہ سے خیر خیریت کا فون آیا کہ طوفان تو آیا، مگر اس کا رُخ اللہ کے کرم سے مُڑ گیا، اور شہر کے باہر سے ہوتا ہوا گزر گیا۔ حضرت صاحب کی نگاہِ کرم سے ہمارے گھر کا ایک گملا تک نہیں ٹوٹا۔ حضرت صاحب کی خدمت میں ہمارے اہل و عیال کی جانب سے دلوں کی گہرائیوں کے ساتھ شکرانہ پیش کر دیجئے۔

قلندرہ صاحبہ یہ خوشی کی خبر سُنانے حضرت صاحب کے حجرۂ پاک تشریف لے آئیں، دیکھا کہ اس وقت حجرہ کا دروازہ کھلا تھا۔

Marfat.com

اندر سے نعت شریف کی آوازیں آرہی تھیں۔ اور حضرت صاحب آرام سے بیٹھے مسکرا رہے تھے۔ جب قلندرہ صاحبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور روبینہ باجی کا شکرانہ پیش کیا، تو حضرت صاحب فرمانے لگے: "رابعہ، آج تک ہمیں اتنی محنت کبھی نہیں کرنی پڑی۔ طوفان کا رُخ موڑنا کوئی آسان کام نہیں۔ روبینہ بیٹی نے اپنے گھر کو اس مضبوطی کے ساتھ بند کر رکھا تھا کہ اندر داخل ہونا مشکل تھا۔" اور طوفان کا رُخ موڑتے ہوئے آپ اپنے کندھا مُبارک کو بھی ہلاتے جاتے، جیسے آپ نے اپنے کندھوں کے زور سے طوفان کو واپس دھکیلا ہو۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ فقیر کبھی نہیں سوتا، اور جب اس کی آنکھیں بند ہوتی ہیں، تو اس کا قلب جاگ رہا ہوتا ہے۔

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب کے آرام فرمانے کا ایک مخصوص و منفرد انداز تھا۔ آپ دائیں کندھے کی جانب قبلہ رُخ لیٹتے اور آپ کا دایاں ہاتھ بائیں کندھے پر ہوتا اور آپ کا بایاں ہاتھ سیدھا آپ کے پاؤں مبارک پر رکھا ہوتا۔ اور آپ کے چہرہ پہ ہلکی سی مسکراہٹ نورانیت اور معصومیت کے اثرات صاف نمایاں ہوتے۔

Marfat.com

باب ۷۸

قیام گاہ

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب نے فرمایا:

"رابعہ، جب ہم اس دنیا سے پردہ فرمالیں، تو پریشان مت ہونا۔ صرف چار آدمیوں کا انتظام کرنا، جو ہم کو ہماری آرام گاہ تک چھوڑ آئیں، پھر وہاں میں اپنے رب سے سوال کروں گا کہ اے میرے اللہ! تیرے اس فقیر نے اپنی ساری زندگی تیری راہ میں گزار دی، اب میں تیرے حضور میں حاضر ہوں۔ بتا اب تیرے پاس میرے لئے کیا ہے"۔

قلندرہ رابعہ ثانی، اشک بار آنکھوں، زخمی دل اور تڑپتی رُوح کو قابو میں رکھتے ہوئے فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب نے اپنی حیاتِ مُبارکہ میں اپنی آخری آرام گاہ کی جگہ منتخب کر لی تھی جو کہ حضرت عبداللہ شاہ غازی بابا رحمت اللہ علیہ کے مزارِ پُر انوار کے سایہ میں ہے۔

قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ بہت عرصہ پہلے ہی اُس جگہ جہاں حضرت صاحب کی آخری آرام گاہ ہے۔ ہم نے قانونی طور پر ہدیہ ادا

Marfat.com

کر کے اپنے نام مخصوص کرالی تھی۔ اس جگہ کا باقاعدہ معائنہ کرنے اور جائزہ لینے حضرت صاحب بذاتِ خود قلندرہ صاحبہ کے ساتھ تشریف لائے۔ حضرت صاحب نے اپنی آخری آرام گاہ کو پسند فرمایا۔ پھر قلندرہ صاحبہ سے فرمانے لگے کہ ”رابعہ! اس زمین کے برابر والی زمین کو آپ اپنے لئے ہمارے ساتھ مخصوص کروالیں“۔

آج جہاں حضرت صاحب کا مزار پاک قائم ہے، اس جگہ دراصل دوزمینیں ہدیہ کی گئیں تھیں۔ ایک حضرت صاحب کے لئے اور دوسری قلندرہ رابعہ ثانی کے لئے، حضرت صاحب کے فرمان کے مطابق قلندرہ صاحبہ نے حضرت صاحب کے مزار پُرانوار کے واسطے فراہم کرنے کے لئے اپنی جگہ سے دست برداری اختیار کرلی، تاکہ مزارِ پُرانوار پرآنے والے عاشقین، محبّین اور حاضرین کو آسانی وآرام مہیا کیا جائے۔ اور حضرت صاحب آرام اور شان وشوکت کے ساتھ اپنے مزارِ پُرانوار مرکزِ تجلیات میں ایک متعین وقت تک قیام پذیر رہیں

محترمہ قلندرہ صاحبہ کی ذات پاک وہ دل پذیر اور نُور نظیر ہستی ہیں، جنہوں نے اپنی زندگی، اور یہاں تک کہ اپنی آرام گاہ حضرت صاحب کی نذر کردی۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ”فقیر ایک پرندہ ہے، جو اپنی پرواز کرنے والا ہے۔جب وہ پرندہ اڑ جائے گا، تو پھر فقیر کو یاد کروگے“۔

Marfat.com

اے جذبۂ دل گر میں چاہوں ہر چیز مقابل آجائے
منزل کے لئے دو گام چلوں، اور سامنے منزل آجائے

ہاں یاد مجھے تم کر لینا، آواز مجھے تم دے لینا
اس راہِ محبت میں کوئی درپیش جو مشکل آجائے

اے رہبر کامل چلنے کو تیار تو ہوں، پر یاد رہے
اس وقت مجھے بھٹکا دینا جب سامنے منزل آجائے

کشتی کو خدا پر چھوڑ بھی دو کشتی کا خدا خود حافظ ہے
مشکل تو نہیں ان موجوں میں، بہتا ہوا ساحل آجائے

اس جذبۂ دل کے بارے میں اک مشورہ تم سے لیتا ہوں
اس وقت مجھ کو لازم ہے، جب تم پہ میرا دل آجائے

اس زخم جگر کو سی لوں گا میں اشکوں کو بھی پی لوں گا
اس نالۂ غم کا کیا میں کروں ہونٹوں پہ میرے جو آجائے

اے دل کی خلش چل یونہی سہی چلتا تو ہوں اُن کی محفل میں
اُس وقت مجھے چونکا دینا جب رنگ پہ محفل آجائے!

اے جذبۂ دل گر میں چاہوں ہر چیز مقابل آجائے
منزل کے لئے دو گام چلوں، اور سامنے منزل آجائے

Marfat.com

باب ۷۹

مُتلاشی

دل، زندگی کی تپتی ہوئی دُھوپ میں ایک سلگتا ہوا صحرا ہے۔ اوراہل اللہ کی محبت ایک ٹھنڈا سا یہ۔ اے اہلِ محبت، میرے دل کے صحرا پر اپنے عشق کا سایہ ڈال دے۔ میرے سینے کی آتش قلب کی جلن اور روح کی تڑپ کو قرار بخش دو، سکونِ دل عنایت کردو، اور راحتِ ایمان عطا کردو۔ اپنے عشق کی دولت میں کبھی نہ ختم ہونے والا خزانہ عطا کردو۔ (آمین)

کچھ اس طرح تیرے خیالوں میں گم ہوجاتا ہوں
اکثر میں، مَیں نہیں رہتا تُم ہوجاتا ہوں!

اہلِ ظاہر کی محبت اور ہے۔ وہ ناسُوتی ہے۔ یعنی زبانی، جھُوٹی محبت۔ اہل اللہ کی محبت صادق ہے، یعنی قلبی محبّت۔ اہلِ ظاہر کی عبادات جسمانی اور ظاہری ہیں۔ اور اہلِ محبت کی عبادات اور ہیں۔ دیدار یار اہلِ باطن کی عبادت عظیم ہے۔ اور قدم بوسی اہلِ محبت کا وضو، اور بغیر وضو کے عبادت جائز نہیں۔ اہلِ محبت اپنی معصوم اداؤں سے انسان کی آنکھوں کے راستے سے اُن کے دل تک کا سفر طے

Marfat.com

کر لیتے ہیں۔ دل کا تعلق محبت سے ہے، اور محبت کا تعلق محبوب سے۔ دل محبت کا پیاسا ہے اور رُوح محبوب کی متلاشی۔ محبت کو ایک ایسے رہبر کی تلاش ہے کہ جس کی نگاہوں کے اشارے سے دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔ محبت ایک اونچی نیچی گھاٹی ہے۔ جو اس اُونچ نیچ کی تکالیف صبر و شکر اور استقامت سے جھیل جاتے ہیں، وہ اس راہِ محبت میں صادق ہوتے ہیں۔ اور ثابت قدمی کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔

کوئی کیا جانے راہِ محبت کیا ہے۔ اس محبت کا سفر حرف میم (م) سے شروع ہوتا ہے اور "ت" پر ختم ہوتا ہے۔ اس میم سے مُراد مطلوب اور "ت" سے مراد تعلق ہے۔ جو طالب و مطلوب کے بیچ ہے۔ اور اس ظالم محبت کے میم اور "ت" کے بیچ کا تعلق حرفِ "و" یعنی وہ ذات ہے جو لحد، احد اور موت سے پاک ہے۔ یعنی معبود جو باقی ہے۔ اور بقا، کی سرزمین کا مالک ہے۔ اور جو کوئی معبود سے محبت کرتا ہے، وہ اپنے حقیقی محبوب اور معبود کی ذات کے سوا کسی اور ذات کو نہیں پہچانتا۔ اس میم، و، اور "ت" کی حقیقت ہے موت۔ یہ محبت کا اصل نام ہے۔ یعنی وقت سے پہلے مر جانا۔ (فنافی اللہ) بقا باللہ۔

اہلِ ظاہر کو اس وقت موت آتی ہے جب ان کے فانی جسم سے

Marfat.com

رُوح قبض کرلی جاتی ہے۔ یہ ظاہری موت ہے۔ اور جب کسی کے دل میں اہل اللہ، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی رُوح پُھونکی جاتی ہے، تو وہ دل جو بقاء کا شیدائی ہے، جامِ عشق پی کر شہید ہو جاتا ہے۔ شہادت اس موت کا نام ہے جو موت کو مار کر باقی رہتی ہے۔ اہلِ محبت ظاہری زندگی رکھتے ہوئے، قلبی جامِ شہادت کے گھونٹ خوب مزے لے لے کر پیتے ہیں۔

محبت ایک جامِ موت ہے جس کو فنا نہیں جو فنافی اللہ ہو گیا، اس کو بقاء باللہ کر دیا گیا۔ اور یہ اپنے معبود کے دربار میں زندہ ہیں اور انہیں رزقِ محبت ملتا رہتا ہے۔ جس کا اہلِ دُنیا کو شعور نہیں۔

محبت کے متلاشیوں، یعنی طالب و مطلوب، محبّ و محبوب کے ظاہری مزارات تو اس کرّہ ارض پر موجود ہیں، مگر حقیقت میں ان کے وجود اور ذات کے مزارات سرزمین بقا میں قائم ہیں۔ ان محبت کے متلاشیوں کا وجود سرزمینِ معبود میں دفن ہے۔ معبود محبت کے ساگر کا وہ انمول سیپ ہے کہ جس کے سینۂ پاک کے قلب میں اہلِ محبت ایک موتی کی طرح دفن ہیں۔ اہلِ ظاہر کیا جانے کہ سینۂ سیپ میں کون سی ذات چھُپی ہوئی ہے۔ یہ اہلِ محبت کے موتی طالب کے باطنی حُسن کا زیور ہیں کہ جس کے پہننے سے طالب کی قدر و منزلت اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے اور اس کے ظاہری و باطنی حُسن

Marfat.com

ہیں اور بھی زیادہ نکھار لئے جاتے ہیں، اور طالب کی ذات سنورتی جاتی ہے۔
کمال تو اس معبود کی ذات میں ہے جو اپنے محبوب کا محبوب ترین ہے۔
اہلِ ظاہر معبود کو پکارتے ہیں، یہ معبود کی نگاہِ ایمان میں جائز ہے۔ (بے شک)۔ مگر ذرا معبود کو تو دیکھئے، وہ اپنے محبوب کو پکارتا ہے اور معبود اپنے محبوب کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کر لیتا ہے۔ معبود کے لئے سب جائز ہے۔ وہ ہر شے سے پاک و بے نیاز ہے۔

ایمان کی اگر دو حالتیں ہو جائیں تو یہ کفر ہے۔ کوئی تعظیم کرے تو کس کی، نفی کرے تو کس کی۔ ایمان کی دو حالتیں ہو ہی نہیں سکتیں، اس لئے کہ اہلِ ظاہر جانتے ہیں کہ دو آنکھوں سے مل کر ہمیشہ ایک ہی نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ آنکھیں دو، نظارہ ایک۔ دل ایک، محبوب ایک، مطلوب ایک، معبود ایک۔ یہ ایک مکمل یک جائیت کا عالم ہے۔ نہ کسی کی ذات میں اضافہ اور نہ کسی کے وجود میں تخصیص۔ دل زندگی کی تپتی ہوئی دھوپ میں ایک سُلگتا ہوا صحرا تو سہی، مگر ان کے لئے نہیں کہ جن کے دل کو اہلِ محبت کے عشق کے سایہ کا سہارا ہے۔

میرا دل ایک صحرا ہے یا اللہ، اپنے وجود کی محبت اور اپنے محبوب کے ذاتِ عشق کا سایہ میرے قلب میں ڈال دو۔ (آمین) مجھے بچا لو، اپنا ہمیشہ کے لئے بنا دو۔ میرے دل کے صحرا میں اپنی محبت کا مینار قائم کر دو۔ اور اس مینارِ محبت کی روشنی سے میرے ذات و

Marfat.com

وجود کو ہمیشہ کے لئے اور سارے محبت کے متلاشیوں کے ذات و وجود کے لئے روشن کردو۔ اور اس نور سے نور کا سفر آسان کردو، منزلِ مقصود یعنی معبود اپنا قرب عطا کردو۔ (آمین ثم آمین، بحق محبت و اہل محبت)

کس چیز کی کمی ہے مولا تیری گلی میں
جتنا حسنِ محبت کے رُخ سے پردہ اُٹھتا جائے گا
اُتنا ہی عاشق کا عشق زور آور ہوتا جائے گا

The more Beauty is displayed,
the more Over-powering is the Love,
the more Love is displayed
the more Over-powering is Beauty

محبت ایک ایسے رہبر کی تلاش ہے، جس کی نگاہوں، اشاروں سے دل کی دُنیا سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

باب ۸

پردہ

پردہ کیا ہے؟ یہ پردہ ایک حسین دھوکہ ہے، نظر کا، سمجھ کا، عقل کا۔ اس پردہ کے حسین فریب میں مت آنا۔ پردہ ایک جان لیوا راز ہے، اور کوئی صاحبِ راز و نیاز ہی پردے کی حقیقت کو پاسکتا ہے۔ پردے کی پانچ ایمانی حالتیں ہیں:

پہلا نظر، سمجھ اور عقل کا پردہ۔ جس انسان کو یہ پردہ نظر آتا ہے، اس شخص کو دنیا ایک حسین انسانوں کا میلہ نظر آتی ہے۔ چاروں طرف حسین مناظر، دلکش نظارے۔ انسان دنیا کے اس ظاہری پردہ کے حسن کو دیکھ کر اُس کے اُنس میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اُنس محبت کی پہلی حالت ہے۔ جو اس سیڑھی پر قدم رکھتا ہے اُس دُنیا کے جامِ اُنس کا پہلا نشہ چڑھ جاتا ہے۔ اور انسان یہ نشہ انجانے میں دُنیا کی ظاہری خوبصورتی دیکھ کر، کر بیٹھتا ہے۔ اور اس کے دل میں ایک طلب جاگتی ہے۔ اس دنیا کو حاصل کرنے والی۔ طالبِ دُنیا سوائے ایک ظاہری تماشبین کے اور کچھ بھی نہیں۔ وہ تو بس ظاہر کی آنکھ سے تماشا کرتا ہے۔ اور وقتی طور پر لطف اندوز ہوتا رہتا ہے۔ اس کیفیت میں انسان کو

Marfat.com

کچھ سمجھ نہیں آتا، اُسے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ اور اگر کسی شخص کے دل میں اللہ اپنی محبت ڈال دے، تو ایسے طالب کو طالبِ حق کہتے ہیں۔

طالبِ حق پردہ تو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے، مگر وہ اس دُنیا میں رہتے ہوئے پردہ کے دھوکے میں نہیں آتا۔ اور وہ پردہ کے دوسرے پار بھی دیکھنا چاہتا ہے۔ اور وہ اپنے مطلوب کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے۔ مطلوب، طالب کے قلب کی آنکھ پر پڑے ظاہری پردہ کو چاک کرنا جانتا ہے۔ اور پردے کے پیچھے کا نظارہ دیکھنا جانتا ہے۔ جب یہ بے صبر، جلد باز تڑپتا صادق طالب اپنے اُنس کی منزل میں کامیاب ہو جاتا ہے، تو صاحبِ عطا اپنی نگاہِ کرم سے طالب کے دل کی کیفیت کو دیکھتے ہوئے اس کی نظر کے سامنے سے ظاہری پردہ ہٹا دیتا ہے، اور طالبِ حق کو اس پردے کے پیچھے ایک باریک چلمن نظر آتا ہے۔ پردہ ایک راز ہے اور طالب بھی ایک راز ہے۔

جب طالبِ حق کی نظروں سے دنیاوی پردہ ہٹا دیا جاتا ہے، تو اُسے اپنے وجود پر پڑا ہوا پردہ چلمن نظر آتا ہے۔ چلمن پردے کی دوسری حالت ہے۔ ظاہر کا پردہ موٹے کپڑے سے بنایا جاتا ہے تاکہ باہر والے اندر کا نظارہ نہ کر سکیں۔ اور چلمن ایک باریک جلی نما پردہ ہوتا ہے، جو اندر کے نظارے کو اندر سے دیکھنے والوں کے درمیان حائل کرتا ہے۔ چلمن کی یہ خصوصیت ہوتی ہے، اس کے آر پار ایک دُھندلا نظارا دیکھا جا

Marfat.com

سکتا ہے۔ چلمن کے درمیانی پردے کے ہونے سے یہ احساس ہونا ہے کہ چلمن کے اُس پار کوئی رہتا ہے۔ کوئی صاحبِ حُسن۔ جب آنکھوں سے ظاہری پردہ ہٹنے لگتا ہے، تو دل پر پڑا میل کوئی دھونے لگتا ہے۔ اور جب دل پر پڑا میل دُھلنے لگتا ہے، تو دل پر کسی کے حُسن کا دلکش عکس پڑتا ہے۔ طالبِ حق صاحبِ چلمن کے عکس کو اپنے دل میں دیکھ دیکھ کر محبت کی دوسری حالت "پیار" میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور اس پیار کا تعلق قلب سے ہے، اور قلب پیار کا اقرار کر بیٹھتا ہے۔ پیار کی اس حالت میں انسان کو پیار کے نشہ کا پہلا خمار چڑھنے لگتا ہے۔ یعنی کوئی چپکے سے آنکھوں کے راستے دل میں اُترنے لگتا ہے۔ اور نشہ کے بعد انسان کو خمار اس وقت چڑھتا ہے جب کوئی نشہ آور مادہ اس کے خون میں شامل ہونے لگتا ہے، تو پھر ایک عجیب پُر کیف سُرور چڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ سرور ابتدا ہے ایک بربادی کی اور ایک آبادی کی۔

جب انسان کی ظاہری عقل، سمجھ اور نظر پر پردہ پڑا ہوا ہوتا ہے، تو اُسے دُنیا آباد نظر آتی ہے۔ اور وہ یہ نہیں جانتا کہ وہ دل ویران کا مالک ہے۔ اور پھر ظاہری پردے کے ہٹتے ہی اور چلمن کے نظر آتے ہی دل کی دنیا آباد ہونے لگتی ہے، اور بیرونی دنیا برباد اور ویران نظر آتی ہے۔ طالب، دنیا کی ویرانی سے گھبرا کر قلب کی آبادی کی طرف

Marfat.com

رُخ کرنا ہے۔ یہ صاحبِ چلمن کی تلاش میں رگا رہتا ہے طالب ایک راز ہے مطلوب کا۔ اور مطلوب بھی ایک راز ہے۔ ایک راز پر دوسرے راز کا پردہ پڑا ہوا ہے۔

جب چلمن ہٹایا جاتا ہے، تو چلمن کے پیچھے پردے کی تیسری حالت کا نظارا عطا ہوتا ہے۔ یعنی کوئی صاحبِ نقاب نظر آتا ہے۔ چلمن ہٹا اور کرمِ الٰہی سے قلب کو قوتِ دیدار عطا ہوئی۔ قوّتِ دیدار میں اس وقت ابھی برداشت کا مادہ نہیں ہوتا، اس لئے کوئی اپنے رُخ پر نقاب کا پردہ ڈالے صاف دکھائی دیتا ہے۔ اور نظارہ پہلے سے زیادہ حسین نظر آنے لگتا ہے۔ اس صاحبِ نقاب کے نظارے کو دیکھ کر مطلوب محبت کی تیسری کیفیت ”چاہت“ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ چاہت کا مطلب ہے انکار۔ یعنی انکار تیرے سوا ہر ایک کو۔ یہ ایک وجدانی کیفیت ہے۔ اور اس کیفیت کا حال مطلوب کی نظر سے ہوتا ہوا قلب تک اور قلب کے راستے گزرتے ہوئے، رُوح تک پہنچتا ہے۔ اور اس حالت میں رُوح مدہوش ہو جاتی ہے۔ اس کے ہوش میں، جس کا ہوش اسے رہتا ہے۔ یہ مدہوشی باہوشی سے افضل ہے۔

طالب راز ہے مطلوب (پسِ چلمن) کا۔ اور مطلوب راز ہے محبّ (صاحبِ نقاب) کا۔ اور مطلوب بھی ایک راز ہے۔

Marfat.com

صاحبِ نقاب (محبّ) اس وقت بے نقاب ہو کر طالب کے سامنے آتا ہے، جب اس کی روح میں برداشت کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ اور جو برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہے، وہی رُخِ یار دیکھ سکتا ہے۔ جب صاحبِ نقاب بے نقاب ہو جاتا ہے، تو رُخِ یار، یعنی رُخِ محبّ مطلوب کو صاف صاف نظر آتا ہے۔ اور رُخِ مطلوب کے وجود پر بھی ایک پردہ پڑا ہوا ہے۔ اور یہ پردے کی چوتھی حالت ہے۔ اور اس کا نام ہے "حجاب"۔

حجاب ایک شرم کا پردہ ہے، ایک حیا کا پردہ ہے بندہ اور اس کے رب کے درمیان۔ یعنی محبوب اور معبود کے درمیان۔ ہر محبّ کے وجود اور محبوب کے یار کی حقیقت کے درمیان۔ رُخِ محبوب دیکھ کر محبّ سراپا محبت سے محبت کر بیٹھتا ہے۔ اور محبت کا مطلب ہے انتظار۔ اور جو کسی کے انتظار میں ہے، وہ بیدار ہے۔ اس میں احساسِ ذمہ داری ہے۔ اور وہ اس عظیم ذمہ داری کی اہمیت کو سمجھتا ہے۔ انتظار ایک بے ہوشی کی کیفیت ہے، جس میں انسان دُنیا سے بے ہوش اور محبوب کے انتظار میں ہر وقت باہوش یعنی بیدار رہتا ہے کہ نہ جانے کب محبوب کے یار کے دربار سے نفسِ مطمئنّہ کو دُنیا سے اپنے خالق کی طرف پلٹنے کا حکم آجائے۔ اور پھر اپنے رب کی ایک پُکار پر پلٹنا اپنے بس میں نہیں ہوتا۔ محبوب بھی ایک راز ہے،

Marfat.com

اور یہ رازِ انتہا ہے معبود کا۔ اور معبود خود پردے کے انتہا "جلوہ" میں ظہور پذیر ہے۔ اور جلوہ پردے کی انتہا اور پردے کی پانچویں حالت ہے۔ پردے کی حقیقت کا راز خود معبود ہے۔ جو پردہ نشین اور بے حد دل نشین ہے۔

پردہ ایک حسین دھوکا ہے، ایک فریب ہے، مگر دلفریب بھی جو اہلِ عشق کے ہاتھوں اس پردے کا اٹھنا عشق و محبت کی انتہا ہے۔ اور عشق کا معاملہ تو بے اختیاری اور دست برداری ہے۔ خود سے خدائے پاک کی ذات کی خوشنودی اور خالصتاً اس کی رضا کے لئے (اور معبود کی رضا تو محبوب کی رضا میں شامل ہے۔ جو اپنے محبوب سے ایسے معاملہ رکھتے ہیں وہ ایک نہ ایک دن اس دل نشین، پردہ نشین کو اپنے ظاہر و باطن کے آئینہ میں دیکھ لیتا ہے، یعنی صرف تو ہی تُو دکھائی دیتا ہے۔ اندر بھی تُو، باہر بھی تُو۔ اور اب تو ظاہر بھی آباد اور قلب بھی شاداب، رُوح ماہتاب اور ذات آفتاب بن جاتی ہے۔ اور اس آفتابی ذاتِ پاک کا جلوہ تو جان لیوا ہے۔ تیرا حُسن جان لیوا، تیرا پردہ جان لیوا، تیری ذات جان لیوا، تیری روشنی جان لیوا۔ اور اس جان لیوا جلوے کا منظر کسی بڑے ہی خوش نصیب کو نصیب ہوتا ہے۔ جو صاحب کریم چاہے۔

جب پردہ کی حقیقت کو سمجھ لیا، تو سمجھ میں آگیا کہ پردہ کیا، اور جلوہ کیا۔ پردہ زندگی بخش ہے، اور جلوہ جان لیوا ہے۔ اگر محبوب

Marfat.com

نہ ہوتا، تو معبود بھی نہ ہوتا۔ اور اگر پردہ نہ ہوتا تو جلوہ بھی نہ ہوتا۔

جزاک اللہ

اہلِ دُنیا کا سلام ناسُوتی ہے، یعنی زبانی۔ اور اہلِ پردہ (اہلِ محبت) کا سلام قدم بوسی ہے۔ اور قدم بوسی ہر پردے کو شق کر دیتی ہے۔ اور پھر پردہ نشینی جلوہ گری بن جاتی ہے۔ سمجھ میں آئے تو، نہ آئے تو، حضرت صاحب فرماتے ہیں "آئی سمجھ میں"۔

دیدارِ یار باطنی نماز ہے اور قدم بوسی باطنی وضو۔ اور بغیر وضو کے نماز جائز نہیں۔ اہلِ دنیا (ناسمجھ) اس سمجھ کو نہیں سمجھ سکتے، اس لئے کہ ان کی عقل، آنکھ اور سمجھ پر ظاہر کا برقعہ پڑا ہوا ہے۔ اور اس برقعے کے دھوکے اور فریب میں مت آنا۔

اہلِ دُنیا کی سمجھ سے برقعہ اٹھانے کے لئے یہ مقام کافی نہیں کہ اس دنیا پر سے روزانہ کتنے پردے اٹھائے جاتے ہیں۔ اس دنیا کو روشن کرنے والے آفتاب کے رُخ پر جب پردہ ڈال دیا جاتا ہے، تو اسے سُہانی رات کہتے ہیں۔ اور جب چلمن ہٹایا جاتا ہے، تو سُہانی صبح (فجر)، اور جب نقاب اٹھایا جاتا ہے، تو دوپہر (ظہر)، اور جب بے حجاب ہوتا ہے، تو شام (عصر)۔ بے حجاب حالت مغرب۔ اور سُورج

Marfat.com

کا جلوہ اس کے پردہ نشین کا جلوہ رات میں ہے۔ جب سارے آسمانوں، اور کائنات، کہکشاؤں کا نظارہ صاف دکھائی دیتا ہے۔ پردہ اور جلوہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ اور بُرقعہ اہلِ دُنیا کا دھوکہ۔ اور یہ اہلِ دُنیا تو آج تک بُرقعے کی حد کا تعین بھی نہیں کر سکے ہیں۔ اور خود کو دھوکے پر دھوکا دیئے جا رہے ہیں۔

اے اہلِ محبت، پردہ ایک پاکیزہ راز ہے صاحب ایمان اور رحمٰن کے درمیان۔ پردہ اور بُرقعہ دو متضاد اشیاء ہیں، جس طرح عقل اور سمجھ۔ جو چاہے، جس سے کام لے۔ دونوں حالتیں جائز ہیں۔ ایک ظاہر کے لئے، ایک باطن کے لئے۔ جس طرح رُوح جسم کے پردے میں، اور جسم دُنیاوی بُرقعے میں۔ پردہ نشین اور بُرقعہ آواری متضاد ہیں۔ پردہ ایک نشہ ہے، کوئی کر کے تو دیکھے۔ جان لیوا، جھوٹ ایک بُرقعہ ہے، اور سچ ایک پردہ، اور جان لیوا۔ بُرقعہ کے پیچھے ایک خفت چھپی ہوتی ہے، اور پسِ پردہ ایک حقیقت کو پوشیدہ رکھا جاتا ہے۔ اور حقیقت جان لیوا۔ اہلِ شریعت کی قضا ایک طرفہ ہے، طالب کے مطلوب کی طرف مگر اہلِ طریقہ کی قضا، دو طرفہ ہے۔ اور یہ ایک جان لیوا پردہ ہے۔ یعنی محبوب بھی واجب القضا اور معبود بھی واجب القضا ہے۔ یہ حقیقت بھی حقیقت میں جان لیوا۔ اللہ معافی تُو ہی کافی، میری جان تجھ میں، اور تیری شان جان لیوا۔

Marfat.com

باب ۸۱

ظاہر

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ فقیر کے ظاہر و باطن کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ یہ معاملہ انسانی عقل و فہم کی سمجھ سے بالا ہے۔ یہاں تک کہ فقیر کے ظاہر کو دیکھ کر بھی اس کے ظاہر کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ جب تک انسان کی ظاہری آنکھ سے پردہ نہیں اُٹھ جاتا انسان دیکھنے کے قابل نہیں ہوتا۔ وہ دھوکہ میں رہتا ہے۔ دیکھنے کے باوجود بھی اندھا رہتا ہے۔

مُرشدِ پاک فرماتے ہیں کہ جسم اور عقل سے دنیاوی منزلیں طے ہوتی ہیں، اور رُوح و قلب سے انسان معرفت کی راہیں طے کرتا ہے۔ انسان جسم، قلب اور رُوح کی آمیزش کا ایک حسین امتزاج ہے۔ فقیر اپنے جسم کو دُنیاوی کاموں میں مصروف رکھتا ہے، اپنے قلب کو اللہ کے ذکر میں ہر وقت مشغول رکھتا ہے۔ اور اپنی رُوح کو اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے جوڑے رکھتا ہے۔

قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ ایک روز حضرت صاحب اپنے حجرۂ پاک کے واش رُوم میں وضو فرمارہے تھے، اور ہم حضرت صاحب کے

Marfat.com

حجرہ کی صفائی کر رہے تھے۔ اتنے میں واش روم کی گیلی زمین پر حضرت صاحب کے قدم پاک پھسلے اور آپ گر پڑے۔ حضرت صاحب نے مدد کے لئے قلندرہ صاحبہ کو پکارا۔ اور جب قلندرہ صاحبہ تشریف لائیں، تو حضرت صاحب نے اپنا دستِ پاک بڑھا کر قلندرہ صاحبہ کو سہارا دینے کے لئے فرمایا۔ قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ اس وقت ہم ایک پل کے لئے سوچ میں پڑ گئے، اس لئے کہ ایک تو حضرت صاحب کی ماشاءاللہ تندرست جسامت اور دوسرا ان دنوں ہمیں شدید درد کمر کی شکایت رہا کرتی تھی۔ اور درد کا یہ حال تھا کہ ایک سوئی اُٹھانا ایک پہاڑ اٹھانے کے برابر محسوس ہوتا۔ خیر ہم نے اللہ کا نام لیا اور اپنے ہاتھوں کے سہارے سے حضرت صاحب کو اٹھا لیا۔ اس وقت ہم اپنے گمان پر اتنا حیران ہوئے کہ حضرت صاحب کا ظاہری وزن تو ایک پرندہ کے پَر سے بھی زیادہ ہلکا تھا۔ اور حضرت صاحب تو ایک ہلکے پھلکے ہوا کے جھونکے کی طرح اُٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ فقیر کا ظاہر اس کے ظاہری وجود سے بھی زیادہ عجیب ہے۔ اور اس عجیب حالت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشہ کرے کوئی
دید کا شوق، ہو تو دیدۂ من وا کرے کوئی

Marfat.com

باب ۸۲

بُقعۂ نُور

یا حضرت صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کل رات جس طرح آپ نے اس بندۂ فقیر پر اپنی نوری فقیری کرم نوازی فرمائی، اور جس طرح مجھ پر سے اسرار کے پردے اُٹھائے گئے اور سب سے بڑھ کر آپ کی بندہ پروری یہ کہ جو آپ کے حقیقی جلوۂ نُور کی زیارت عطا کی گئی، یہ خوش نصیبی، دیدارِ یارِ پاک آپ کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ امید ہے آپ اسے قبول ومقبول فرمائیں گے۔ اور میری گناہگار آنکھوں کی زیارت کی تصدیق فرمائیں گے۔

سرِ محفل کرم اتنا میرے افضل سرکار ہو جائے
نگاہیں منتظر رہ جائیں اور دیدار ہو جائے

کل رات جب آپ (حضرت صاحب) محفلِ تجلّیات میں ارشادات بیان کرنے کے لئے تشریف لا رہے تھے۔ تو جیسے ہی میری پہلی نگاہ آپ کے رُخِ انور اور دستِ مُبارک پر پڑی، تو اس وقت مجھے آپ کے حقیقی جلوہ کا مشاہدہ عطا کیا گیا آپ کی نظرِ کرم کے صدقے۔ اس

Marfat.com

وقت آپ اپنے جسمِ خاکی سے پاک تھے اور آپ سراپا نُورِ مجسّم مثلِ ایک بُقعۂ نُور کے رُوپ اطہر میں نظر آئے۔ آپ کے وجودِ ذات پاک، اور دستِ مُبارک سے پرل وہائٹ نُورانی تجلّیات، ایک نُور کے آتش فشاں فوّارے کی طرح پھُوٹ پھُوٹ کر نکل اور بکھر رہی تھیں۔ اور سارے ماحول میں پھیلتی جا رہی تھیں، جیسے کوئی نُور کا آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔ اور اس میں سے جمالی تجلّیات کا لاوا نکل رہا ہو۔ اور جیسے جیسے آپ قریب سے قریب تر تشریف لاتے جا رہے تھے، آپ کا نُوری جلوہ انتہا کی انتہا کے آخری سے آخری حدوں کو پار کرتا جا رہا تھا۔ آپ کے دیدار سے میرے قلب و رُوح کا ہر گوشہ آپ کے نُور سے لبریز ہوتا جا رہا تھا اور وجود کے ہر گوشے گوشے میں سے یہ ہی ایک صدا گونجتی سُنائی دیتی کہ نُور، نُور، نُور۔

تصور میں تیرے ہر شے پہ یوں نظریں جماتا ہوں

نہ جانے کون سی شے میں تیرا دیدار ہو جائے!

یہ تمام منظر دیکھ کر مجھے اپنا ایک خواب یاد آگیا کہ جس میں آج کے آپ کے حقیقی رُوپ کی تمام باطنی حقیقتیں عیاں تھیں۔ اور جس میں آپ سرتاپا نُورِ مجسم بنے جلوہ گر تھے۔ اور اس وقت بھی آپ کی ذات و وجود پاک سے ایسے ہی پاکیزہ نُور کا ظہور ہو رہا تھا۔ میں نے آپ کا دیدار نُور کا مشاہدہ کر کے فوراً شکرِ الٰہی ادا کیا، اور خود پہ نازاں ہوں کہ آج خود

Marfat.com

حضرت صاحب نے مجھے اپنی کھلی آنکھوں سے اپنے باطنی جلوہ کا دیدار عطا فرمایا، اور میری ذات پر پڑے ہوئے تمام دُنیاوی پردے ہٹا دیئے۔ اور بے حجاب ہو کر اپنے حقیقی جلوے سے میری ذات و وجود کو مُنوّر فرمایا۔ ابھی میں آپ کے نُورانی جلوے میں غرق تھا کہ آپ نے محفل میں آکر کیا خُوب ارشاد فرمایا:

"نُور سے تو نُور ہی نکلے گا"

حق فرمایا آپ نے، سچ فرمایا آپ نے۔

پھر جب میں آپ کی محفل کے بعد اپنے گھر آیا، اور عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد ذکر اللہ کے مراقبہ کے لئے اپنی آنکھیں بند کیں، تو دیکھا کہ ایک بار پھر آپ اسی آب و تاب کے ساتھ میرے قلب و روح کے حجرے میں جلوہ گر ہیں۔ اور آپ کی نگاہوں سے نیلے رنگ کی تجلّیات کا ظہور ہو رہا ہے۔ اور ان تجلّیات میں سکون اور ٹھنڈک کا احساس ہے۔ اور پھر ذکر اللہ سے فارغ ہونے کے بعد سورۂ ملک تلاوت کرنے کے لئے، قرآن پاک کھولا، تو اس وقت قرآن پاک کی آیات و حروف میں سے سفید نُوری لہریں نکل رہی تھیں، جیسے کوئی سفید رنگ کا فانوس جل گیا ہو۔

اس کے بعد جب میں نے شجرہ شریف پڑھنا شروع کیا، تو پھر وہی نُورانی لہروں والا معاملہ پیش آیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ایسی

Marfat.com

تیز معطر مُشک فضاؤں میں پھیل گئی کہ جس نے میرے قلب و روح کے سارے ماحول کو اپنے بس میں کر لیا۔ مجھ پر نہ جانے ایک عجیب مدہوشی کا نشہ چڑھ گیا۔ اور پھر جب میں نے گھر سے باہر نکل کر رات کے ستاروں اور کہکشاؤں سے بھرے آسمان کی طرف دیکھا تو، آسمان دُودھ کی طرح سفید نُور سے نہلایا ہوا نظر آیا۔ جب چاند پر نظر پڑی تو آج چاند بھی اپنی چاندنی کے روپ پر اترا رہا تھا۔ اس لئے کہ آج چاند پر چاندنی نہیں، بلکہ رُوپ نُورِ افضلی کا عکس پڑ رہا تھا۔

غرض ساری رات میں نُور میں غسل کرتا رہا۔ اور میرا یہی حال رہا۔ یہاں تک کہ اذانِ فجر کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ ساری رات میرے دل میں ایک ہی شعر گُونجتا رہا ۔

نُورِ ایماں جانبِ افضل ہے
فضلِ رحمٰن جانبِ افضل ہے
بُقعہ نُور بن کے رہتے ہیں
حسُنِ ساماں جانبِ افضل ہیں
نُورِ ایماں جانبِ افضل ہیں
فضلِ رحمٰن جانبِ افضل ہیں

Marfat.com

باب ۸۴

دل میں سودا

قلندرہ رالعہ ثانی فرماتی ہیں کہ محترم ابدال قاضی علیم اللہ عارفی افضلی صاحب رحمت اللہ علیہ اُس عظیم ذاتِ پاک کا نام ہے، جو ہمیشہ سے شمع نورِ محمدّی کے ایک منفرد جان نثار پروانے رہے۔ آپ حضرت صاحب کے نام کے ساتھ جیتے رہے اور حضرت صاحب کے نام پاک کا جام وحدت پی کر اپنے خالق و مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ اور اُس جہاں میں حضرت صاحب کی محفل کے ہمنشین ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات، مراتب، و رُتبات میں دن دُگنی اور رات چوگنی ترقیاں اور منزلات عطا فرمائے۔ (آمین)

محترم قاضی علیم اللہ عارفی افضلی کو ذیابیطس (شکر کی زیادتی) اور دل کا مرض لاحق تھا۔ اور اکثر و بیشتر آپ کی طبیعت ناساز رہتی۔ جب آپ کی طبیعت زیادہ بگڑنے لگی، تو ڈاکٹروں نے آپ کو دل کے بائی پاس آپریشن کرانے کا مشورہ دیا۔ اور پھر جب قاضی صاحب نے بیرونِ ملک آپریشن کروانے کا ارادہ فرمایا، تو وہ حضرت صاحب اور قلندرہ صاحبہ کی خدمت میں اجازت اور دُعائیں لینے کے لئے

Marfat.com

کراچی آستانہ مرکزِ تجلیات پر حاضر ہوئے۔ قاضی صاحب نے حضرت صاحب اور قلندرہ صاحبہ سے ملاقات کی اور دل کے بائی پاس آپریشن کیلئے اجازت طلب کی۔ اس پر قلندرہ صاحبہ نے قاضی صاحب کو دُعائیں دیتے ہوئے فرمایا کہ بے شک آپ اپنے علاج کے سلسلے میں بیرون ملک تشریف لے جائیں، اپنا اچھی طرح معائنہ کروائیں۔ اور اگر پھر بھی ڈاکٹر صاحبان آپریشن کروانے کا مشورہ دیں، تو اُن سے اتنا کہہ دیجئے گا کہ کیا میرے لئے آپریشن لازمی ہے۔ اس پر حضرت صاحب فرمانے لگے کہ فقیر کے دل پر کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ قاضی صاحب اپنے آقائی، مولائی، مُرشدی کی نگاہِ کرم اور پُرخلوص دُعاؤں کے سائے میں بیرونِ ملک علاج کے لئے روانہ ہو گئے۔

قافی دنوں تک ڈاکٹر صاحبان نے قاضی صاحب کے دل کے مختلف اور جدید ترین ٹیسٹ کئے اور پھر اس نتیجہ پر پہنچے کہ قاضی صاحب کے دل کا آپریشن ہو گا۔ قاضی صاحب نے اپنے آقائی، مولائی، مُرشدی کے فرمان کے مطابق ڈاکٹر صاحبان سے دل کی حالت پر ایک بار پھر نظرِ ثانی کو کہا۔ دوبارہ سے ڈاکٹر صاحبان کی ٹیم کا ایک پینل بٹھایا گیا۔ اور پھر خوب غور و فکر کرنے کے بعد سب ڈاکٹر صاحبان اس نتیجہ پر متفق ہوئے کہ قاضی صاحب کو دل کے آپریشن کی کوئی ضرورت نہیں۔ قاضی صاحب کافی خوشی سے اپنے وطن واپس تشریف لے

Marfat.com

آئے اور کئی سالوں تک اللہ کے فضل وکرم اور مرشدان کی نگاہِ کرم سے شاد و آباد رہے۔

جس کے دل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور مرشدین کے نام کا سودا ہوتا ہے، اس دل پر کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا ہے۔

دل میں سودا ہے تیرے نام کا اے رب کریم
سر پہ سرمایۂ نعلینِ جنابِ افضل!

Marfat.com

باب ۸۴

احوالِ تجلّیات

مُرشدِ پاک، صابر ثانی، عارف لاثانی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ جن بندوں پر رحم وکرم فرماتے ہیں، ان کے قلب کو اپنی جلوہ گاہ بناتے ہیں۔ اوران کے قلوب پر اپنی تجلّی فرماتے ہیں"۔

تجلّی کی دو حالتیں ہیں۔ ایک جمالی اور ایک جلالی۔

جمالی تجلّی کے ساتھ محبت نصیب ہوتی ہے۔ اور رب کی اس محبت کی پکار کا نام ذکر ہے۔

جلالی تجلّی کے ساتھ دہشت اور خوف کی کیفیات وارد ہوجاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ڈرنے والوں کو بھی پسند فرمالیتے ہیں (اور) وہ اپنی مُراد کو پہنچ جاتے ہیں۔

تلاشِ حق میں جو نکلا وہ کھو گیا آخر
خدا کو ڈھونڈنے والا اُسی کا ہوگیا آخر

ہر تجلّی کا اپنا رنگ ہے، اوراس رنگ کی اپنی ایک حقیقت اور ایک کیفیت ہے۔ تجلیات کا نزول رب کی طرف سے اپنے

Marfat.com

بندے کی قلب و رُوح کی کیفیت کے مطابق ہوتا رہتا ہے۔

جب تجلّیات انسانی قلب پر اثر انداز ہوتی ہیں، تو قلب کی روشنی کی حالت بدلتی رہتی ہے۔ مرشد پاک فرماتے ہیں کہ قلب کی پہلی حالت بالکل سفید براق (Pure White) ہے۔ پھر سخت سُرخ (Dark Red) پھر گہرا سبز (Dark Green) ہوتا ہے۔ اور پھر جب تجلیات کا نزول رُوح پر ہوتا ہے، تو ان تجلّیات کا عکس رُوح پر پڑتا ہے اور رُوح سے کام لیا جاتا ہے۔ پھر ایسا رنگ چڑھتا ہے کہ جس رنگ کی کوئی مثال نہیں۔ پھر سورج کی شعائیں ہوتی ہیں۔ پھر قربی مشاہدے ہوتے ہیں۔ لیکن اس مقام پر پہنچتے پہنچتے گھٹنوں کا عرق نکل جاتا ہے۔

میں تیری خوشی میں خوش ہوں تجھے انتظار کیا ہے
تیرے پاس تجلّیاں ہیں، میرے پاس آشیانہ
میرے ظرف کو سمجھ کر ذرا تجلّیاں گرانا
مجھے تاب ہو جہاں تک وہیں تک نقاب اُٹھانا

جوں جوں تجلّیات تجلّی گاہ پر پڑتی جاتی ہیں، توں توں قلب و رُوح حیاتِ ابدی حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اور جب قلب حقیقی زندگی حاصل کرتا ہے، تو پھر رُوح کے آنے اور جانے کا پورا احساس ہوتا ہے۔

Marfat.com

تین چیزیں اگر صحیح ہو جائیں، تو دنیا بدل جائے ۔ ایک قیام، ایک رکوع، ایک سجدہ ۔

جس شخص کو اس راہِ حق کی تلاش ہے، اُسے چاہیئے کہ پہلے اپنی جھولی یا دل کے برتن تیار کرے ۔ اور پھر گدائی کے لئے نکل جائے ۔

ے

بن کے گدا شاہِ افضل کا، جب میں گیا درِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)
افضل ہی افضل میں کہتا گیا، جب میں گیا درِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)
کیسا کرم یہ مجھ پہ ہوا، رنگا گیا درِ مُصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)
نورِ خدا کا ہر رنگ ملا، جب میں گیا درِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)
ہر رنگ مجھ کو رنگا گیا، جب میں گیا درِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

ذخیرہ
صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی لاہور پاکستان

Marfat.com

باب ۸۵

میرے آقائی، مولائی مُرشد

اپنے مالک و خالق کو گواہ بنا کر، حبیب پاک کی بارگاہ میں آ کر اور اپنے آقائی، مولائی، مُرشدی کے قدموں پہ اپنا سَر، قلب اور رُوح رکھ کر میں اس امر کا اعتراف و اقرار کرتا ہوں کہ اے میرے پیارے آقائی، مولائی، مُرشدی، آپ کی شان و صفات کو بیان کرنا میرے ناقص فہم، ناکارہ سمجھ، اور محدود و گمان و الفاظ کے حدود سے باہر ہے۔ اس لئے کہ ذرہ صحرا کی وسعت کی حقیقت کو نہیں بیان کر سکتا۔ قطرہ سمندر کی گہرائی تو نہیں ناپ سکتا اے میرے آقا، آپ جانتے ہیں کہ مجھ کو بے پناہ خامیوں کی مٹی صلصالی سے بنایا گیا ہے، اور آپ کی ذاتِ پاک و خاص کو نُورِ محبت سے تخلیق کیا گیا ہے۔ آپ اللہ کا راز ہیں۔ اس کا لازوال خزینہ ہیں۔ آپ کی دید سے میری آنکھیں چندیا جاتی ہیں۔ آپ کے وجود کے احساس سے میری رُوح لرز جاتی ہے، قلب بے اختیار ہو جاتا ہے، زبان لڑکھڑا جاتی ہے، قدم بہک جاتے ہیں، اور ہوش اڑا دیئے جاتے ہیں۔ بے قراری بڑھا دی جاتی ہے، آنکھ نہ جانے کیوں بار بار بھر آتی ہے۔ کبھی کبھی یہ جانتے ہوئے بھی کہ میری حقیقت آپ کی ذات پاک کے سوا کچھ نہیں، مگر پھر

Marfat.com

بھی میں آپ سے محبت کرنے کا سارا الزام اپنے سر پر لیتا ہوں میرا وجود آپ کے عشق کے رنگ سے رنگا ہوا ہے، اور میں رنگے ہاتھوں آپ سے محبت کرنے کے جُرم میں گرفتار کیا گیا ہوں۔ میں اقبالِ جرم کرتا ہوں، آپ سے بے پناہ عشق کرنے کا۔ اب فیصلہ آپ کے اختیار میں ہے۔ میرے جُرم کی سزا صرف اور صرف عمر بھر قیدِ بامحبت بامشقت کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہو سکتی۔ آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ سے محبت کرنے کا سنگین جرم جان بوجھ کے نہیں کیا۔ یہ تو مجھ سے میرے معبود نے کروایا ہے۔ مگر پھر بھی میں سزا کے لئے تیار ہوں اور سزا میں کسی قسم کی نرمی یا کمی کا بھی طلبگار نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ اگر ابھی مجھ کو آپ کی محبت کی زنجیروں میں نہ جکڑا گیا اور مجھے ہمیشہ کے لئے آپ کی محبت کے روشن حجرے میں بند نہ کیا گیا، تو میرے جُرم کی شدت روز بہ روز اور بھی زیادہ سنگین ہوتی جائے گی۔ اور پھر میں خود اپنے لئے اور سب مخلوقِ خُدا کے لئے عشقِ الٰہی، عشقِ رسُول اور عشقِ مرشداں کا ایک خطرہ بن جاؤں گا۔

میں آپ کی عدالتِ عشق میں یہ گزارش پیش کرتا ہوں کہ خُدارا مجھ پر بالکل کسی قسم کا کوئی رحم نہ کیا جائے۔ اور نہ ہی رحم کی کوئی گنجائش باقی چھوڑی جائے۔ میں عمر بھر محبتِ بامشقت کی چکّی پیسنے کے لئے تیار ہوں۔ مجھے فوراً اپنے دل کے عشق و محبت کے قید خانے میں بھیج

Marfat.com

دیجئے۔ آپ جتنا چاہیں محبت کا خام مادہ مجھے دیتے جائیں۔ میں چپ چاپ، صبر و شکر اور خاموشی سے اُسے پیستا جاؤں گا۔ اور مشقتِ عشق کو اپنی خوش قسمتی اور خوش بختی جان کر اس پر ناز اور رشک کرتا رہوں گا۔ انشاءاللہ۔ میرے مولا آپ اللہ اور اس کے پیارے رسولؐ کے عشق کا خزانہ ہیں۔ میری حقیقت ایک لٹیرے کی ہے یا خزانچی کی، میں نہیں جانتا۔ نہ تو میرے پاس وہ ظرف ہے جو آپ کے شایانِ شان ہے۔ اور نہ ہی میرا وہ دل جو آپ کی محبت کے قابل ہو اور نہ ہی مجھ میں کوئی ایسی خوبی ہے جس کو پسند کیا جائے۔ یہ تو صرف آپ کی کرم نوازی ہے، اور آپ کا ظرف تو اعلیٰ و بالا ہے۔ اور آپ کی شان تو صرف اور صرف عطا پر عطا ہے۔ اور ہر عطا طلب کے سوا ہے۔ کوئی اگر مجھ سے پوچھے تو میں اپنے آقائی، مولائی، مرشدی کے اوصاف یوں بیان کرنے کی کوشش کروں گا کہ: "میرے آقائی، مولائی، مرشدی:

ذاتِ محبوبیت، رہبرِ عاشقیات، راحتِ طلبیات، رشدِ اخلاقیات، مخزنِ شریعت، حسنِ طریقت، شانِ معرفت، نورِ حقیقت، دعوتِ فنائیت، وجۂ باقیت، جانِ ولایت، فقیرِ رسالت، جانانِ لامحدودیّت (اور سکون می است، می نہ است، صرف تُو ہی تُو است۔)

اے میرے مولا، آپ کی محبت کی عدالت میں، میں دست بستہ

Marfat.com

دل خستہ، روح شرمندہ، حال شکستہ، ایک نادم مجرم کی طرح چاہت کے کٹہرے میں کھڑا، آپ سے عشق و محبت کرنے کا ناقابلِ معافی جرم کرنے کا صدقِ دل سے اقرار کرتا ہوں، اپنی ناقص محبت پر شرمندہ ہوں میں عہد کرتا ہوں کہ جو محبت کی مشقت کے دوران دردِ عشق کے عطا کردہ چھالے میں اپنے دل میں چھپا لوں گا۔ ان کا درد سہہ لوں گا۔ آہ و فریاد نہیں کروں گا۔ اور آپ کی چاہت کے عطا کردہ زخم جگر پر ہمیشہ صبر و شکر کر لوں گا۔ کبھی فریاد نہ کروں گا۔ اور اگر اپنی سزا کی مدّت پوری کرنے سے پہلے مر گیا تو ازراہِ کرم مجھے اپنے دل کے قید خانے کے کسی کونے میں دفن کر دیجئے گا۔ میں سمجھوں گا کہ اس سزا کو کاٹ کر میں نے اپنے محبوب اور اپنے معبود اللہ کو بقا کے ذریعہ پا لیا۔

"APPEAL" in the Supreme Court of Love & Justice

Me Lord! I appeal in your court of love that I have been found deeply guilty and Cought Red handed. You are me lord and you have to do Justice, and award me with life-time love imprisonment without consideration of any kind of mercy please.

Pronounce me with the ultimate love sentence, and break the pen of Justice for ever, So that no one would ever dare to change my destine again.

Me Lord! Here I am, punish me, and give relief to my heart and soul. Because I am in a state where I can not find any comfort without you. And I also admit that in only you I find internal peace for my heart and soul. Please no mercy at all.

Marfat.com

باب ۸۶

کوئی ہے؟

کوئی ہے۔ ایک ایسی لازوال، لافانی، احد حقیقت، جو پس پردہ رہ کر عرش و فرش کے ذرّے ذرّے میں جلوہ گر ہے۔ کوئی ہے جو ہر ایک آنے والے مسافر کو پکارتا ہے۔ جس کی پکار قلب و روح کو بیتاب کر دیتی ہے۔ کوئی ہے، جس کی یاد انسان کو خود سے جدا کر دیتی ہے۔ کوئی ہے، جس کی اگر کوئی پکار سن لے، تو انسان بے اختیار ہو جاتا ہے۔ کوئی ہے جس کا ارشاد ہے: "اے پکارنے والے مجھے پکار، تو کیا میں تیری پکار کا بھی منتظر ہوں۔

کوئی ہے، جو بندے کی پکار سننے کے لئے بیتاب ہے۔ کوئی ہے، جو پکارتا ہے کہ مجھے پکارو، میں تمہارا پکارنا سنوں گا۔ اور پھر تمہیں پکاروں گا۔ کوئی ہے، جس کا ظرف یہ ہے کہ وہ ہر وقت پکارنے والے کی آس لگائے رہتا ہے۔ کوئی ہے، جو پکارنے والے کو نوازنا چاہتا ہے۔ کوئی ہے، کہ جس کی شان صرف اور صرف نوازنا ہے، اور بدلے میں پکارنے والے سے کچھ طلب نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی غرض رکھتا ہے۔ کوئی ہے، جو اپنے بندے کا درد اپنے سینۂ نور کے روشن قلب میں

Marfat.com

ستّر ماؤں سے بھی زیادہ رکھتا ہے۔ کوئی ہے، کہ جس کو اپنے بندے کو چبھنے والے کانٹے کی چُبھن، بندے کو احساس ہونے سے پہلے ہوتی ہے۔ کوئی ہے، جو اپنے بندے کو یہ بھی احساس دلاتا ہے کہ اس کی پُکار رائیگاں نہیں جاتی، بلکہ ہر حال میں قبول کر لی جاتی ہے۔ کوئی ہے، مستجاب الدعواۃ ذات، جو پکارنے والے کو بھی مستجاب الدعواۃ بنا دیتا ہے۔

کوئی ہے۔ محبت و عشق کے نُور کا مالک۔ لوگ نہ جانے اس دنیا کے محبت حقیقی کیا ہے، کیسے ہوئی ہے، کیوں ہوتی ہے، اور کس بناء پر ہوتی ہے۔ کوئی ہے، جو کہ اپنے پُکارنے والے کے علاوہ کسی اور کے ہوش میں نہیں رہتا۔ کوئی ہے، اگر اس کا ہوش سمجھ میں آجائے تو پھر کسی اور کو کسی اور کے ہوش کا ہوش باقی نہیں رہتا۔ کوئی ہے، کہ اس کی بیداری ایسی ہے کہ اپنے بندے کی پُکار سُننے کے لئے اتنا باہوش رہتا ہے کہ انتظارِ پُکار میں اُسے ایک اُونگھ تک نہیں آتی، اور نہ ہی اس پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے۔

کوئی ہے .... میری جان جارہی ہے۔

کوئی ہے .... میں دے رہا ہوں صدا پر صدا۔ کوئی ہے۔

سُنا ہے کہ بندے کی پُکار سُننے والا آدھی رات کا کافی پہر گزر جانے کے بعد زمینی آسمان پر آتا ہے، اور اپنے پُکارنے والے کو پُکارتا ہے۔

Marfat.com

کوئی ہے...... کسی کے ہجر مجھے کچھ بے اختیار معاملہ ہوگیا ہے، خُدا خیر کرے، صبر اور برداشت کی قوت اور توفیق بھی عطا فرما۔ کوئی ہے.... کسی کے دل کا عجیب ہی حال ہے، ایسا جیسے جلتا ہو اور خبر بھی نہ ہو۔ اور تڑپتے رہو اور پتہ بھی نہ چلے، مگر کس کو؟ اُس کو؟ یا مجھ کو؟ ہے کوئی.... ہاں ہے۔ بے خبر کون؟ میں نے اُس سے عرض کی ہیں۔ کوئی ہے.... خاموشی سے پُکارنا ایک ادا ہے، اور چُپکے سے کسی کی پُکار پر متوجہ ہونا بھی ایک ادا۔ اور کسی کی پُکار سُن کر پُکارنے والے کی طرف انجان بنے رہنا بھی ایک ادا ہے۔ کوئی کرے تو کیا کرے۔ محبوب محبت کا مالک ہے، اور محبّ محبت کا مجرم۔ محبوب حاکم ہے، وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ وہ بااختیار ہے۔ اور بے چارا پُکارنے والا بے اختیار، زنجیروں میں قید بے بس، سزا کا حق دار۔ سزا بھی اس جُرم کی جو اُسے بار بار پُکار کر اپنی حالت میں گرفتار کروا کر خود ہی اس کے معصوم دل سے کھلونے کی طرح کھیل کر اس کے دل کا کھلونا توڑ کر، اُسے بے حال کر کے، محبت کے طوق اس کے گلے میں ڈال کر، پیروں میں بیڑیوں کی بھاری بھرکم زنجیریں ڈال کر، پھر محبت کی عدالت کے مجُرم کے کٹہرے میں لا کر کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ اور پھر اس پر ستم یہ کہ بھری عدالت میں، سب کے سامنے پُکار سُننے والے کی قسم کھلوائی جاتی ہے کہ جو کہوں گا، سچ کہوں گا اور سچ کے سوا کچھ بھی نہیں کہوں گا۔

Marfat.com

جس کا دل پہلے سے ہی ٹوٹا ہوا ہے، وہ بھری عدالت میں کس طرح اپنی جان بچانے کی خاطر حاکم عدالت پر فردِ جُرم عائد کرے۔ اس لئے کہ حقیقتاً مجرم وہ ہے جو حاکم بنا بیٹھا ہے، عشق و محبت کا۔ وہ کیوں بار بار کسی معصوم کے دل کو اپنی محبت کی طرف پُکارتا ہے۔

اہلِ دُنیا کہتے ہیں کہ پیار کیا نہیں جاتا، ہو جاتا ہے۔ اور جو اہل اللہ کے عشق کے مجنوں ہیں، وہ خوب جانتے ہیں کہ پیار ہو نہیں جاتا، نہ چاہتے ہوئے زبردستی اپنے حُسنِ عشق کی زور آور نمائش کر کے پیار کروایا جاتا ہے۔ اور جب یہ ہو جاتا ہے تو عشق حاکم اور محبت کرنے والا مجرم بن جاتا ہے۔ سب اختیار حاکم کے پاس ہے، اور مجرم صرف اور صرف لائق سزا۔ وہ بھی عمر بھر قید بامشقت۔ سزا دینا آسان، سزا بُھگتنا بہت مشکل۔ عمر بھر قید با محبت ایک کڑی آزمائش ہے۔ اور یہ آزمائش ایک کڑی مشقت۔

کسی ٹُوٹے ہوئے دل کو سہارا دینا بھی ایک ادا ہے۔ اور اہلِ محبت (اہل اللہ) کسی کے ٹُوٹے ہوئے دل کو مزید توڑا نہیں کرتے۔ اہل اللہ سے بڑھ کر کوئی دل کو جوڑنا نہیں جانتا، کیوں کہ یہ محبت کا نفع بخش کاروبار کا سامان دربارِ الٰہی اور دربارِ رسالت سے حاصل ہوتا ہے۔ اور پُکارنے والوں میں بڑی فراخدلی سے تقسیم کر دیتے ہیں۔ اور وہ بھی بغیر کسی معاوضے کے۔ اہلِ اللہ عشقِ الٰہی اور عشقِ رسُول کے حقیقی سوداگر ہیں۔ اور وہ دلوں

Marfat.com

کا سودا کرنا خُوب جانتے ہیں۔

وہ تو کسی کے ٹوٹے ہوئے دل کے ٹکڑے اپنے پاس رکھ لیتے ہیں، اور اپنا سالم دل پُکارنے والے کو عطا کر دیتے ہیں۔ اس کے سکونِ دل کی خاطر۔ کوئی کسی کا دل نہیں توڑتا۔ انسان اپنی نادانی، ناسمجھی، جلد بازی اور کم عقلی کے باعث خود اپنے دل کو کھلونا بنا کر کھیلتا ہے۔ اور جب خود اپنی ہی لاپرواہی کی وجہ سے اپنے دل کا کھلونا توڑ دیتا ہے، تو پھر وہ اپنے پُکارنے سُننے والے کے سامنے اپنا چکنا چُور دل رکھ دیتا ہے۔ جو سب کی پُکار سُنتا ہے۔ اور پُکارنے والے کی پُکار کا جواب بھی دیتا ہے۔

درحقیقت اہلِ اللہ ہی وہ ذات پاک ہیں، جن کے دل عشقِ الٰہی اور عشقِ رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم میں گھائل اور ٹوٹے ہوئے ہیں۔ وہ خود تو اپنے سینۂ ناز میں ٹوٹا ہوا دل رکھتے ہیں، اور طالب کے سکونِ دل کی خاطر ایک سالم دل ہر گھڑی اُسے عطا کرتے رہتے ہیں، اپنے دل کی پرواہ نہ کرتے ہوئے۔

اب ذرا اس ٹوٹے ہوئے دل کی پُکار تو سُنیئے۔ وہ پکارتا ہے، کوئی ہے ...... میری جان جا رہی ہے، اے مجھ کو پکارنے والے میرے معبود، میری، تیرے سوا جان جا رہی ہے۔ کوئی ہے ...... مجھ کو پُکارنے، تو ہر کوئی آتا ہے۔ مگر میری پُکار سُن کر کوئی بچانے نہیں آتا۔ سب اپنی اپنی دُھن میں مگن ہیں۔ کوئی ہے .... کسی کو بچانے کی

Marfat.com

خاطر اس کی آگ میں کودنا پڑتا ہے۔ اللہ معافی، تو ہی بچا۔ اللہ معافی، تو ہی بچا۔ میں آیا، میں آیا۔ اور اے میرے اللہ، ذرا خود بھی سنبھال۔ ابھی اہلِ محبت تیرے دربارِ خاص میں محبت کی فردِ جرم لگوا کر پیش کئے جا رہے ہیں۔ تو حکم ہے اور محبت مجرم۔ معبود کی ذات تو بہت با اختیار، اور فقیر عشقِ الٰہی کے ہاتھوں لاچار۔ اے اللہ، مجھ سے محبت کے جرم کے کٹہرے میں کوئی سوال نہ کر، اس لئے کہ مجھے ڈر ہے کہ کوئی بدنام ہو جائے گا۔ وہ جس کی ذات کے سوا کوئی سننے، پکارنے والی ذات نہیں۔ اور وہ وہی ہے، جو کوئی جس طرح سمجھے۔

کوئی ہے، کوئی ہے، کوئی ہے۔ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کوئی ہے تو کون ہے۔ ایک پکار ایک پکارنے والا۔ یا ایک پکار سننے والا۔ مگر پھر بھی دل کسی کی یاد میں بے اختیار صدا بر صدا دیئے جا رہا ہے کوئی ہے۔

کوئی تو ہے جو اس بات کا شدت سے احساس دلاتا ہے کہ کوئی ہے۔ بس وہ ہی ہے۔ (بے شک) صرف اور صرف تو ہی ہے۔ اور تو تو تو ہے۔ اور تیرے سوا کوئی بھی نہیں ہے۔ تو تو ہے، تو تو ہے۔ مگر میں کہاں ہوں؟ میں نے خود سے پوچھا کوئی ہے۔ ایک گونجتی ہوئی صدا سنائی دی۔ واقعی کوئی ہے۔ تیرے لئے کوئی ہے۔ تیرے انتظار میں کوئی ہے۔....

کوئی ہے..... میری جان جا رہی ہے۔

Marfat.com

کوئی ہے ..... میری جان تو معبود کے ارادے میں بند ہے، نہ
نو آرہی ہے اور نہ ہی جا رہی ہے۔

کوئی ہے ..... میں تو چلا اپنے معبود کے دربار میں ایک سوالیہ
نشان بن کر۔ ہے کوئی؛

کوئی ہے ..... بخدا آپ کا سُننا اور متوجہ ہونا اچھا لگا۔ اللہ
تعالیٰ دل کی پُکار سُننے والا ہے۔ اور سُن کر پھر پکارتا
ہے کوئی ہے، کوئی ہے۔

کوئی ہے جو دُعائیں سُنتا ہے۔ کوئی ہے، جو حاجت روائی کرتا
ہے، کوئی ہے .... جو مُشکل کُشائی کرتا ہے۔ کوئی ہے ... جو خود کو جلا
کر ماحول کو روشنی دیتا ہے۔ اور روشنی جان لیوا اور وہ خود بھی جان لیوا۔
اس کی صدا جان لیوا۔

کوئی ہے ... کوئی ہے .... کوئی ہے۔

کوئی ہے .... جو ایک سُہانی رات میں صدا دیتا ہے، کوئی ہے۔

کوئی ہے ..... جو اپنے سوہنے ماہی کو صدا دیتا ہے کوئی ہے۔

کوئی ہے ..... ایک سُہانی رات کا ہم سفر ہے۔ کوئی ہے۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں، جب اہلِ دُنیا پر سُورج غروب
ہوتا ہے، تو اہلِ اللہ طلوع ہوتے ہیں ایک سُہانی رات میں۔ ایک سوہنے
ماہی کی پُکار سُننے کے لئے۔ اور جب صبح کا سُورج نکلتا ہے، تو کوئی ہے

Marfat.com

پکارنے والا اپنے ساتویں آسمان پر واپس چلا جاتا ہے۔ اور جب آہستہ آہستہ صبح کی کرنیں نکلتی ہیں اور زندگی جاگنے لگتی ہے، اور دُنیا اپنے گھروں سے باہر نکلتی ہے، تو ایسے میں اہلِ محبت اپنے آشیانوں کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ شاید پھر کسی سہانی رات کے انتظار میں کہ پھر سے کوئی پُکارے۔ کوئی ہے۔

دل کا ہر گوشہ اپنے محبوب کی آمد کا منتظر ہے۔ اور پُکارتا ہے کوئی ہے۔ اور اس کوئی ہے میں اِک صدا چھُپی ہے۔ اور وہ صدا ہے آجا میرے ماہی تیرا انتظار ہے۔

دیر لگی آنے میں تم کو شکر ہے پھر بھی آئے تو
آس نے دل کا ساتھ نہ چھوڑا، ویسے ہم گھبرائے تو

اور پھر پُکار سُننے والا اپنے پُکارنے والے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور لبیک کہتا ہے۔

کوئی ہے۔ کی صدا، صدیوں سے آرہی ہے۔ کوئی ہے۔

کوئی ہے، جو اس صدا کی دستک اپنے دل میں سُن لیتے ہیں، وہ بیدار ہے، کامیاب ہے۔ اور یہ ہی راز ہے۔ اس کا جو پُکارتا ہے۔ ہاں، تو کوئی ہے۔ کوئی ہے کی پُکار پُر آنے والے مسافر کے لئے ہے۔ سوائے ایک مردود ذات کے اور اس کے پیروکاروں کے لئے۔ اور اللہ اُن سے بچائے۔ کیونکہ ان کا ماننا ہے کہ ان کے سوا کوئی نہیں ہے۔

Marfat.com

اور یہ گروہ سخت نقصان اٹھانے والوں میں سے ہے۔ اس گروہ سے بچو اور حقیقی کوئی ہے کی پکار سنو! کہ کوئی ہے۔ تیرے لئے اور تو جس کے لئے۔

وہ جو صرف تیرا ہے۔ وہ جو صرف میرا ہے۔ ہم سب کا سب کچھ ہے۔ وہ جو کوئی ہے۔ کوئی ہے، کوئی ہے۔

اے سب کی پکار سننے والے۔ المدد، المدد، المدد۔

(آمین)

Marfat.com

باب ۸۷

مدہوشِ تجلّیات

میرے ہوش لے لو، دیوانہ بنا دو
ساقیا مئے پلا دو ، مدہوش بنا دو

ہاں یہ سچ ہے کہ نگاہِ ساقی سے جامِ تجلّیات کا پیمانہ پینے کے بعد ایک بے ہوش کو حقیقی مدہوشی کا ایک ایسا ہوش آیا کہ اس مدہوش کو اپنے ساقی کے سوا کسی اور کا ہوش باقی نہ رہا۔ ساقی اپنی لوری مدھ بھری آنکھوں سے تجلّیات کے جام کے پیمانے بھر بھر کر پلاتا گیا۔ اور اس مدہوش کو بے خودی کا ہوش آتا گیا۔ اس مدہوش پر بے خودی کی حالت وارد ہونے سے پہلے صرف اور صرف یہ حقیقت عیاں تھی کہ ایک مرکز تجلّیات ہوتا ہے۔ جب نگاہِ ساقی نے بیہوشی سے مدہوشی، اور مدہوشی سے بے خودی کے عالم میں منتقل اور مبتلا کیا تو پھر بے اختیاری کا ایسا نشہ چھایا کہ یہ اسرارِ الٰہی یوں عیاں ہوا کہ مرکزِ تجلّیات کیلئے ایک مخزن تجلیات بھی ہوتا ہے اور یہ مخزن تجلّیات مسکن تجلّیات میں رہتا ہے۔ اور یہ مسکن تجلّیات کا میکدہ نشیمن تجلّیات میں ہوتا ہے۔ مخزن نشیمن میں ہے یا نشیمن مخزن میں ہے، کون جانے، اس کا فیصلہ تو کوئی صاحبِ تجلیات

Marfat.com

ہی کرسکتا ہے۔ اور یہ صاحبِ تجلّیات، ساقیٔ تجلّیات ہیں۔ اور یہ میکدۂ تجلّیات اپنے پینے والے کے لئے ہر وقت کھلا ہے۔ میکدۂ تجلّیات کھُلا ہے۔ نگاہِ ساقی جامِ تجلّیات کے پیمانے تھامے پینے والے کا منتظر ہے۔ میکدہ میں آجائے، جو بھی پینے والا ہے۔

ہاں، یہ بات بھی سچ ہے کہ ساقی کی نگاہوں سے ہونے والی مدہوشی سے بڑھ کر کوئی ہوش مندی اور بے خودی نہیں۔ اس لئے کہ ساقیٔ تجلّیات خود جامِ تجلّیات خود جامِ تجلّیات کے پیمانے نگاہِ مخزنِ تجلیات، معبودِ عالمین کے محبوب کے دستِ مبارک سے ہر وقت بلا حساب پی رہا ہوتا ہے۔ مرکزِ تجلّیات، مخزنِ تجلّیات، مسکن تجلّیات، نشیمن تجلّیات، میکدۂ تجلیات، محبوبِ تجلّیات، معبودِ تجلّیات، میخانۂ تجلّیات ہے۔ اور اگر سمجھ میں آئے تو معراجِ تجلّیات ہے۔ نگاہِ ساقی سے میکدۂ تجلیات میں ہوتی ہے میکدہ میں آجائے جو بھی پینے والا ہے۔

پیمانے میں جام بھر بھر کے دیتے ہیں میرے خواجہ
میکدہ میں آجائے، جو بھی پینے والا ہے،
میں نے راہِ خواجہ میں خود کو بیچ ڈالا ہے
اب تو میری دنیا میں ہر طرف اُجالا ہے
جس کو ہوگئی نسبت میرے پیارے خواجہ سے

Marfat.com

اس کا ولی المولیٰ کالی کملی والا ہے!

ہاں یہ بھی سچ ہے کہ "تو ہی تو" ایک مدہوشی ہے، جو پینے والے کو اپنے ساقی کا میکدہ بنا دیتا ہے۔ اور پھر ایک دن ایسا بھی آتا ہے کہ ساقی خود پینے والے کے میکدے میں پینے والا بن کر پینے آتا ہے۔ یعنی مسکن اپنے نشیمن کا رُخ اختیار کرتا ہے۔ پہلے مسکن سے نشیمن کی جانب تجلّیات کا ظہور ہوتا ہے۔ اور پھر نشیمن سے مسکن۔ اور پھر مسکن سے مخزن، اور آخر کار مخزن سے مرکزِ تجلّیات پر تجلّیاتِ ساقی کا نزول ہوتا رہتا ہے۔ جام تجلّیات تو بے حساب ہیں، مگر صرف اور صرف ایک ظرف پینے والے کا انتظار ہے۔ ساقیٔ تجلّیات کو ساقیٔ کوثر، حوضِ کوثر سے جام تجلّیات بھر بھر کے پیمانے، پینے والے کے لئے عطا پر عطا کئے جا رہے ہیں۔ حوضِ تجلّیات میں آجائے جو بھی، پینے والا ہے۔

ساقیٔ کوثر بھی ہے، حوضِ کوثر کے جام بھی ہیں۔ مگر کوثر کے جام پینے والا کدھر ہے۔ حوضِ کوثر پر آجائے جو بھی، پینے والا ہے۔ اور یہ سچ بھی جان لو کہ ساقیٔ کوثر کے دستِ مبارک سے جامِ کوثر پینے والے کی مدہوشی اور بے خودی کی ذمہ داری معبودِ ساقیٔ کوثر پر ہے، اور حوضِ کوثر کے جام کا پیمانہ میخانۂ معبود میں ہے۔ میخانہ میں کہ پیمانہ، یعنی عرشِ میخانۂ الٰہی میں۔

Marfat.com

.... آجائے، جو بھی پینے والا ہے۔ ہاں یہ بات بھی سچ ہے کہ معبودِ تجلّیات، صاحبِ تجلّیات کے میکدے میں، ساقیٔ تجلّیات کے دستِ مُبارک میں جامِ تجلّیات کے پیمانے پئے جارہا ہے، بے حساب و بے کتاب۔ اور معبود خود بھی نگاہِ محبوب سے مَے کے جام پی کر مدہوش، تجلّیات سے بیخود تجلّیات ہوا جارہا ہے۔ اور دیوانہ وار اپنے محبوب پُر نُور پر دُرود و تجلّیات کے نذرانے بھیجے جارہا ہے۔ اپنی تمام مخلوق کے ساتھ۔ اور ساقیٔ تجلّیات، جامِ تجلّیات کے میکدے میں، محفلِ جامِ تجلّیات سجائے بیٹھا ہے۔ محفلِ تجلّیات میں آجائے جو بھی 'پینے والا ہے۔

ساقیٔ تجلّیات بھی ہیں، نگاہوں سے پینے والے محفلِ تجلّیات میں آجائیں۔ مدہوش تجلّیات اور بے خودیٔ تجلیات ہونے کے لئے محفلِ تجلّیات سجائی جاتی ہیں۔ مرکزِ تجلّیات میں، مخزنِ تجلّیات کی جانب سے مسکنِ تجلّیات کے نشیمنِ تجلّیات کے میکدۂ تجلّیات پر صاحبِ تجلّیات، مسندِ تجلّیات پر جلوہ گر ہیں۔ محفلِ تجلّیات میں آجائے جو بھی 'پینے' والا ہے۔

صاحبِ تجلّیات، حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ہر انسان اپنے ظرف کے مطابق میکدۂ تجلّیات میں جامِ تجلّیات کے پیمانے پیتا ہے۔ اور یہ بات بھی سچ ہے کہ ہر پینے والا اپنے ظرف کے مطابق

Marfat.com

ایک ساقی کے دستِ پاک سے جامِ تجلّیات کے پیمانے پینا چاہتا ہے۔ ؎

پلا دے جام اے ساقی، بنا دے اپنا دیوانہ
جسے دیوانہ کہہ ڈالوں وہی دیوانہ ہو جائے

ہاں، یہ بات بھی سچ ہے کہ دستِ ساقی نے جو جام تھام رکھا ہے، اس جام تجلّیات کا ایک پیمانۂ تجلّیات ہوتا ہے۔ اگر جامِ تجلّیات میں حد سے زیادہ مئے تجلّیات ڈال دی جائے، تو جامِ تجلّیات سے مئے تجلّیات کا پیمانہ چھلک جاتا ہے۔ اور جب ساقیٔ تجلّیات پینے والے کو مئے تجلّیات کا جام پلانا شروع کرتا ہے، تو ساقی تجلّیات یہ بات جان لے کہ پینے والے کے پینے کی حد کا کوئی پیمانہ نہیں، اور نہ ہی مئے کے چھلک جانے کا کوئی خوف ہے۔ مگر یہ بات بھی سچ ہے کہ جوں جوں مئے تجلّیات قلب و روح کے گلے سے ٹپکتے جاتے ہیں؛ تو پھر پینے والا مئے تجلّیات کے نشہ میں جھوم کر محوِ تجلّیات ہوتا جائے گا۔ اور جوں جوں پینے والا محوِ تجلّیات ہوتا جائے گا، تو پھر اس پر حالتِ محوِ تجلّیات، مدہوشی تجلّیات بن کر نمودار ہوتی جائیں گی۔

ہاں، یہ بھی سچ ہے کہ جو محوِ تجلّیات ہے وہی مدہوش تجلّیات ہے۔ اور یہ مدہوشی ایک دیوانگی ہے۔ اور یہ دیوانے دیوانہ وار اپنے ساقیٔ تجلّیات کو میکدۂ تجلّیات میں ہر لمحہ ہر وقت جا جا کر پکارتے ہیں۔

Marfat.com

"ساقیٔ تجلّیات، پلا دے مجھے، مئے تجلّیات۔ ہو جانے دے مجھ کو محوِ تجلّیات، کیونکہ محوِ تجلّیات بناتے ہیں مجھے تیری ذات کا مدہوشیٔ تجلّیات۔"

میرے ظرف کو سمجھ کر ذرا مئے پلانا
تیرا پیمانہ ہو جہاں تک وہیں تک جام پلانا
تجھے اس کا ہوش نہیں ہے کہ چھلک گیا پیمانہ
میری مدہوشی ہے تجھ سے مجھے تو ہی مئے پلانا

ہاں، یہ بات بھی سچ ہے کہ اس ہوش مندوں کی دنیا میں ایک گروہ مدہوش دیوانوں کا بھی رہتا ہے۔ اور ان مدہوش دیوانوں کو صرف اور صرف اپنے ساقی اور اس کے میخانے کے ہوش کے سوا اور کوئی ہوش باقی نہیں۔ اور دستِ ساقی سے مئے کے پیمانے پینے کے علاوہ کوئی اور طلب باقی نہیں۔ دنیا سے بے طلبی اور اپنے ساقی سے طلبگاری کا معاملہ ہے۔ خدا اس میکدہ کا خود خالق و مالک ہے۔ ایک مئے کوثر کا حوض ہے۔ جام بھی ہے، پیمانہ بھی ہے۔ اور محبوبِ معبود ساقی کوثر بھی ہیں، پینے والا بھی ہے۔ میکدۂ تجلّیات، محفلِ تجلّیات میں سجی ہوئی ہے۔ میخانہ میں آجائے جو پینے والا ہے۔

اے اہلِ محبت، مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میرا ساقی تو ذاتِ حق و باقی ہے۔ جو بقاء کے میخانے کا مالک ہے، اور اس میخانہ میں پینے والوں

Marfat.com

کو فنا سے بقاء کی مدہوشی کے جام پلا کر محوِ تجلّیات کر دیا جاتا ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ میرا ساقی، ذاتِ باقی ہے۔ اور ذاتِ باقی کے پیمانے کی کوئی حد نہیں ہوتی۔

یہ انتظار غلط ہے کہ شام ہو جائے
جو ہو سکے ساقیا، تو ابھی دورِ جام ہو جائے
مجھ جیسے رند کو تُو نے حشر میں، یارب
بلُا لیا ہے تو، کچھ انتظام ہو جائے

ہاں، یہ سچ ہے کہ ایک اہلِ ایمان کا میکدہ ہے اس سرزمین پر بھی ہے، جس کا نام ہے بیت اللہ، خانہ کعبہ شریف، اور اس مئے کدے کی مئے کا نام ہے زم زم، جو انسانی ایمان کو مدہوش کر دیتی ہے۔ اور اہلِ محبت کا میخانہ تو حشر کے میدان میں، دربارِ الٰہی میں ہوگا۔ اور اس مئے خانے کی مئے کا نام ہے آبِ کوثر، جو ساقیٔ کوثر، ذاتِ باقی کے عشق کے پیمانوں میں اپنے مدہوشوں کو بھر بھر کر پلائیں گے۔ وہ بھی بلا معاوضہ اور بے حساب اور اس مدہوشی سے پینے والے محوِ ذاتِ ساقی و باقی ہمیشہ کے لئے ہو جائیں گے۔ انشاءاللہ!

میرے ہوش لے لو دیوانہ بنا دو!
ساقیا مدھ بھری آنکھوں سے پلا دو، مدہوش بنا دو
ساقی کی آنکھوں میں نشہ، باتوں میں نشہ، یادوں میں نشہ،

Marfat.com

مئے سے بڑھ کر ہے ساقی کی یاد،
ساقیا، یادوں سے پلا دو، پاگل بنا دو
میرے ہوش لے لو، دیوانہ بنا دو
نگاہوں سے مئے پلا دو، مدہوش بنا دو
ساقیا، میرا چین لے لو، مجھے نہ ستاؤ
مجھے دل کے میخانے کی دھڑکن بنا دو

•

مرشدِ پاک صابر ثانی فرماتے ہیں کہ جب محبت الٰہی، دل پہ مقام اختیار کرتی ہے تو یہ مدہوشی ہے، فنا ہے۔ اور جب نفس پہ مقام کرتی ہے تو یہ لاشہ ہے۔ اور محبت جب رُوح پہ مقام کرتی ہے تو یہ بقا ہے۔

فقر کی محبت اللہ کی محبت ہے۔ اور یہ دلوں میں گھُس کر بولتی ہے۔ جو جتنی محبت کا مالک ہے، وہ اپنی مدہوشی یعنی حقیقی روشنی کا مالک ہے۔

محفل روشنی میں آجائے جو بھی روشنی چاہنے والا ہے، مانگنے والا ہے، پالنے والا ہے۔

Marfat.com

باب ۸۸

محفلِ تجلّیات

مرشد پاک عارفِ لاثانی فرماتے ہیں، محفلِ تجلّیات کو نُور کی چادر میں ڈھانپ لیتے ہیں۔

اگر مہماں خیال نرگسِ جاناں ہو جائے
تو محفل نُور کی میرا دل ویراں ہو جائے

شاہنشاہِ مخزنِ تجلّیات، حسنِ حقیقت، حضرت صاحب، مسکنِ معرفت کے مرکز تجلّیات میں اپنے رخِ رحمت وپُرعظمت پر تاجِ فخرِ طریقت سجائے اپنے پُرجاہ وجمال حسنِ کمال کی تجلّیات کے ساتھ تختِ عظمتِ شریعت پر، نشیمنِ تجلّیات میں حُبِّ الٰہی اور اطاعتِ رسالت اور ولایت وسخاوت کے ظاہری و باطنی فیض، علم و نُور، رشد و ہدایت کے خزانے تقسیم پر تقسیم فرماتے جارہے ہیں' اپنے رُوحی بچّوں، مریدوں، عقیدت مندوں اور مخلوقِ خدا میں۔

صاحبِ سخاوت، وجۂ فیوض و برکات، حضرت صاحب، رحمتِ الٰہی، نُورِ رسالت اور چشت اہلِ بہشت کے لازوال خزانے بندگانِ خُدا کو عطا پر عطا کئے جارہے ہیں۔ سائل کا سوال اور اس کے ظرف سے بھی

Marfat.com

بڑھ کر، اور یہاں تک کہ حاجت مند کی حاجت، طلب کرنے سے بھی پہلے اس کا دامن موتیوں سے ہمیشہ کے لئے بھر دیا۔ اور اتنا عطا کیا جاتا ہے کہ طلب گار کو پھر اور کوئی طلب کرنے کی حاجت بھی باقی نہ رہی۔ ؎

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی
جیسے میرے سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی
خود بھیک دیں اور خود ہی کہیں منگتے کا بھلا ہو
ایسا تو کبھی آنکھ نے دیکھا نہیں کوئی

سر براہِ حقیقت حضرت صاحب کی شانِ انتہائے عطا اور نگاہِ ناز کرم سے قلندرہ رابعہ ثانی کی رہبری، روشنی، رہنمائی ہیں مسندِ عشق و محبت، رشد و ہدایت، نور معرفت کی محفل تجلّیات، طالب نُور معرفت کا متلاشی ہدایت، طلبگارانِ راہ حق کے لئے مرکزِ تجلّیات (آستانہ قلندرہ رابعہ ثانی) پر سجاتے جا رہے ہیں۔ اور انشاءاللہ تا حشر اور اس کے بعد بھی سجائی جائیں گی۔ عالم اعلیٰ و بالا میں۔

ہر جمعتہ المبارک کو بعد از نمازِ جمعہ ذکر و فکر، حمد و نعت، درود وسلام، علم و نُور اور راہِ رشد و ہدایت کی تعلیمات دی جاتی ہیں ارشادات اولیاء کرام و بزرگانِ دین، احکاماتِ اسلام شریعت و طریقت، نور معرفت بیان کئے جاتے ہیں۔ سالانہ عرس پاک خواجگانِ چشت اہلِ بہشت

Marfat.com

اور محافلِ سماع اہلِ دل کے قلب و روح کو رنگین سے رنگین تر بنانے کے لئے منعقد کی جاتی ہیں۔ اور طالب حق کے اندر کبھی نہ بجھنے والی اور ہمیشہ بھڑکنے والی آتش عشق کے سہانے انگارے پھونک دیئے جاتے ہیں۔ محفل مراقبہ و مشاہدہ سجائے جا رہے ہیں، تزکیۂ نفس کرائے اور قوی القلب بنانے کے لئے اور وہ بھی بلا محنت و بلا ریاضت، اور انشاء اللہ یہی سلسلہ تا حشر جاری و ساری رہے گا۔ انشاء اللہ !

صاحبِ جود و سخا، اپنی کرم نوازیوں اور اپنی نوازشوں کی عطا پر عطا کئے جا رہے ہیں۔ پانے والے آ رہے ہیں اور اپنی جھولیاں، موتیوں، مُرادوں سے بھرتے جا رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ ہمیشہ پاتے ہی رہیں گے۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ "فقیر اپنی شان کے مطابق طالب کو عطا کرتا ہے۔ اس لئے کہ طالب کو مانگنے کا نہ تو صحیح سمجھ اور نہ ہی سلیقہ آتا ہے۔ کوئی فقیر سے اس کا اصل خزانہ نہیں مانگتا، جس کا فقیر خزانچی ہے۔ لوگ تو بس اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اور دنیاوی مشکلات و حالات کے مطابق فقیر سے طلب کرتے ہیں۔ فقیر کی شان یہ ہے کہ جو طلب کیا وہ بھی سائل کو عطا کیا، اور جو طلب طالب کو کرنا چاہیئے تھا اور طلب نہیں کیا، وہ بھی بن مانگے طالب کو عطا پر عطا کیا۔ ؎

جتنا دیا سرکار نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں

Marfat.com

یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ، مجھ میں تو ایسی بات نہیں
غور تو کر سرکار کی تجھ پر کیسی خاص عنایت ہے
عارفی تو ہے ان کا ثنا خواں، یہ معمولی بات نہیں!

اے میرے دوست، محفلِ تجلّیات، مرکزِ تجلّیات میں، مخزنِ تجلّیات کی سربراہی و روشنی میں، بارگاہِ نشیمنِ تجلّیات میں سجی ہوئی ہے۔
محفلِ تجلّیات مخزن، مسکن، میخانۂ تجلّیات میں آجائے جو بھی، چاہنے والا ہے۔

اے متلاشئ راہِ حق، مرکزِ تجلّیات میں، محفلِ تجلّیات کی مسندِ تجلّیات پر، مسند نشینِ تجلّیات کی ذاتِ پاک، ایک نظر سے ولایت تجلّیات عطا کر رہے ہیں۔
محفلِ تجلّیات میں آجائے جو بھی ولئ تجلّیات بننے والا ہے۔
شانِ سخاوتِ تجلّیات تو صرف اور صرف عطائے حق تجلّیات ہیں۔

؎
اگر مہماں خیالِ نرگسِ جاناں ہو جائے
تو محفل نور کی محفل میرا دلِ ویراں ہو جائے

Marfat.com

باب ۸۹

احوالِ مراقبہ

مُرشدِ پاک، عارفِ لاثانی، صابر ثانی فرماتے ہیں کہ مراقبہ بھی ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہونے کا نام ہے۔ اے طالبِ حق! مراقبہ کا پہلا زینہ ہے تصوّرِ شیخ۔ تصوّر کا تعلق خیال سے ہے آنکھ سے نہیں۔ مراقبہ میں عطا اور جزا کے حکم ہوتے ہیں۔

مراقبہ کے احوال یہ ہیں :

اوّل ——— محبت

دوئم ——— مشاہدہ

سوئم ——— معرفت

چہارم محرمِ اسرار، یعنی مکاشفۂ غیبی

اہلِ محبت کو مشاہدے کا سہارا ہے، جو ایک قوت ہے، مراقبہ سے مشاہدہ میں ترقی ہوتی ہے، اور اسرارِ الٰہی کھُلتے ہیں، اور جب اسرارِ الٰہی کھُل جاتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اور بھی زیادہ کرم فرماتے ہیں، یعنی طالب کے مشاہدے میں اور بھی زیادہ ترقیاں عطا ہوتی ہیں۔ اور پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے "نورِ بصیرت" اور

Marfat.com

"نورِ توحید" عطا فرماتا ہے۔ اور اس کے بعد اپنا محرمِ اسرار بنا دیتا ہے۔

مشاہدہ سے مراد فقیر کی ذات وصفات کی تلاش۔ تلاشِ فقیر طالب کا اولین حصول ہے۔ جو طالب اپنی ذات میں مرشد کی ذات کو تلاش کرتا ہے، تو وہ درحقیقت اس ذات کو تلاش کرتا ہے کہ جس ذات میں اس کا پیر گُم ہوتا ہے۔ مشاہدہ ایک ذات کے ذریعہ دوسری ذات تک رسائی کا نام ہے۔ جب تک مشاہدے پر یقینِ کامل نہیں ہوگا آگے راستہ نہیں ملتا۔

مراقبہ میں انسان نیا جنم لیتا ہے۔ پھر ہر رونگھٹا آگ میں سے گزارا جاتا ہے۔ ذکر میں تو دراصل اللہ تعالیٰ قلب سے خود ہی آواز دیتا ہے، ورنہ بندے کی کیا مجال کہ وہ اپنے بندے کو پکار سکے۔

مراقبہ سے قلب کو فراست اور وسعت عطا ہوتی ہے۔ مومن کی فراست سے بچتے رہو۔ ڈرتے رہو، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نورِ معرفت سے دیکھتا ہے۔

تصوّف میں ایک مقام رُوح بالمقابل آتا ہے جس میں جسم نکل کر سامنے کھڑا ہو جاتا ہے۔ تسخیرِ ہمزاد میں بھی یہی صورت پیدا ہوتی ہے۔

فقیر کی صحبت میں بیٹھ کر لوگ جھومنے لگتے ہیں۔ اس لئے کہ جب قلب محبت کا جام پیتا ہے، تو نشہ میں آکر جھُومتا ہے۔

Marfat.com

فقیر کی محفل میں بسا اوقات ایسے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایک بندے کے صدقے میں سب کو نواز دیتا ہے۔ جو باادب اور باہوش ہوتے ہیں، وہی اپنا دامن بھر لیتے ہیں۔ اور جو بے ادب اور بے ہوش بیٹھتے ہیں، وہ اکثر اپنی محفوظ طاقت بھی کھو دیتے ہیں۔

مرشد پاک "آدابِ مراقبہ" کے متعلق ارشادات فرماتے ہیں۔ کہ آدابِ مراقبہ یہ ہیں:۔ تین بار درود شریف، تین بار کلمہ طیّبہ، پھر شیخ کی خدمت میں حاضری کا تصور کرے اور سلام گزارے۔ پھر تصوّر میں سینے کے دائیں بائیں مقام پر ذکرِ خفی (اللہ اللہ) کرے۔

مراقبہ کی تین حالتیں ہیں۔

پہلی حالت محبت (شیخ سے)

دوسری حالت مکاشفہ

تیسری حالت معرفت، یعنی دیکھ کر پہچان لینا۔

چوتھی حالت فنا ہے۔ پہلے فنا صفاتی ہے، یعنی شیخ کی صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنا۔

مرشدِ پاک فرماتے ہیں کہ حق کی ابتداء مشکل ہوتی ہے، لیکن اس کی انتہا پُرسکون ہے۔ دنیا کی ابتداء سہل ہے، لیکن انتہا بڑی تکلیف دِہ ہوتی ہے۔ جو دنیا کے طلب گار ہیں وہ اندھیرے میں ہیں، اور جو آخرت کے طلب گار ہیں، وہ روشنی میں ہیں۔ جس کو جس سے محبت

Marfat.com

ہوتی ہے، وہ اس کا متلاشی ہے۔

مراقبہ بھی ایک تلاش ہے، جس کی پہلی منزل محبت ہے، دوسری منزل مشاہدہ ہے۔ تیسری منزل معرفت ہے، اور چوتھی منزل محرمِ اسرار ہے۔

مراقبہ میں جس کو جس سے محبت ہوتی ہے، وہ آنکھ بند کرکے اس کی تلاش میں مصروف ہو جاتا ہے۔ اسے تلاشِ غیب بھی کہتے ہیں۔

اللہ کی محبت ایک روشنی ہے۔ اور جس کے پاس روشنی ہے، وہ دیکھتا ہے، اسے مشاہدہ کہتے ہیں۔ اور جو دیکھتا ہے وہی پہچانتا ہے۔ اسے معرفت کہتے ہیں۔ اور جو پہچانتا ہے وہ دوستی کے مقام کو پہچانتا ہے، اور وہ دوست کے راز سے آگاہ ہو جاتا ہے، اسے محرمِ اسرار کہتے ہیں۔

Marfat.com

باب ۹۰

اضافی تجلّیات (الف)

یا مخزنِ انوار

یا مخزنِ انوار، پُروقار، حضرت صاحب!

مرحبا یا نُور اللہ، یا عشقِ حبیب اللہ، رحمتِ قلندرہ رابعہ۔

میں نے دیکھا کہ یکایک میری آنکھوں میں ناقابلِ برداشت نُوری تجلّیات بھر دی گئیں۔ جیسے میرے قلب و رُوح کی وادیوں میں نُورِ کامل کا طوفان بھر دیا گیا ہو۔ اور اب میرے وجود میں مزید اور نُور بھرنے کی گنجائش نہیں۔ نور علیٰ نور کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ میری ذاتِ ناقص میں اب اور نُور نہیں سما سکتا۔ نُور کا اصل روپ دیکھ کر میں نُور کی شدّت کے مارے روشنی کی تاب نہ لا سکا۔ جیسے نُور کو دیکھ کر اندھا ہو گیا۔ اس اندھے پن سے مُراد انتہا نُور ہے۔ جس میں اب اور نُور دیکھنے کی مزید گنجائش نہیں، اور نہ ہی تاب اور نہ ہی قدرت۔ میں نے اللہ کا بابرکت نام لیا، اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ ایک گہرا سانس لیا، اپنی ظاہری آنکھیں کھول دیں۔ جیسے ہی آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ پہلے سے کئی گنا زیادہ شدّتِ نُور، نُورِ مجسم، ایک نُور کا روشن طوفان میرے سامنے موجود تھا۔ میں نے اس بابرکت نُور کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ دل کی گہرائی میں عکسِ حضرت صاحب واضح طور پر دکھائی دیا۔ نُور کے طوفان کا حقیقی

Marfat.com

جلوۂ نُور رُوح و قلب کے آئینہ میں صاف روشن دکھائی دے رہا تھا۔ میں نے عرض کی: "یا حضرت صاحب! آپ؟"

میرا یہ عرض کرنا تھا کہ مخزنِ انوار و تجلّیات، حضرت صاحب کے نُورِ کامل نے میری ذات و وجود کے ہر گوشے کو چاروں طرف سے اپنی لپیٹ میں گھیر لیا اور نورِ علیٰ نور کا ایک ہالہ میرے ارد گرد تن گیا، اور میں اس میں مکمل طور پر سما گیا۔ حضرت صاحب کا اس غیر معمولی طور پر توجہ فرمانا ایک عجیب حال ہے۔ حضرت صاحب کا کڑکتا ہوا نُور، تجلّیات بن کر میری ذات کو جلا رہا تھا، مگر ٹھنڈک و راحت کے ساتھ۔ آپ اپنی روشنی سے روشن تر بنا رہے تھے۔ مگر اپنے نور کو بڑھا کر جلا دے رہے تھے۔ نور کے روشن ہونے سے روشنی پھیلتی ہے۔ مگر روشنی جتنی بڑھتی جاتی ہے، قوّتِ برداشت اتنی ہی گھٹتی جاتی ہے۔ میں نور کی شدت کو برداشت کرنے کے قابل نہیں ؎

میرے ظرف کو سمجھ کر ذرا بجلیاں گرانا
مجھے تاب ہو جہاں تک وہیں تک نقاب اُٹھانا

اور پھر کچھ دیر بعد جب حضرت صاحب کا کرم اور بھی زیادہ بھر گیا تو قوتِ دیدار اور برداشت عطا ہوئی۔ میں نے پھر سے آنکھیں بند کر لیں اور مخزن نُور علیٰ نُور کے انوار و تجلیات میں غرق ہو گیا ؎

میں تیری خوشی میں خوش ہوں، تجھے انتظار کیا ہے
تیرے پاس بجلیاں ہیں، میرے پاس آشیانہ

Marfat.com

باب ۹۱

وسیلہ

یا نُورِ علیٰ نُور، نور من النوّر اللہ و حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم،

حضرت صاحب آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور آپ کی نگاہِ ناز دنُور کی برکت سے اس بندۂ فقیرِ محمّدی صلی اللہ علیہ وسلّم پر ایسا خصوصی کرم ہوا کہ مرتبۂ نسبت، حقیقتِ فقیرِ محمّدی صلی اللہ علیہ وسلّم کی عظمت و منزلت کو جاننے اور پہچاننے کا شرف عطا کیا، اور یہ کہ فقیری نسبت کیسے کیسے رنگ دکھاتی ہے، اور کس طرح اللہ تعالیٰ اپنے فقیر کے وسیلے سے اپنے حقیر بندوں پر اپنے اسرار کے دروازے کھول دیتا ہے۔ میرا آپ کا عطا کردہ مشاہدہ یوں ہے کہ:

"یہ بندۂ حقیر آج صبح، بعد نمازِ فجر، قرآن پاک کی سورۂ مبارکہ یٰسین شریف کی تلاوت کر رہا تھا، اور ساتھ ہی ساتھ آپ کا تصور پاک قلب ورُوح کے پیشِ نظر تھا۔ سُورۂ یٰسین شریف کی تلاوت کرتے کرتے میرے دل میں نبئ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کی یہ حدیث شریف گونجنے لگی:۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلّم ہے کہ" ہر چیز کا ایک قلب ہے اور قرآنِ حکیم کا قلب سُورۂ یٰسین شریف ہے۔"

Marfat.com

میرے دل کے معرفت کے دروازے پر حقیقت کی دستک سُنائی دینے لگی۔ جب میں نے آپ کی نظرِ کرم سے دل کی معرفت کا دروازہ کھول دیا، تو نُورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلّم کی حقیقت کی پُکار صاف صاف سُنائی دی کہ ذرا اس حدیث شریف کی حقیقت پر چشمِ باطن اور نُورِ معرفت کے مشاہدے میں غور و فکر تو کر۔

یہ سُورۂ پاک سُن کر میرے دل سے دوبارہ ایک صدا آئی کہ قرآن پاک کیا ہے؟ جواب آیا: کلامِ الٰہی، اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام، جو قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا۔ اور کلامِ الٰہی زبانِ مُبارک محمدی صلی اللہ علیہ وسلّم سے آیاتِ مُبارکہ بن کر جاری ہوا۔ کلامِ معبود بہ زبانِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلّم (سبحان اللہ) پھر نبار دل سے آواز آئی کہ اس حدیث شریف کی روشنی میں تصدیق کی جاتی ہے کہ ہر ایک شے کا ایک قلب ہے۔ بے شک! صدا آئی اللہ ہے، جواب ملا بے شک۔ پھر صدا آئی کہ اگر اللہ ہے، تو اس کا بھی ایک قلب ہے، اور ذاتِ وحدہٗ لاشریک کے قلب کا اسم مبارک ہی تو یٰسین ہے۔ یٰسین یعنی "اللہ کا قلبِ عجیب" اور یہی یٰسین شریف کی معرفت کی لازوال حقیقت ہے، جسے کوئی بھی فراموش نہیں کر سکتا۔

یٰسین اللہ تبارک وتعالیٰ کا قلب عجیب ہے، یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلّم قلب نُورِ الٰہی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے سینۂ ناز میں نور کے ہر دھڑکن کے

Marfat.com

ساتھ دھڑک رہے ہیں۔ اور ہر دھڑکن الٰہی سے یہی صدا بلند ہو رہی ہے۔ "میرا دل یٰسین، میری جان یٰسین" دل والا اور دلوں کو اللہ کی یاد و محبت سے جوڑنے اور منور کرنے والا سراج منیر ہے۔ یٰسین ایک قلبی رشتہ ہے جو بندے کے دل کو اپنے اللہ کے قلب سے ہمیشہ کے لئے مضبوطی واستقامت سے جوڑ دیتا ہے، جب دو دل جڑ کر ایک ہو جاتے ہیں، تو ان کی دھڑکن بھی ایک ہی نام کے ساتھ دھڑکتی ہے۔ یٰسین یٰسین یٰسین۔ یہی حقیقی رازِ یٰسینیت ہے۔ جو مجھ بندۂ ناچیز پر آپ حضرت صاحب کے فضل و کرم سے عیاں ہوا۔ ایک پردہ سا ہٹا ایک جلوہ نظر آیا اور ہوش کو صحیح معنوں میں ہوش آیا کہ عشق فقیر محمدی صلی اللہ علیہ وسلّم، یہی حقیقی عشق نُورِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم ہے۔ اور عشقِ نُورِ مصطفٰے کا ظہور قلبِ الٰہی سے ہوتا ہے۔ اور خدا خود فرماتا ہے۔ ؎

کی محمدؐ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

میری راحت "یٰسین" میرے دل کا قرار "یٰسین" میرا محبوب "یٰسین" میرے قرآن کی شان اور قلب "یٰسین" جو کہ نُورِ عظیم اور برہانِ حکیم ہے، اور جن کی ذاتِ پاک نُورِ مبین ہے، اور اس نُورِ مبین کے سامنے فقیرِ محمدّی جبین، باادب و تعظیم جھکی ہوئی ہے۔ ہر وقت، ہر لمحہ، اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلّم کے دربار میں۔ اور یہ دربارِ پاک سینۂ قلبِ الٰہی میں، اپنے پورے آب و تاب، نور و جمال و کمال کے

Marfat.com

ساتھ سجا ہوا ہے۔ ذاتِ معبود اپنے سینۂ پاک کے وجود میں کیسے کیسے حسین دربار سجائے بیٹھا ہے۔ کوئی اس کے قلب عجیب پر ایک بار دل سے دستک دے کر تو دیکھے۔

یہ ظرفِ باری تعالیٰ ہی ہے کہ اُس نے اپنا سینہ چیر کر اپنے ہاتھوں سے اپنا قلب عجیب نکال کر نورِ مجسم کی تصویر محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر اس جہاں میں جلوہ گر فرمایا، اپنے بندوں کی بہتری کے لئے۔ اور اہلِ دل اور اہل محبت و ایمان کے لئے، نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے دلوں کی دھڑکن و راحت و سکون بنا یا۔ یعنی یٰسین وہ نُورمبین ہے جو دلوں کے اندھیروں کو دُور کرنے والا ہے۔

میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کے ساتھ نسبت قلب محمدی صلی اللہ علیہ وسلم رکھنے کا سجدۂ شکر ادا کرتا ہوں، اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے قلب پاک "یٰسین" کے صدقے اور وسیلے سے اس نسبت مبارکہ کو ہمیشہ قائم رکھنے، ہمارے آقائی، مولائی، مرشدی کو ہم سب کے درمیان، ہمیشہ ہمیشہ اور اس کے بعد بھی قائم و دائم رکھیں۔ (آمین) عمر دراز و صحت بمع بلند درجات و مرتبات عطا فرما۔ (آمین ثم آمین)

یا حضرت صاحب، اللہ کا قلب راز، اللہ کے قلبی بندوں کے لئے، جب نُور بولتا ہے، تو نُور سُنتا ہے۔

شاہِ عزن کے در پر بھید میں نے یہ جانا

Marfat.com

میرا شاہ مدینہ بھی، میرا شاہ کعبہ ہے
میری رُوح میں جلوہ، عشقِ نُورِ افضل کا
میرا قلب ہے حجرۂ خواجہ شاہِ افضل کا
میرے جسم کا سایہ، ان کے قدموں کا صدقہ
میری رُوح میں جلوہ، عشقِ نُورِ افضل کا

یا حضرت صاحب!

آپ جانتے ہیں کہ کچھ عرصہ بعد دوسرا ایک اور ایسا پردہ ہٹا، تو نُور بولا "الٓمٓ" نُور نے سُنا۔

ا :۔ اللہ

ل :۔ لاشریک

م :۔ محمد رسول اللہ

یعنی کلمۂ توحید

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

جتنا دیا سرکار نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں
یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں

نور نے پکارا حٓمٓ

نور نے سُنا، یعنی اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ کے حروفِ مبارک :۔ "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

ہم بنائے گئے ہیں تمہارے لئے
اس جہاں میں ہم آئے تمہارے لئے
دل کی باتیں جو حرفِ زباں بن گئیں
نہ چاہتے ہوئے بھی ہم کہتے گئے !

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ " الٓمٓ " سے مراد آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم یعنی اہلِ بیت بھی ہے ۔

جب کوئی کسی کے نورِ کامل کا سودائی ہو جاتا ہے، تو اس بندے کا دل نورِ معرفت کا شیدائی ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس قلب شیدائی کی رسائی دربارِ الٰہی میں ہوتی ہے۔ اور دربارِ الٰہی میں نور بولتا ہے اور نور سنتا ہے۔ اور جو نور نے سنا وہ نور نے لکھا۔ ایک نوری کورے کاغذ پر کلام نور کا، قلم بھی نور کا، سیاہی بھی نور کی، یہ سراج منیر بھی نور کا جس کے روشن ہونے سے کوئی بغیر نور بنے نہیں رہ سکتا۔ اور پھر بھی نور بولتا ہے اور نور سنتا ہے۔

اور اس نور کی حقیقت حضرت صاحب سے شروع ہوتی ہے اور انتہا کہاں پر ہوتی ہے، یہ زبان بیان کرنے سے قاصر ہے اور وقتی طور روک دی گئی ہے۔ نور بولتا ہے مگر صاحبِ نور کی اجازت ہے۔ فی الحال حکم ہے چپ رہو۔ جیسے آپ کی مرضی۔

میں چپ کھڑا ہوں دربارِ مصطفیٰ میں آنکھوں سے بولتا ہوں دربارِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں

Marfat.com

باب ۹۲

کون کس کے اندر

اے دیکھنے والو! مجھے ہنس ہنس کے نہ دیکھو
کہیں تقدیر تم کو مجھ سا نہ بنا دے
دیوانہ بننا ہے تو دیوانہ بنا دے
پروانہ بننا ہے تو پروانہ بنا دے
میں ڈھونڈ رہا ہوں جس کو ہے وہ میری شمع کہاں

اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک نے اپنے بندوں کے لئے اپنی ذاتِ حقیقت تک کی رسائی کے لئے جن راستوں کا انتخاب کیا ہے، وہ یہ ہیں :۔

اوّل :۔ راہِ شریعت (یعنی نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ظاہری وجود کے نقشِ قدم کی پیروی)۔

دوئم :۔ راہِ طریقت :۔ (یعنی قلبِ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی۔ قلبِ حبیبؐ میں ذاتِ الٰہی کے علاوہ کوئی اور ذات نہیں۔)

Marfat.com

سوئم :۔ راہِ معرفت : (یعنی رُوحِ پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلّم، یعنی نوُرِ رسالت کی پیروی ، جو سراپا عجز و انکساری سے، ہر لمحہ اپنے رب کریم کے دربار میں سر بسجود ہیں۔)

چہارم :۔ راہِ حقیقت۔ (یعنی ذاتِ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی جو وجودِ باری تعالیٰ میں گم ہے، مکمل یکجائیت کے عالم میں۔

اگر خالق العالمین اپنے وجود میں ذاتِ محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم ڈھونڈنا چاہے، تو بھی نہیں ڈھونڈ سکتا۔ اس لئے کہ راہِ حقیقت میں ایک ذات' دوسرے وجود میں اس طرح حل و شامل ہو جاتی ہے جس طرح دل دھڑکن میں یا دھڑکن دل میں۔ ایک کی ذات کو دیکھا جا سکتا ہے اور دوسرے کے وجود حقیقت کے احساس سے انکار نہیں کیا جا سکتا جس طرح مُشک کے محلول کو آنکھ سے دیکھا جا سکتا ہے، مگر مُشک کی دل فریب مہک کا انکار تو کوئی اندھا بھی نہیں کر سکتا۔

در حقیقت یہ چاروں راستے ایک ہی منزل کی طرف رواں دواں ہیں، اپنی منزلِ مقصود، جو کہ ذاتِ معبود ہے۔ یہ انسان کی اپنی استعداد' سفر، صلاحیت، ظرفِ محبت پر منحصر ہے کہ وہ ان میں سے کون سا راہِ حق اختیار کرنا ہے۔ اور جو کوئی بھی اپنے راہِ سفر میں ثابت قدم، یقینِ کامل اور استقامت سے اپنے سفرِ منزل کی جانب رواں دواں رہے گا۔ انشاءاللہ وہ ایک نہ ایک دن ضرور اپنی منزلِ مقصود، یعنی

Marfat.com

اپنے معبود کو پالیں گے۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں ؎

تلاشِ حق میں جو نکلا وہ کھو گیا آخر

خُدا کو ڈھونڈنے والا اُسی کا ہو گیا آخر

کوئی بھی سفر اختیار کرنے سے پہلے، اہلِ سفر زادِ راہ اکٹھا کرتے ہیں، اور اس سفر کی نوعیت کے مطابق ایک ہمسفر یا ایک ہمراہی بھی اپنے ساتھ لے لیتے ہیں، تاکہ سفر میں درپیش آنے والی مُشکلات کا صبر و ہمت سے مقابلہ کیا جائے اور سفرِ منزل مقصود آسانی سے کٹ جائے خوش نصیب وہ ہے کہ جسکا ہمراہی وہ ذات ہے، جو ہر مُشکل میں اپنے ساتھی کا، سفر کی آخری منزل پہنچنے تک، اپنے ہمسفر کا ساتھ دیتا ہے، اور اپنے ہمسفر کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑتا، چاہے اتنی آزمائش کی گھڑیاں کیوں نہ آجائیں کہ جس میں انسان کا اپنا سایہ بھی اسے دھوکا دے کر اس کو چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ بڑا ہی کوئی خوش نصیب ہو گا کہ جس کے ساتھ اس کا اپنا سایہ تو نہ ہو لیکن وہ کسی ایسی مقدس، بابرکت ذاتِ پاک کے زیرِ سایہ ہو۔ اور جس ذاتِ پاک کے ظاہری وجود کا بھی ظاہری سایہ باری تعالیٰ نے خلق ہی نہ کیا ہو، اس لئے کہ وجودِ باری تعالیٰ بھی سائے سے پاک، اور ذاتِ حبیبِ پاک بھی سایہ سے بے نیاز ہے۔ اس لئے کہ نُور کے ظہور سے سایہ نہیں ہوتا بلکہ ہر طرف اُجالا پھیل جاتا ہے۔

Marfat.com

اور یہ نُور جب بھی مخلوق پر پڑ جائے، وہ مخلوق خود اس نُوری وجود کا عکس بن جاتی ہے۔

کون اس حقیقت سے انکار کر سکتا ہے کہ "رُوح بے سایہ ہوتی ہے"۔ رُوح نُور ہے اور نُور درحقیقت عکسِ نُور باری تعالیٰ ہے۔ رُوح اپنا نورانی عکس انسان کے قلب کے آئینہ پر ڈالتی ہے، اور قلب نُور اپنے حسُن کا عکس اپنی ہر آتی جاتی دھڑکنوں پر ڈالتا ہے۔ اور ہر دھڑکتی، مچلتی دھڑکن اپنے عکس محبوب و مطلوب کو پُکارتی ہے۔

اکھیاں لڑ گئیاں، ڈُبدی تر گئیاں
ہووے جو ہونا
میں یار یار کہڑاں، میں بار بار کہڑاں
تیرے نال نال رہنا سدا
میں یار یار کہڑاں، میں بار بار کہڑاں
تیرے نال نال رہنا سدا

کون اس حقیقت سے انکار کر سکتا ہے کہ "دل کی پُکار بے آواز نہیں ہوتی"۔ دل کی زبان صدائے خاموشی ہے۔ اور ان خاموش صداؤں میں فریاد ہے۔ اور ان خاموش فریادوں کو صرف اور صرف اہلِ سماعت ہی سُن سکتے ہیں۔ اور یہ اہلِ سماعت، اہلِ محبت، اہل محرم ہیں، جو خاموشی سے اپنے محرم کی صدائے فریاد سُنتے اور سمجھتے ہیں۔ وجودِ باری تعالیٰ

Marfat.com

سے لے کر ذاتِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم، اور ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم سے لے کر روح اور روح سے لے کر قلب اور قلب سے لے کر اس کی ہر دھڑکن تک کا ایک محرمانہ رشتہ ہوتا ہے، جو اُس مُشک کی مہک کے مانند ہے جو ایک پُرکیف احساسِ محرم و مکرم ہے۔

اور انسانی جسم کی حقیقت اس مشک کے محلول کی سی ہے کہ جس کا مشاہدہ انسانی آنکھ تو کر سکتی ہے، مگر اس کی مہک کا پُرکیف احساس صرف اور صرف قلب و روح کی گہرائیوں سے کیا جا سکتا ہے۔ اہلِ ظاہر وجود جسم سے رسائی حاصل کرتے ہیں اور اہلِ باطن مُشکِ عشق و محبت سے قلب و روح کی تسکین حاصل کرتے ہیں۔ جسم آرام سے تسکین و توانائی پاتا ہے، اور قلب و روح احساسِ حقیقت کی مہک سے راحت پاتے ہیں اور تندرست و توانا ہو جاتے ہیں۔

کون اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ "اہلِ ظاہر کے مُشک کی خوشبو تو فانی ہے، یعنی چند گھنٹوں یا کچھ دیر میں خوشبو ماند پڑ جاتی ہے"، مُشکِ ذاتِ پاک الٰہی باقی ہے اور دائمی ہے۔ شریعت درحقیقت اس عالمِ ظاہر کو مہکا دیتی ہے۔ اور طریقت و معرفت عالمِ حقیقت کو معطر کر دیتی ہے۔ ہر انسان اپنی پسند کے مطابق خوشبو کا استعمال کرتا ہے۔ چاہے وہ وقتی خوشبو لگائے یا اپنی حیاتِ ابدی کو دائمی خوشبوؤں سے مہکا دے اور خود بھی معطر ہو جائے۔ اہلِ ظاہر کی زبان تو ایک تیز دھاری

Marfat.com

چھری کی طرح چلتی ہے۔ اور اہلِ باطن کی گویائی، خاموشی، نگاہ ناز سے بولتی ہے۔ اہلِ ظاہر کی چیرتی ہوئی زبان اور وقتی مسکراہٹوں کو لوگ خوشیوں کا نام دیتے ہیں۔ اور جو اہلِ عشق کی آنکھوں سے محبت کے جام آنسو بن کر چھلکتے ہیں اہلِ ظاہر اسے غم کا نام دیتے ہیں۔ اہلِ محبت اللہ کے عشق کے گوہر یعنی اپنے اشکوں سے تجارت کرتے ہیں، اور روز بہ روز حوضِ کوثر کے پیمانے کو اپنے اشکوں کے خزانوں سے وسیع تر اور حسین تر بنانے جا رہے ہیں۔ اہلِ دنیا کی خوشیوں میں اہل محبت کے غم دل کا حصّہ نہ سہی، مگر اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ اشکِ محبت سے بھرنے والے حوضِ کوثر کے جام میں اہلِ دنیا بھی ایک بہت بڑا حصّہ ہے۔ اہلِ دُنیا کی پیاس پانی سے بجھتی ہے، اور اہلِ محبت کے قلب و روح کی پیاس ندامت کے آنسوؤں سے بجھتی ہے۔ اہلِ محبت اپنے ہی خونِ جگر کو آنکھوں سے اشک بنا کر بہاتے ہیں اور خود ہی اپنے اشکوں کو پی کر اپنی پیاس بجھا لیتے ہیں۔

اشک آنکھوں سے تھمتے نہیں ہیں
عشق نیر ستائے تو میں کیا کروں!

اے اہلِ ظاہر اگر اشکِ محبت نہ ہوں، تو عکسِ قلب و روح ہمیشہ کے لئے پیاسے رہ جائیں گے۔ اہلِ ظاہر ماہِ رمضان کے روزے رکھ کر پیاس کی تکلیف اور شدت کو سمجھ سکتے ہیں، مگر اس حقیقت سے

Marfat.com

کون انکار کرسکتا ہے کہ ماہِ رمضان کی پیاس کی شدّت سے آنسو کبھی کوئی نہیں بہاتا، اس لئے کہ یہ پیاس وقتی ہے۔ اس بات سے کون انکار کرسکتا ہے کہ شدّتِ پیاس سے تو اہلِ تقویٰ و رضا کے آنسو تک سوکھ جاتے ہیں اور یہ بات اہلِ کربلا خوب جانتے ہیں۔
اے اہلِ ظاہر، جسم کی پیاس کا پانی اور ہے اور قلب و روح کی پیاس کا پانی اور ہے۔ اور یہ بات اہلِ ظاہر کے گمان کے قیاس سے میلوں میل دُور کی بات ہے۔
اہلِ ظاہر نزدیک کی سوچ میں لگے ہوتے ہیں۔ اور اہلِ محبت کو آخرت کی فکر کا غم کھائے جا رہا ہے۔ اور عالمِ غم میں صرف اور صرف ندامت کے آنسو ہی راحت و تسکین پہنچاتے ہیں۔ اہلِ ظاہر ایک عمر دراز کاٹ کر بھی شاید ناخوش رہیں گے۔ مگر اہلِ محبت چند روز غمگین رہ کر صبر و شکر سے کام لے کر دائمی راحت اور ابدی خوشیاں پالیں گے۔ انشاءاللہ!

اس زخمِ جگر کو سینا کیا
مرنے کے لئے جینا کیا
پھونک ڈالتے ہیں جگر دلدار
کہ غم میں یوں نہ گھُلا کرو!

مولانا رُوم اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

Cry over your sins, for the sake of mercy and love for Allah. The more the candle cries, the brighter it burns, the more the clouds cry over the twigs, the richer and greener the tree grows.

(یعنی) شمعِ عشق محفلِ محبت میں جتنا جلتی پگھلتی، گھلتی رہے گی، اتنی ہی محفل نورانی ہوتی جائے گی۔

اور جتنا ساون کے بادل درختوں کی ٹہنیوں پر گریہ کرتے جائیں گے، اتنی ہی درختوں پہ ہریالی اور شادابی آجائے گی۔

ے
میں چُپ کھڑا ہوا ہوں دربارِ مصطفےٰ میں
آنکھوں سے بولتا ہوں دربارِ مصطفےٰ میں
آنسو نداموں کے ہیں چشمِ غم سے جاری
چُھپ چُھپ کے رو رہا ہوں دربارِ مصطفےٰ میں
کیا اب بھی میرے رب کا مجھ پر کرم نہ ہوگا
اب تو میں آگیا ہوں دربارِ مصطفےٰ میں !
کرنیں نکل رہی ہیں میرے وجود سے بھی
میں "نُور" بن گیا ہوں دربارِ مصطفےٰ میں
دل میں سما گئی ہے اپنائیت کی خوشبو
میں "مُشک" بن گیا ہوں دربارِ مصطفےٰ میں

راہِ دردِ محبت، درحقیقت غم خواہ کا دواخانہ ہے۔ اور زخمِ جگر

Marfat.com

محبت میں گھائل دیوانوں کی دوا۔ اور دردِ عشق سے بہلنے والے آنسو از خود عشق کے زخموں کا مرہم۔ یہ عجیب بات ہے کہ روگ بھی اپنے اندر، دوا بھی اپنے اندر، مرض بھی اپنے اندر، شفا بھی اپنے اندر، مریض بھی اپنے اندر، طبیب بھی اپنے اندر، زخم بھی اپنے اندر اور مرہم بھی اپنے اندر۔ آتشِ عشق بھی اپنے اندر، اور اشکِ محبت بھی اپنے اندر۔ راہ بھی اپنے اندر، راہی بھی اپنے اندر، منزل بھی اپنے اندر، منزلِ مقصود بھی اپنے اندر۔ مئے بھی اپنے اندر، نشہ بھی اپنے اندر۔ جام عشق بھی اپنے اندر اور پیمانۂ بے خودی بھی اپنے اندر۔ ظاہر بھی اپنے اندر، باطن بھی اپنے اندر۔ ذات بھی اپنے اندر، وجود بھی اپنے اندر۔ طلب بھی اپنے اندر مطلوب بھی اپنے اندر۔ محبوبؐ بھی اپنے اندر اور معبود بھی اپنے اندر۔ راحت بھی اپنے اندر اور غم بھی اپنے اندر۔ اور راحت تیرے غم کے اندر۔ اور کوئی اس حقیقت کے اندر اور اندر ایک گہرا غم۔ اور غم راحت، عشق حقیقت میں گم یکجان۔

یعنی اندر باہر تُو اور صرف تُو اور تُو میرے اندر۔ اور سب سے بڑھ کر قرار درد، محبت کے اندر۔ اور راحت، غم عشق کے ماروں کے اندر۔ ؎ سب کے زخموں کے مرہم آپ ہی ہیں

آپ ہی ہیں شفا، دل جلوں کی دوا

شاہِ افضل نما رالعہ!

Marfat.com

رابعہ میری جان رابعہ

ایمان رابعہ

اے اہلِ محبت ! میں اس حقیقت کی عظمت سے انکار نہیں کر سکتا، تیرا باطن میرے ظاہر کے اندر۔ میری حیات ابدی تجھ میں فنا ہو جانے کے اندر۔ آغازِ زندگی موت کے اندر اور انجامِ موت دوبارہ آغازِ زندگی کے اندر۔ میرا غم تیری خوشی کے اندر۔ میری گویائی تیری خاموشی کے اندر۔ میرا ہوش تیری بے خودی کے اندر۔

ہم ایک دوجے کے اندر، جیسے وفا محبت کے اندر، انتظار بے قراری کے اندر، مہک مُشک کے اندر، روشنی نُور کے اندر، نشہ مئے کے اندر۔ دھڑکن دل کے اندر، روح جسم کے اندر۔ "آتش" عشق کے اندر۔ راحت غم کے اندر، اشک آنکھ کے اندر۔ اور تُو اور صرف تُو میرے اندر، اور ہم عالم گم کے اندر۔ میرا حسن تیرے جمال کے اندر۔ میرا رنگ تیرے روپ کے اندر۔ میری حقیقت تیرے راز کے اندر، اور تیرا راز میرے پردے کے اندر۔ تیرا ذکر میری سانسوں کے اندر، اور تیرا نام میرے دل کی ہر دھڑکن کے اندر۔ میرا تصور تیرے خیال کے اندر۔ میرا خیال ہر دم تیری یادوں کے اندر۔ میری فکر تیرے احساس کے اندر۔ اور ہم عالمِ محبت کے اندر، اور عالمِ محبت محبوب کے اندر، اور عالمِ محبوبؐ ذاتِ لامکاں معبود کے اندر، عشقِ الٰہی

Marfat.com

عشقِ محبوبؐ کے اندر، اورغمِ الٰہی فکرِ حبیبؐ کے اندر، اور صدمۂ ہجر ہجر کے ماروں کے اندر، اور قرارِ ہجر معراج کی عظمت کے اندر، اور معراجِ حقیقت دیدارِ یار کے اندر، اور دیدارِ قوت، قوتِ برداشت کے اندر اور قوت برداشت صرف اور صرف عشقِ حقیقی کے اندر، اور عشقِ حقیقی صبرِ جمیل کے اندر، اور صبرِ جمیل صابر ثانی کے اندر، اور صابر ثانی افضل شاہانی کے اندر، اور افضل شاہانی رالعبہ ثانی کے اندر۔ کون کس کے اندر تُو یا ہیں، کون کس کے اندر؟

میرا مرنا تیرے جینے کے اندر، میرا رونا تیرے ہنسنے کے اندر، تیرے خواب میری آنکھ کے اندر، میرا سُکھ تیرے دُکھ کے اندر۔ میری نماز تیری یاد کے اندر، میری نجات تیری شفاعت کے اندر، میری جزا تیری رضا کے اندر۔ میری تعبیر تیری تفسیر کے اندر۔

مجھے پانا تیری عطا کے اندر، تیری عطا تیرے ظرف کے اندر اور تیرا ظرف تیری اداؤں کے اندر، تیری ادا نا کے اندر اور تیری نہ ہاں کے اندر۔

میں اس حقیقت کی عظمت سے انکار نہیں کر سکتا کہ
تُو اس طرح سے میری زندگی میں شامل ہے
جہاں بھی جاؤں یہ لگتا ہے تیری محفل ہے

اے میرے آقائے، مولائے، مُرشدی، مجھے اپنے اندر سے کبھی باہر

Marfat.com

مت نکالنا۔ اس لئے کہ اب میرا تو جینا مرنا صرف اور صرف تیری ذاتِ باقی کے اندر۔ اور میری بقا تیرے نامِ پاک کے اندر۔ جس طرح انتہا آمد طلب حق، بیعت انتہا، رخصت کے اندر، کون کس کے اندر۔

؎

نہ تھا کچھ تو خدا تھا، کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے، نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

Marfat.com

باب ۹۳

تجلّی آپ کے نُور کی

آج صبح مزار شریف پر اپنی ایک رُوحی بہن سے ملاقات ہوئی۔
ہماری یہ روحی بہن دیکھنے میں کمزور، چپ چاپ، سہمی ہوئی اور کچھ ڈری ڈری سی دکھائی دیتی ہے۔ مگر یہاں پر اس بات کا اظہار کرنا لازمی ہے کہ اس عارفی، افضلی بچّی کے چُپ میں ایک گہری سوچ، اور فکر اور باطنی گویائی کا خزانہ چھُپا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو انگریزی زبان اور انگریزی ادب لکھنے میں مہارت عطا کی ہوئی ہے۔ اور حضرت صاحب اور قلندرہ صاحبہ کی یہ منفرد بیٹی، انگریزی کے مشہور روزنامہ اخبار ڈان میں کالم نویس کی حیثیت سے اپنی صلاحیتوں کی خدمات بخوبی انجام دے رہی ہیں۔ ماشاء اللہ، اللہ تعالیٰ مرشدین کے صدقے اور وسیلے، ان کو خوب دینی و دنیاوی کامیابیاں اور ترقیاں عطا فرمائیں۔ (آمین)

صبح کو مزار شریف پر جب میری ان سے ملاقات ہوئی، تو میرے کہنے کے مطابق اس عارفی بہن نے مجھے انگریزی زبان میں ترجمہ شُدہ' موضوعِ تصوّف و معرفت پر لکھی ہوئی ایک نایاب کتاب (Divine Flashes) پاکیزہ تجلّیات، جو کہ مشہور زمانہ صوفی بزرگ' فخر الدّین

Marfat.com

اسحاق رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف کردہ ہے تحفتہً پیش کی۔ اور بیشک یہ کتاب علم ونُور کا خزانہ ہے۔ یہ کتاب لیتے وقت میں نے اپنی بہن سے کہا کہ کیا یہ کتاب آپ مجھے ہمیشہ کے لئے دے رہی ہیں یا پھر وقتی طور پڑھنے کے لئے دے رہی ہیں۔ تو اس پر اس بچی نے اپنے سہمے ہوئے لہجے میں ایک پل کے لئے کچھ سوچا اور کہنے لگی کہ یہ کتاب آپ کے لئے ہے۔ اور بطورِ عیدی آپ کو پیش کر رہی ہوں۔ میں نے کتاب لے کر شکریہ ادا کیا۔ اور جب گھر آکر کتاب کھولی تو، اس کے پہلے صفحہ پر ایک گزارش تحریر کی ہوئی تھی۔ کہ

"یقیناً اس کتاب کے نورِ معرفت سے آپ مجھ سے زیادہ فیض یاب ہوں گے۔ میرے پاس اس نایاب کتاب کی ایک ہی اصل کاپی ہے، جو آپ کو پیش کر رہی ہوں، اور شاید اب اس کتاب کی دوسری کاپی بازار میں دستیاب نہیں۔ اور نہ ہی اس وقت میرے پیر کی ایسی حالت ہے کہ میں جاکر دوسری کاپی تلاش کر سکوں۔ ازراہِ کرم اگر ہو سکے تو مجھے اس کتاب کو وقتی طور واپس دیجئے گا تاکہ میں اس کی فوٹو اسٹیٹ اپنے لئے کرالوں، اور اس کے نوری فیض سے محروم نہ رہوں۔"

خیر، بہرحال جب رات ہوئی اور میں نے اس کتاب کا مطالعہ

Marfat.com

کرنا شروع کیا، تو حضرت فخر الدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے "نُور" کے متعلق ارشاد کردہ یہ عبارت پڑھی اور (جوم) جا کر عین میرے دل پر لگی۔

"Light will not burn Light" for the lesser radiance is sucked in to the greater and absorbed. All light is One but Colours are thousand fold.

یعنی نُور، نُور کو نہیں جلاتا۔ نُور کامل ہر رنگ کی تجلّی کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔ (1x1=1) So simple یہ قول پڑھتے ہی حضرت صاحب، قلندرہ صاحبہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے نُور میں غرق سا ہو گیا۔ نُور کی حقیقت ایک ہی ہے، مگر رنگ جُدا جُدا۔ اور مجھ پر اس عجیب رنگین روشنی کا نشہ سا چھا گیا، اور میں مدہوش سا ہو گیا۔ اور پھر بار بار اس عبارت پر قلب و رُوح سے تکرار کرنے لگا۔ جس طرف بھی نگاہ اُٹھاتا ایک نُور لازوال کا سمندر نظر آتا۔ کبھی حضرت صاحب کے رُوپ میں، کبھی قلندرہ صاحبہ کے رُوپ میں، اور نہ جانے کس کس کے رُوپ میں۔ واللہ اعلم بالصّواب!

اسی حالت و کیفیت میں اذانِ عشاء ہوئی۔ اور میں واش رُوم میں وضو کی نیت سے گیا۔ وضو کرنا شروع کیا اور دورانِ وضو میری نظر اپنے اوپر جلتے ہوئے تیز روشن بلب پر پڑی۔ اچانک دل سے ایک زوردار صدا نکلی "نُور، نُور کو نہیں جلاتا"، ابھی یہ پُکار دل سے نکلی ہی تھی کہ دیکھا

Marfat.com

اس نوری صدا کو سُن کر بلب بے چارہ بے قصور جل گیا۔ اور اس کے اندر سفید دُھواں سا بھر گیا، جیسے آسمان کی سطح پر بادل چھا گئے ہوں۔ میں نے اس بلب کو اُتارا اور اس کے اُوپر یہ عبارت تحریر کی۔ "Light does not burn Light" "The fire of Love needs wood of Beloved to burn" اور اپنے پاس تبرکات میں محفوظ کر لیا۔ جب میں اپنے کمرے میں نمازِ عشاء ادا کرنے آیا اور کمرے کا بلب روشن کرنا چاہا تو یکے بعد دیگرے دو اور معصوم بلبوں کا یہی حال ہوا۔ نور کی شدت کی تاب نہ لاتے ہوئے جل گئے۔ سبحان اللہ، میرے آقائی، مولائی، مرشد، آپ کے چشت اہلِ بہشت کے نُور کا معاملہ کچھ اور ہے، یہ نُور صابری ہے۔ اور صابری نُور کی شان جلالی ہے۔

تجلی آپ کے نُور کی ! ہیں ذرّہ خاک کا ہی سہی
میں خود پہ جو اگر آؤں ! شعلہ کیا آگ بن جاؤں
شاہِ افضل میرے مولا ! رابعہ میری والی ہیں

مولانا روم علیہ رحمت مثنوی میں فرماتے ہیں:۔

آتشِ عشق کو جلنے اور بھڑکنے کے لئے، محبت کی لکڑی کی حاجت ہے۔ چشت اہلِ بہشت اپنی نگاہِ فیض سے بندے کے قلب میں اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلّم کے عشق کی چنگاری پھونک دیتے ہیں جلنے اور بھڑکنے کے لئے۔

Marfat.com

باب ۹۴

سپردِ حق

مجھے آج بھی حضرت صاحب کی الوداعی رسومات کا وقت اس طرح یاد ہے کہ جیسے ابھی کچھ دیر پہلے کا واقعہ ہو۔ رات کے دس گیارہ بجے کے درمیان کا وقت تھا جب حضرت صاحب کو اپنے حقیقی خالق و مالک کے سپردِ حق کیا جا رہا تھا۔

صاحب قدرت نے اپنے دوست کے استقبال کے لئے ان کی آخری آرام گاہ کی زمین کو مخمل سے زیادہ نرمی و ملائمت عطا کر دی تھی۔ ایک شب پہلے رضی صاحب اس وقت مزار حضرت غازی بابا رحمتہ اللہ علیہ کے دامن میں موجود تھے، جس وقت حضرت صاحب کی آخری آرام گاہ تیار کی جا رہی تھی۔

رضی صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ شاہ غازی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پاک کے احاطہ کی زمین پہاڑی اور پتھریلے علاقہ پر واقع ہے۔ جب حضرت صاحب کے لئے زمین تیار کی جا رہی تھی، تو جیسے زمین کو کھودا جاتا تو بجائے سخت پتھریلے زمینی ٹکڑے نکلنے کے نرم ریتیلی مٹی نکلتی آ رہی تھی۔ رضی صاحب

Marfat.com

کہتے ہیں کہ زمین اتنی آسانی سے تیار ہو رہی تھی۔ جیسے کوئی کیک کے پیس نکال رہا ہو۔ ساری رات ہلکی ہلکی بوندا باندی ہوتی رہی حضرت صاحب کی آرامگاہ کو مشک و گلاب سے معطر کیا گیا۔

جب حضرت صاحب کی بارات کو ان کی آرامگاہ تک لایا گیا، تو یہ رات دس گیارہ بجے کا وقت تھا۔ مخلوق خدا کا ایک ہجوم تھا اور تمام عارفین اور افضلین موجود تھے۔

حضرت صاحب کی آرام گاہ میں تمام مقدس تبرکات رکھے گئے، جن میں غلافِ خانۂ کعبہ کا ایک پیارا سا چھوٹا سا حصہ، خواجگانِ چشت اہلِ بہشت کے مزاراتِ اولیاء کے خصوصی تبرکات، جن میں حضرت علی احمد صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پاک کا تبرک، جو کہ حضرت صاحب کے سینۂ مبارک پر رکھ دیا گیا۔

جس وقت حضرتِ صاحب کی رُخصتی کی رسومات ادا کی جا رہی تھیں اور سب حاضرین حضرت صاحب کی جانب متوجہ تھے، تو اس وقت میری نگاہیں ہماری آقائی، مولائی، مرشدی قلندرہ رابعہ ثانی کو دیکھ رہی تھیں۔ میں نے دیکھا کہ قلندرہ صاحبہ کی روحِ مبارک آپ کے جسمِ اطہر سے نکلی۔ رُوح نے جسم سے رخصت لی اور اپنے محبوب مرشد کی خواب گاہ میں داخل ہوئی، اور اپنے آقا کے قدموں سے جا کر لپٹ گئی۔

Marfat.com

میں نے دیکھا کہ قلندرہ صاحبہ نے اپنے دستِ مبارک سے ایک مٹھی بھر الوداعی مٹی اٹھائی اور خود اپنی روح کے اوپر حضرت صاحب کی آرام گاہ میں ڈال دی۔ جسم نے رُوح کو الوداع کہا۔ اور رُوح نے جسم کو۔ کیسا عجیب رُوح پرور منظر تھا کہ قلندرہ صاحبہ کا جسم اطہر حضرت صاحب کے مزار شریف کے باہر تھا، ہم عارفین و افضلین سب کے درمیان، اور آپ کی روح پاک اپنے آقا و مولیٰ کے ساتھ اس دنیا سے رخصت لے کر اپنے حقیقی خالق و مالک کے نور سے جا ملی تھی چاروں طرف سے درود و سلام کے نذرانے پیش کئے جا رہے تھے اور دوست کی بارات اپنے دائمی دوست کے گھر پہنچ چکی تھی۔

قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ :۔

''رابعہ! جب میں اس دنیا سے وصال کر جاؤں، تو پریشان مت ہونا۔ صرف چار آدمیوں کا انتظام کرنا جو ہمیں ہماری قبر میں ڈال آئیں پھر وہاں میں اپنے اللہ سے سوال کروں گا کہ اے میرے اللہ! اس فقیر نے اپنی ساری زندگی تیری یاد اور تیری مخلوق کی خدمت میں گزار دی۔ بتا اب تیرے دربار میں میرے لئے کیا ہے؟''۔

Marfat.com

باب ۹۵

فرمانِ نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رمضان المبارک کی آج ۱۲ تاریخ ہے۔ الحمدللہ رمضان المبارک خیر و خوبی اور اپنی پوری رحمتوں اور برکتوں سے گزر رہا ہے۔ آج واقعی ایک مُبارک اور پُررونق دن ہے۔ ہر طرف سے نویدِ مسرّت کے پیام و پیغام آرہے ہیں۔ آج صبح قلندرہ صاحبہ کو بہت خوش پایا۔ قلندرہ صاحبہ کو خوش دیکھ کر ہم عارفی، افضلی بچے خوشی سے کھِل اُٹھتے ہیں۔ جی اُٹھتے ہیں۔ قلندرہ صاحبہ اور حضرت صاحب کے دربار اولیاء میں حاضری کے بعد جب میں اپنے ہسپتال پہنچا، تو سب سے پہلے مجھے فیصل عارفی افضلی کا پیارا سا مسکراتا ہوا روشن چہرہ نظر آیا۔ فیصل کو دیکھ کر نہ جانے کیوں مجھے ایک عجیب سی خوشی ہوتی ہے شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ جو اس کے پیار کرنے کی ادا ہے وہ کچھ نرالی ہے۔ ایمان تو نام ہی عشقِ صادق کا ہے۔

مرشدِ پاک فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر کرم فرماتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو توبہ کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ جب اس کی توبہ قبول فرماتا ہے، تو اس بندے کو اپنی اور اپنے

Marfat.com

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور مرشدین کی محبت عطا فرماتا ہے۔ جو شخص جتنی محبت کا مالک ہے، وہ اُتنی روشنی کا مالک ہے۔ اور اس روشنی میں بندہ اپنے رب کے عطا کردہ نورِ معرفت اور نورِ بصیرت سے دیکھتا ہے۔

فیصل سے ملاقات ہوئی۔ آج وہ بڑا خوش اور پُر نور نظر آرہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے ہاتھوں میں ایک بند لفافہ تھا۔ فیصل نے ڈرتے اور کانپتے ہوئے ہاتھوں سے یہ لفافہ مجھے تھمایا اور خاموش رہا۔ کچھ پل کے لئے میرے سامنے کھڑا رہا۔ اور پھر اپنا سر جھکایا اور اپنی لیبارٹری کے سیکشن میں کام کرنے چلا گیا۔ جب میں نے لفافہ کھولا تو اس میں یہ تحریر تھا۔

فیصل عارفی افضلی لکھتا ہے کہ آج رمضان المبارک میں بعد از سحری اور نمازِ فجر جو مجھ بندۂ ناچیز پر کرمِ الٰہی اور نگاہِ حضرت صاحب کا نزول ہوا، اس خصوصی نظرِ کرم کو میں اپنی زبان سے بیان نہیں کرسکتا۔ اور جو میری ظاہری اور باطنی حالت ہو رہی ہے، اُسے بھی میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔

بعد از نمازِ فجر میں کچھ دیر سونے کی غرض سے اپنے بستر پہ لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر لیٹنے کے بعد جب میری ظاہری آنکھ بند ہوگئی اور قلب کی آنکھ کھُلی تو ایک نورانی منظر دکھایا گیا۔ یہ منظر حضرت صاحب کے دنیاوی وصال پاک کے بعد کا ہے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب

Marfat.com

لیٹے ہوئے ہیں، اور آپ کی آنکھیں بند ہیں۔ فراز بھائی نے مجھے، حضرت صاحب کا دیدار پاک کروایا، اور پھر حضرت صاحب کے چہرۂ انور پر ایک چادر ڈالنے لگے کہ اتنے میں ایک نورانی شخصیت تشریف لائے اور فراز بھائی کا ہاتھ پکڑ کر فرمانے لگے: "تم سب جتنا درود شریف پڑھ سکتے ہو پڑھو۔ خوب درود شریف کی کثرت کرو۔ اور پھر ارشاد فرمایا کہ حضرت صاحب کا چہرۂ مبارک کھلا ہی رہنے دیا جائے۔ حکم ہے کہ شاہ افضل کے چہرے کو چھپایا نہیں جا سکتا۔ ارشاد ہوا کہ یہ نورانی شخصیت ہمارے پیارے آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اس کے بعد میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب حیات ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے، سجدۂ تعظیم کرو۔ میں نے فوراً حضرت صاحب کے قدموں میں اپنا سر رکھ دیا۔ حضرت صاحب اللہ تعالیٰ سے فرماتے ہیں: "اے اللہ! یہ میرے بچے ہیں، ان سے محبت کرو۔"

یہ سارا منظر دیکھنے کے دوران ظاہری طور پر میرے جسم کی حالت ایسی ہو گئی تھی، جیسے میرے جسم میں سے میری روح الگ ہوئی جا رہی ہو۔ زندگی میں پہلی بار حضرت صاحب میرے خواب میں تشریف لائے تھے، وہ بھی شانِ فقیرِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھرپور انداز میں۔ فقیرِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے اور فخرِ فقیرِ شانِ محمدی آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں۔

Marfat.com

بن کے گدا شاہِ افضلؔ کا
جب میں چلا درِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)
افضل ہی افضل میں کہتا گیا
جب میں گیا درِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)
کیسا کرم یہ مجھ پہ ہوا
رنگا گیا درِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)
نُورِ خُدا کا ہر رنگ ملا
جب میں گیا درِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)
ہر رنگ مجھ کو رنگا گیا
رنگیں بنا درِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

مطالعہ

علم و نور، رشد و ہدایت کے لازوال سمندر حضرت صاحب فرماتے ہیں: "رابعہ، کبھی مطالعہ نہ چھوڑنا۔" قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ "Publications are the backbone of any Silsila" یعنی کسی بھی سلسلے کی دینی کتب (کتابچے) اس سلسلے کی ریڑھ کی ہڈی کے مانند ہوتی ہیں۔

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ جب حضرت صاحب نے اپنی تصنیف "طریقت کے چراغ"، تحریر کرنا شروع کی تو لگاتار تین دنوں تک حضرت صاحب کا قلم لکھتا رہا۔ نہ تو آپ کے قلم نے آرام کیا، نہ کچھ کھایا اور نہ سویا۔ بس لکھتا ہی رہا، چلتا ہی رہا۔ صرف نماز کے اوقات میں آپ نماز ادا کرنے کے لئے اٹھتے اور پھر مشغولِ تحریر ہو جاتے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ صرف ایک مرتبہ حضرت صاحب کے شیفرڈ قلم میں سیاہی بھری گئی، اور اسی سیاہی سے پوری کتاب تحریر کی گئی۔ جب تین دن گزر گئے، تو حضرت نے اپنا قلم رکھ دیا اور اس کے بعد اس میں ایک لفظ کا بھی اضافہ نہیں فرمایا۔ اور مکمل تحریر شدہ کتاب قلندرہ صاحبہ کو عطا کر دی اپنے روحی بچوں، عقیدت مندوں، اور مخلوق خدا کی رہبری و رہنمائی کے لئے۔

Marfat.com

باب ۹۷

بسیرا

اپنے حقیقی نشین کے مسکن میں بس جانے کا نام بسیرا ہے۔ اور یہ بسیرا ایک آستانہ ہے عاشقانِ حق کا۔ یہ اس آشیانے کے مکین اس بسیرے میں بس جانے کے بعد لاکھ بلانے پر بھی کبھی واپس نہیں آتے۔

یا نُورِ دستگیر حضرت صاحب!

السلام علیکم۔

بعداز دست بوسی وقدم بوسی حاضر خدمت ہے میرا یہ خواب!

آپ کی نگاہِ کرم سے میں دیکھ رہا ہوں کہ قلندرہ رالعہ ثانی صاحبہ اور میں اپنے آقا و مولا حضرت صاحب سے ملاقات کرنے مدینہ منورہ مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں حاضر ہوتے ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے دلبر حضرت صاحب کا مسکن مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ہے۔ اور آپ عین گنبدِ خضرا میں ہمیشہ سے بسیرا اختیار کیے ہوئے ہیں۔ حضرت صاحب کا حجرۂ مُبارک گنبدِ خضرا کے نُوری سایہ و دامن میں ہے۔ یوں معلوم ہو رہا ہے کہ جیسے گنبدِ خضرا ایک دل ہے اور حضرت صاحب اس دل میں دھڑکن کی طرح بسے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

حضرت صاحب ہماری آمد کی خبر پاکر بہت خوش ہوتے ہیں۔ قلندرہ صاحبہ اور مجھ کو اپنے ساتھ گنبدِ خضرا کے آشیانہ میں لے آتے ہیں۔ حضرت صاحب ہمیشہ کی طرح پُرنُور و پُرجمال نظر آرہے ہیں۔ اور آپ کے نُورانی وجود میں سے سفید رنگ کی پاکیزہ تجلیات کا ظہور ہو رہا ہے۔ ہم کافی دیر تک حضرت صاحب کی خدمتِ اقدس میں حاضر رہے۔ آپ نے ہماری خوب خاطر تواضع کی، اپنے دلفریب مہمان نواز انداز میں۔ آپ سے رخصت ہوتے وقت ہم نے حضرت صاحب سے عرض کی کہ آپ بھی ہمارے ساتھ واپس تشریف لے چلیں۔ ہماری اس گزارش پر حضرت صاحب وجد میں آکر والہانہ انداز میں یہ شعر پڑھتے ہیں: ؎

دیوانے کو دیوانگی اپنے آقا کے در لے آئی ہے

اب آپ کا در چھوڑ کر (ہم دیوانے) جائیں کہاں

حضرت صاحب کا یہ شعر سُنتے ہی میرے اندر سے ذکر اللہ کی آوازیں بلند ہوتی ہیں، اور میں مست والست ذکر میں ڈوب جاتا ہوں۔ جب ذکر کے بعد میں نے اپنی آنکھیں کھولیں تو دیکھتا ہوں کہ حضرت صاحب، قلندرہ صاحبہ اور میں گنبدِ خضرا کے سبز سُہانے، نُوری سایہ میں کھڑے پُرنُور ہیں۔ حضرت صاحب نے ایک سبز رنگی نوری پوشاک زیبِ تن فرمایا ہوا ہے۔ مسجد نبوی کے احاطہ میں محفل سماع ہو رہی ہے۔ نعتِ رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھی جا

Marfat.com

رہی ہے۔ حضرت صاحب مست والست عشقِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں محوِ رقص ہیں۔ ذکر اللہ کر رہے ہیں۔

وجد و مستی میں جھومتے و گھومتے جا رہے ہیں۔ حضرت صاحب کا رقصِ عاشقانہ و دلبرانہ اپنے حسنِ حقیقی کے عروج پر ہے۔ ذکرِ جہری اللہ اللہ اللہ کی صدائیں گونج رہی ہیں۔ سارا مدینہ منورہ محوِ رقص و شاملِ ذکر تھا۔

یار دے اگے سجدہ کر دے
مولیٰ در دے ویکھے
اپنے یار مناونڑ لئی
اسی سیّد نچدے ویکھے

Marfat.com

باب ۹۸

رقصِ کائنات

نمی دانم کہ آخر چوں دم دیدار می رقصم
مگر نازم بہ ایں ذوقے کہ پیشِ یار می رقصم

اے میرے دوست! تو اگر محفلِ سماع کی باطنی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے، تو کم از کم عاشق بے خود کے رقصِ مدہوشی کی ظاہری عظمت کو ناجائز تو قرار مت دے۔ اے میرے دوست تو عاشقِ حقیقی کی حالتِ بے قراری سے ناواقف ہے، اس لئے کہ جو بے قرار ہے وہ بے اختیار ہے۔ اور جو بے قرار ہے وہ خود سے اور سب اہلِ ظاہر سے بے نیاز ہے۔ اور یہ خود سے بے خودی ایک مدہوشی ہے۔ اور یہ مدہوشی ایک دیوانگی ہے، اور بخدا دیوانے پر کوئی حد عائد نہیں ہوتی۔ نہ تو شرعی اور نہ ہی دُنیاوی۔ دیوانہ اپنے ہر فعل کے، عمل کے احساس ذمہ داری سے بے خبر اور بَری ہوتا ہے۔

دیوانگی نام ہے ظاہری ہوش گنوانے کا۔ جس نے اللہ کی راہ میں اپنا ہوش گنوایا در حقیقت اس نے راہِ معرفت و حقیقت میں ہوش پایا۔ اور جس نے باری تعالیٰ کی ذات بابرکت و رحمت میں ہوش سنبھالا، وہ

Marfat.com

کس طرح ناقص عقل کا ہوش برقرار رکھ سکتا ہے۔ جس کو اللہ اور اس کے رسُول کی حقیقت سمجھ میں آ گئی، اس کے لئے فانی دنیا کی ظاہری حقیقت کوئی معنی نہیں رکھتی۔

اے میرے دوست! جس کو اللہ کی اور اس کے پیارے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دیوانگی کا مرض لاحق ہو جائے، تو وہ کیسے سمجھداروں عقل مندوں اور دنیا فہموں میں شمار ہو سکتا ہے۔ دنیا داروں کی عقل کے مطابق کیسے عقل مند کہلایا جا سکتا ہے۔ ان اللہ کے دیوانوں کو اہلِ محبت، مستانوں کا نام دیتے ہیں۔

اللہ اور اس کے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دیوانگی و مستانگی ایک روگ ہے۔ اور اس روگ کا نام جنون ہے۔ اور جنونِ الٰہی ایک روحانی و قلبی روگ ہے۔ جب کوئی اس مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے، یا یوں کہا جائے کہ نگاہِ کرمِ الٰہی سے جب کوئی اس مرض میں مبتلا کیا جاتا ہے، تو پھر روگِ دیوانگی عاشق کے دل میں گھس کر، رُوح میں اُتر کر اور ذات و وجود میں مکمل طور پر حل و شامل ہو کر دیوانہ وار اپنے یار، اپنے دل دار کو پُکارتا ہے، ڈھونڈتا ہے۔ پھر تو گلی گلی، کوچہ کوچہ، نگر نگر، صحرا صحرا، وادی وادی، جنگل ہو یا بیاباں، کھنڈرات ہوں یا محلات، زمین ہو یا فلک، عرش ہو یا فرش، بحر ہو یا بر، بس ہر وقت ذاتِ یار پیشِ نظر ہوتی ہے۔ اور بنا یار کے پیار و دیدار کہیں بھی قرار نہیں ملتا۔ اگر کسی کو دنیا وی بے چینی

Marfat.com

لاحق ہو جائے، تو وہ شخص ایک جگہ چین سے ٹک کر نہیں بیٹھ سکتا۔ بے چینِ دُنیا، یہاں سے وہاں مارا مارا پھرتا ہے تلاشِ سکون میں، کروٹوں پر کروٹیں بدل کر، کہیں چین و آرام نہیں پاتا۔ خود تو پریشان ہوتا ہی ہے۔ اور اپنے ساتھ دوسروں کو بھی پریشان کرتا ہے۔

بس اے میرے دوست! ایسا ہی معاملہ اہل اللہ کو ذاتِ خدائے پاک اور اس کے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ درپیش ہوتا ہے۔ جس نے جامِ بے خودی نوش کر لیا، وہ درحقیقت نشۂ مستانگی و بے اختیاری میں مدہوش ہو گیا۔ جب مدہوشی اپنی انتہا کو پہنچتی ہے، یا بلکہ یوں سمجھیں کہ معراج مدہوشی کا مقام آتا ہے تو اسے اہلِ محبت، نامِ دیوانگی دیتے ہیں۔ دیوانگی ایک ایسی حالت ہے جو صرف اور صرف اپنے یار و دلدار کو پہچانتی ہے، پکارتی ہے، ڈھونڈتی ہے۔ دیوانہ یار یار پکارتا ہے۔ ہر وقت دربار کی چوکھٹ کے دیوانہ وار چکّر لگاتا ہے، ایک جھلک دیدارِ یار پانے کی خاطر۔ دیدارِ یار پا کر اس کا وجود احساسِ خودی و بے خودی سے مستِ الست جھوم اُٹھتا ہے، جسے اہلِ دل، اہلِ محبت، اہل اللہ رقصِ بے خودی کا نام دیتے ہیں۔ اور یہ رقصِ بے خودی اہلِ محبت کے جسم و قلب اور اس کی روح کی جان ہے۔

اور اے میرے دوست! تُو ہی بتا کہ بغیر جان کے کوئی بھی جسم

Marfat.com

کیسے ایک پل کے لئے زندہ رہ سکتا ہے۔ اہلِ دنیا کہتے ہیں کہ جان ہے تو جہان ہے۔ اور اگر جان ہی نہیں تو جہان کچھ بھی نہیں عشقِ الٰہی حقیقتاً جانِ طالب میں جانِ مطلوب و محبوب پڑ جانے کا نام ہے۔ اور پھر جب جان میں حقیقی جان پڑ جاتی ہے، تو پھر سارا عالم و عالمین محوِ رقص نظر آتے ہیں۔ ہر وقت، ہر لمحہ، شب و روز جس طرف نظر اٹھتی ہے، رقص ہی رقص نظر آتا ہے۔ ؎

اگرچہ قطرۂ شبنم نہ بوید بر سرِ خارے
منم آں قطرۂ شبنم بہ نوکِ خار می رقصم

اے میرے دوست! اگر تُو اہلِ دُنیا کے کہنے میں آکر رقصِ حقیقی کا مُنکر ہو گیا ہے، تو پھر کیا۔ ذرا تھوڑا سا ہوش تو کر۔ اپنی نگاہ ذرا اپنے چاروں طرف دوڑا، تو تُو دیکھے گا کہ خالق العالمین نے تمام کائنات کو محوِ رقص تخلیق کیا ہے۔ اور ہر مخلوق ایک مخصوص اور مقرر کردہ مدار و محور کے گرد محوِ رقص ہے، اپنے ربّ کریم کے حکم کے فرماں برداری کرتے ہوئے اہلِ دُنیا خوب جانتے ہیں کہ نظامِ شمسی ساکت نہیں (بلکہ) محوِ رقص ہے۔ سورج کے گرد۔ زمین، انسان و دیگر غیر انسانی اور تمام سیّارے و ستارے اپنے متعین کردہ محور و مدار کے ارد گرد اپنے مقرر کردہ حدود میں محوِ رقص ہیں۔ اور یہ نظامِ شمسی ربّ العالمین کا خلق کردہ ہے۔ اور تمام نظامِ شمسی اپنے محور و مدار کے گرد چکر پہ چکر لگا رہا ہے، یعنی گھومتے اور جھومتے جاتے

Marfat.com

رہے ہیں بغیر کسی چوں وچرا کے۔

اے میرے دوست! تُو تو بہتر جانتا ہے کہ اپنے محور کے گرد سُورج بھی محوِ رقص ہے، صبح سے لے کر رات ہونے تک۔ اور سُورج کے رقصِ بے خودی کی روشنی سے دُنیا روشن و منور ہو جاتی ہے، اور ہر طرف اجالا پھیل جاتا ہے۔ سُورج کی مست شعاعوں و کرنوں کا رقص، روشنی کرتی اس دنیا تک ناچتی، جھومتی پہنچتی ہیں۔ اور جب اس رقصِ روشنی کا عکس دنیا پہ پڑتا ہے، تو دنیا روشن ہو جاتی ہے اور دنیا والے حرکات و سکنات میں آجاتے ہیں۔ یعنی اپنی اپنی روزمرّہ رقصِ تلاش روزی و دنیا میں لگ جاتے ہیں۔

اے میرے دوست! رقص تو سب ہی کرتے ہیں، چاہتے ہوئے بھی، نہ چاہتے ہوئے بھی۔ کوئی دنیا کے اشاروں پر ناچتا ہے، اور کوئی جامِ ایمان پی کر اپنے حبیب دلدارِ حقیقی کا رنگ و روپ اور حسن و نُور دیکھ کر بے اختیار رقصِ عشق بے اختیاری کرتا ہے۔ اور دنیا والوں کی نگاہوں میں، پاگل کہلاتا ہے۔ صاحبانِ رقص کو اس بات کا یقین و اطمینان ضرور کر لینا چاہیئے کہ ان کے رقص کی ڈور کس کے ہاتھ میں ہے، اس لئے کہ غلط ہاتھوں میں ڈور آنے سے انسان کٹھ پتلی بن جاتے ہیں۔

اس عالمِ ظاہر میں کوئی چیز ساکت نہیں۔ وہ ہر وقت ایک ہلچل میں ہیں۔ اس ہلچل کا نام رقصِ زندگانی ہے۔ اور ہلچل زندگی

Marfat.com

میں ٹھہرنے کا نام اہلِ دنیا موت لیتے ہیں۔

رقص روک کر یا ٹھہر کر یا ساکت رہ کر نہیں کیا جا سکتا۔ جو محوِ رقص ہے، وہ دورانِ رقص اپنے رقص کا رُخ بھی بدلتا ہے، اپنی دل فریب اداؤں سے، اور اپنے رقص کے انداز اظہارِ محبت میں تبدیل کرتا ہے۔ مگر بڑے ہی پیارے، سُریلے، نشیلے، من بھلتے اور روح لبھاتے اندازہیں سے

توآں قاتل کہ از بہر تماشہ خونِ من ریزی
من آں بسمل کہ زیرِ خنجرِ خونخوار می رقصم

برزمینِ اشرف المخلوقات جب اپنے موسم رقص کا ایک رُخ بدلتا ہے، تو اہلِ دُنیا اس رقص کے بدلتے انداز اور رُخ کو دیکھ کر اس کو الگ الگ نام رقصِ موسم دیتے ہیں۔ رقصِ موسم بہار، یعنی رنگ و خوشبو گل و گلزار، گل و مہک کا رقص، رنگینِ نو بہار، حجر و شجر، محوِ رقص ہو جاتے ہیں۔ درختوں کی ٹہنیوں پر پتوں کا رقص سرسراہٹ، بادِ صبا کے پُرکیف جھونکوں کے دوش پر، گل و گلزار پر بے خود بھنوروں کا رقصِ منڈلانا۔ سرسبز و شاداب زمین پر سونا اُگلتی فصلوں، کھیتیوں کا رقص لہلہانا آسمانوں کی اونچائیوں پر ساون کے بادلوں کا رقص برس جانا زمینِ انسان کے اِردگرد دیوانہ وار چاند و چاندنی کا رقصِ عاشقانہ۔ بہتے ہوئے دریا کی موجوں کا رقص روانی۔ سمندر کی اُچھلتی مچلتی لہروں کا ساحلِ سمندر پر

Marfat.com

رقصِ فراوانی۔

آسمانوں میں جھلملاتے ستاروں کا رقصِ شرمانا، حسین کہکشاؤں کا اپنے اپنے جہانوں میں رقصِ کہکشانہ، پگھلتی شمع کی دیا سلائی پر روشنی کی کرنوں کا رقصِ اجلانا۔ جلتی شمع کے گرد دیوانہ وار جانباز پروانے کا رقصِ جادوانہ۔ پیاسی زمین پر برستے بادلوں میں سے بارش کی بوندوں کا سطح زمین پر رقصِ عاجزانہ۔ انسان کے ساتھ لگے اس کے سائے کا رقصِ ساتھیانہ۔ انسان کی رگوں میں دوڑتے خون کا رقصِ فشارِ زندگانہ اور عشقِ حقیقی کا محفلِ سماع میں نگاہِ یار میں رقصِ وجدانہ، مستانہ، دلبرانہ، محرمانہ، عاجزانہ و یارمنانہ ہے۔

بیا جاناں تماشہ کُن کہ در انبوہِ جانبازاں
بصد سامانِ رُسوائی سرِ بازار می رقصم!

اے میرے دوست! کیا تُو نے اہلِ ایمان کا کعبہ کے گرد رقصِ ایمانی نہیں دیکھا۔ کیا اللہ کے فرشتے بیت معمور کے گرد محورقص نہیں۔ جب حکمِ الٰہی رقصِ کعبہ کا حکم دے تو اہلِ ایمان کا طواف ہوتا ہے۔ اور جب خاص الخاص دیدارِ یار پیشِ نظر ہو جائے، تو رقصِ عاشق بے اختیار ہوتا ہے اور یہ رقصِ یارانہ اس وقت تک جاری رہتا ہے کہ جب تک حکمِ یار نہ ہو جائے۔

واعظ کے ٹوکنے سے بھلا رقص روک دُوں

Marfat.com

ان کا یہ حکم ہے کہ ابھی ناچتے رہو

مرشد پاک قبلہ عارفِ لاثانی فرماتے ہیں کہ عالمِ سماع میں مختلف کیفیات ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب کرم فرماتا ہے، تو اپنے چاہنے والوں کو محفل میں بھیج دیتے ہیں۔ ایک نورانی کیفیت طاری ہوتی ہے۔

جنہیں اللہ تعالیٰ نے چشمِ باطن عطا فرمائی ہے، وہ اس نُور کو دیکھتے ہیں اور معبود کی رحمت کے منتظر ہوتے ہیں۔ ملائکہ اس محفل کو نُور کی چادر میں ڈھانپ لیتے ہیں۔ پھر اس نور کی تجلی قلب پر پڑتی ہے، اس تجلی کی دو کیفیات ہوتی ہیں۔ ایک جمالی اور ایک جلالی۔ جلالی تجلی پڑنے سے بندے کی روح مقامِ خوف پر کھڑی ہوتی ہے۔ اور اس پر رقت طاری ہوتی ہے۔

نُور کی شعاعوں سے روح کی غذا ملتی ہے، قلب دُھلتا ہے اور رُوح مقامِ توبہ پر کھڑی ہوتی ہے۔ جونہی قلب میں نُور کا قطرہ ٹپکتا ہے، قلب بند ہو جاتا ہے۔ اور تمام جسم کے ریشے اُبلنے لگتے ہیں۔

Marfat.com

باب ۹۹

وقتِ رخصت

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتے ہیں :۔

"اے میرے بندے ! ایک تیری چاہت ہے اور ایک میری چاہت ہے۔ہوگا وہی جو میری چاہت ہے۔ اور اگر تو نے سپرد کر دیا اپنے آپ کو اس میں جو میری چاہت ہے، تو میں تجھے وہ بھی دوں گا جو تیری چاہت ہے۔ اور اگر تو نے مخالفت کی اس کی جو میری چاہت ہے، تو میں تھکا دوں گا تجھ کو اس میں جو تیری چاہت ہے۔ پھر ہوگا وہی جو میری چاہت ہے۔"

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ حضرت صاحب کے فیضانِ محبت کے سایہ میں رہتے ہوئے اور ان کی شب و روز خدمت گذاری کرتے ہوئے کبھی دل میں اس ازلی حقیقت کا گمان تک نہیں آیا کہ ایک دن حضرت صاحب اس جہانِ فانی میں ہمیں ظاہری طور پر چھوڑ کر رخصت ہو جائیں گے۔ اپنے مالک و خالقِ حقیقی کے دربارِ عالیہ میں

Marfat.com

جوں جوں حضرت صاحب کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کا وقت قریب آتا جارہا تھا حضرت صاحب اس امرالٰہی کی نشاندہی کرتے جارہے تھے۔ قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ ہر سال ہماری سالگرہ کے موقعہ پر سب سے پہلے حضرت صاحب ہمیں سالگرہ کی مبارکباد اور تحفہ دیتے۔ مگر آخری بار آپ نے سالگرہ پر تحفہ عنایت کرتے وقت ارشاد فرمایا: "رابعہ" یہ آخری بار ہے کہ ہم آپ کو تحفہ دے رہے ہیں۔ اگلی بار ہم نہیں ہونگے۔"

ایک دوسرے موقعہ پر حضرت صاحب نشاندہی کرتے ہوئے فرمانے لگے:۔

"رابعہ" اب آپ ہمارے لئے نئے کپڑے بنوانا بند کردیں۔"

راہِ محبت میں اپنے محبوب و مطلوب سے جس طرح ملاقات کرنے کے لئے خوب تیاریاں کی جاتی ہیں۔ اسی طرح وقتِ رخصت بھی، جدائی کے لئے تیاریاں کی جاتی ہیں۔ طالبِ حق کے لئے وقتِ ظاہری جدائی سے بڑھ کر کوئی اور بڑی آزمائش نہیں ہے، اور اس بات کا حضرت صاحب کو شدت سے احساس تھا۔ اس لئے کہ قلندرہ صاحبہ کے لئے اس بات کا قبول کرنا کہ

Marfat.com

کبھی حضرت صاحب سے ظاہری طور دور رہنا ہوگا۔ ناقابلِ برداشت تھا۔ جب حکم الٰہی آن پہنچا، اور حضرت صاحب نے قلندرہ صاحبہ کے آستانہ مرکزِ تجلّیات سے فیصل آباد منتقل ہونے کا ارادہ فرمایا، تو ایک دن حضرت صاحب فرمانے لگے:۔

"رابعہ! اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں آپ کے لئے اور آپ کے اہل و عیال کے لئے جو ذمہ داری عطا ہوئی، اُس فرض کو ہم نے پورا کیا۔"

اور پھر آپ فرمانے لگے:۔

"رابعہ!

(اب آپ نے جو کچھ کرنا ہے، اپنے طور کرنا ہے)۔ اب اگر آپ میں ہمت ہے تو خود اپنے بل بوتے پہ کھڑے ہو جائیے، اور کر کے دکھلایئے۔ میں نے آپ کو سرتاپا نور سے بھر دیا ہے۔"

کراچی سے ہجرت فرمانے سے پہلے حضرت صاحب نے خصوصی محفلیں منعقد فرمائیں، اور اُن محفلوں میں خود مسند نشینی ہو کر آپ نے آخری ارشادات عطا فرمائے، حالانکہ اُن دنوں حضرت صاحب کی طبیعت کافی ناساز تھی۔

جب حضرت صاحب کراچی سے منتقل ہو گئے، تو یوں لگا

Marfat.com

جیسے کراچی ویران ہو گیا۔ اس میں ایک عجیب سے خالی پن اور ایک ناقابلِ قبول خلاء کا احساس ہونے لگا۔ اور اس خلاء کو قلندرہ صاحبہ سے زیادہ اور کون محسوس کر سکتا تھا کہ جنہوں نے اپنی زندگی کا ہر ایک لمحہ حضرت صاحب کی خوشنودی و خدمت گذاری اور رضامندی کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اس ظاہری خلاء کا مقصد یہ بھی تھا کہ اب حضرت صاحب کے بغیر رہنے کی تیاری کروائی جائے، جو کہ ایک بہت کٹھن مرحلہ تھا۔ وقت تیزی سے گزرتا جا رہا تھا، امرِ الٰہی نزدیک سے نزدیک تر آتا جا رہا تھا، اور ان ہی دنوں حضرت صاحب باآواز بلند کلامہ شہادات کا ورد کرتے۔

جب جہانِ فانی سے وقتِ رخصتی عین قریب آگیا تو حضرت صاحب کی طبیعت بیحد ناساز ہو گئی، اور آپکی بیماری کے باعث آپ کو جمعرات کی شام ہسپتال کے انتہائی نگہداشت یونٹ یعنی آئی سی یو میں داخل کر دیا گیا۔ حضرت صاحب کی طبیعت کا ناساز ہونا قیامت سے پہلے قیامت کا پیش خیمہ بن گیا۔ قلندرہ صاحبہ اسی دن فیصل آباد پہنچ گیئں۔ آپ کی فیصل آباد روانگی سے ایک رات قبل کراچی میں محفل سماع میں قلندرہ صاحبہ نے مسند نشینی فرمائی۔ جمعہ کے دن حضرت صاحب کی طبیعت دیکھنے میں کافی بہتر لگ رہی تھی۔ حضرت صاحب نے

Marfat.com

قلندرہ صاحبہ سے آخری بار خوب ظاہری شفقت فرمائی، اور جیسے کہ اُن کا معمول تھا، محفل سماع کی تفصیلات کے بارے میں دریافت فرمایا۔ اُسی روز شام کے بعد سے حضرت صاحب کی طبیعت بگڑ گئی اور آپ پر استغراقی کیفیت وارد ہو گئی۔ اسی دوران حضرت صاحب پر غنودگی بھی طاری ہونے لگی۔ قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ اس وقت ہمیں معلوم ہو چکا تھا کہ اب حضرت صاحب کا رابطہ عالم بالا میں قائم ہو چکا ہے، اور آپ وہاں کے مکینوں سے گفتگو فرما رہے تھے۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب عالم استغراق میں فرماتے جاتے "اچھا" والد صاحب آئے ہوئے ہیں، والدہ صاحبہ بھی آئی ہوئی ہیں۔ قبلہ بھائی جان بھی موجود ہیں۔ حضرت صاحب کے خاندانِ عالیہ کی موجودگی اس بات کی گواہی تھی کہ اب حضرت صاحب ہم سے رخصت ہونے والے ہیں، قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ جب آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت صاحب کو اپنے ساتھ لے جانے کے لئے تشریف لائے تو اس وقت حضرت صاحب نے باادب اپنے دستِ پاک کو ہلاتے ہوئے بند کیا۔ حضرت صاحب نے اپنی آنکھوں کو آخری مرتبہ کھولا۔ پھر باادب اپنی نگاہوں کو جھکا لیا۔ یہ وہ وقت تھا

Marfat.com

جب دوست سے جا ملا تھا۔ جہانِ فانی رخصت ہوا اور عالم بقا کو ہمیشہ کے لئے آباد کر لیا۔ حضرت صاحب کے پردہ فرماتے ہی آپ کا ذکرِ جہری "اللہ اللہ اللہ" شروع ہو گیا اور آپ باآواز بلند ذکر اللہ تقریباً پنتالیس منٹ تک فرماتے رہے' ایسی ایمان افروز کرامت تو کوئی صاحبِ قدرت و کمال ہی دکھا سکتا ہے، جو اپنے خالق حقیقی کی بارگاہ میں ہوتے ہوئے اس جہانِ فانی میں بھی موجود تھا۔

حضرت صاحب کا وصال ۲۷ شعبان ۱۴۱۷ھ میں ہوا، اور انگریزی کلنڈر کے مطابق ۲۷ دسمبر ۱۹۹۷ء بروز ہفتہ کو ہوا۔ آپکی عمر مبارک ۷۵ کے قریب تھی۔ حضرت صاحب کو آخری غسلِ پاک ڈاکٹر حامد ترمذی کے گھر پہ دیا گیا۔ اور پھر اس کے بعد حضرت صاحب کو سپردِ نور کرنے کے لئے ان کی آخری آرامگاہ کراچی بذریعہ ہوائی جہاز لایا گیا۔

قلندرہ رابعہ ثانی فرماتی ہیں کہ جب حضرت صاحب کو کراچی لایا جا رہا تھا، تو ایک وقت حضرت صاحب کا دستِ مبارک اسٹریچر سے باہر نکل آیا۔ قلندرہ صاحبہ نے جیسے ہی حضرت صاحب کا دستِ مبارک اپنی جگہ رکھنا چاہا، تو حضرت صاحب نے فوراً قلندرہ صاحبہ کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا۔ قلندرہ صاحبہ

Marfat.com

فرماتی ہیں کہ اس وقت بھی حضرت صاحب کے دستِ مبارک میں وہی نرمی اور حرارت تھی جیسے حضرت صاحب کے دستِ مبارک میں ہمیشہ سے ہوتی تھی۔ آپ کا رخِ انور بھی تازہ پھول کی طرح کھل رہا تھا۔

قلندرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ جب ابدال قاضی علیم اللہ عارفی صاحب، حضرت صاحب کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کی اطلاع دینے محترم اسلم صاحب (حضرت صاحب کے چھوٹے بھائی صاحب) کی رہائش گاہ اسلام آباد پہنچے، تو قاضی صاحب کی ملاقات حضرت صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ سے ہوئی۔ حضرت صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ فرمانے لگیں کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں سے قبلہ والد صاحب اور والدہ صاحبہ کا گزر ہوا تھا اور فرما رہے تھے کہ افضل کو لینے جا رہے ہیں۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

گوری سوئے سیج پر مُکھ پر ڈارے کیس
چل خُسروؒ گھر اپنے سانجھ بھئی چو دیس
گجُرت ناہیں برہا کے دن اور بولت ناہیں کو پُکار
بدن سُوکھ کانٹا بھیو زنگی بھئی سب تار
پریت نگر کی ریت انوکھی مارے چکّر دیس بدیس
رُوت رُوت بھور بھئی کا نین لاگا جیون دیس
حضرت نظام الدّینؒ اولیاءؒ ان کے نُور کے میں بلہار
اَمرت ساگر جن کے پینے چشت بنا پھُلوار
بہت لاڈلے پیر کے اپنے
بہت لاڈلے پیر کے اپنے خُسروؒ بولے درد پُکار
گوری سوئے سیج پر مُکھ پر ڈارے کیس
چل خُسروؒ گھر اپنے سانجھ بھئی چو دیس

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1 -	وَرَفعنالکَ ذِکرکَ	5
2 -	نِسبت	10
3 -	فقیرِ محمّدی	15
4 -	میرے صابر رحمۃ اللہ علیہ	20
5 -	راہ طریقت	23
6 -	سوئے معرفت	27
7 -	کُن فیکُون	29
8 -	ولایت	32
9 -	عمرہ	34
10 -	تربیت	36
11 -	ملاقاتِ افضل رحمۃ اللہ علیہ	39
12 -	پناہ	45
13 -	برسات	48
14 -	مسجد کا سنگِ بنیاد	52
15 -	احوالِ اہلِ محبّت	58
16 -	تسبیح	63
17 -	میری مریدنی	65
18 -	سماع کے دوران انگریزی میں خطاب	67
19 -	حاضری حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ	71
20 -	حاضری حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ	74
21 -	اکیلے	75
22 -	مرشد کے حق میں دُعا	77
23 -	اثر انداز	80
24 -	نُورانی عکس	83
25 -	ٹرین	86
26 -	محفوظ	88
27 -	مولائی درویش	89
28 -	کراچی ہجرت	91
29 -	الہام	94
30 -	آگہی	97
31 -	درویش کی پیشین گوئی	99
32 -	مقصد	101
33 -	پرواز	104
34 -	سلسلۂ عارفیہ میں دستار بندی	106
35 -	نظامی نِسبت	107

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
36 -	حاضری مزار حضرت لال شہباز رحمۃ اللہ علیہ	109
37 -	نشانی	113
38 -	احوالِ تبرکِ مدینہ	114
39 -	اسلامک سینٹر	118
40 -	امامت	120
41 -	شفقت	122
42 -	اجازت	123
43 -	جلدی	125
44 -	فقیر کی ڈیوٹی	127
45 -	عارفی بچیوں پر خصوصی نظرِ کرم	129
46 -	کرم نوازی	132
47 -	پانی پلانے کا ثواب	142
48 -	برداشت	143
49 -	کوّوں کا بادشاہ	144
50 -	مکوڑا	146
51 -	مٹھائی	147
52 -	جذب	149
53 -	ڈیوٹی درویش مقرر کردہ درویش	151
54 -	مشکل کُشا	156
55 -	ٹریفک سگنل	158
56 -	گول گپّے	160
57 -	فقیری وظیفہ	162
58 -	جسکو سنبھال نہ سکو اسکے نزدیک مت جاؤ	164
59 -	سپردِ نور صلی اللہ علیہ وسلم	167
60 -	مسجدِ عارفین	171
61 -	آدابِ مسجد	176
62 -	مُقدّس وادی	178
63 -	نماز کی توفیق	180
64 -	تنبیہہ	183
65 -	دنیا کی حالت	184
66 -	خوش نصیب	185
67 -	احوالِ پُکار	187
68 -	احوالِ عالمِ ذِکر	190
69 -	بابا بشیر	193
70 -	مسز کٹھیان	196

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
71 -	احوالِ سفر	198	86 -	کوئی ہے؟	246
72 -	سائیں بابا	200	87 -	مدہوشِ تجلّیات	255
73 -	سمندری بزرگ	202	88 -	محفلِ تجلّیات	263
74 -	شبیہ والے بزرگ	204	89 -	احوالِ مُراقبہ	267
75 -	کون جیتا؟	206	90 -	یامخزنِ انوار	271
76 -	توجّہ	208	91 -	وسیلہ	273
77 -	دسترس	210	92 -	کون کس کے اندر	279
78 -	قیام گاہ	214	93 -	تجلّی آپ کے نور کی	291
79 -	متلاشی	217	94 -	سپردِ حق	295
80 -	پَردہ	222	95 -	فرمانِ نور	298
81 -	ظاہر	230	96 -	مطالعہ	302
82 -	بُقعۂ نور	232	97 -	بسیرا	303
83 -	دِل میں سودا	236	98 -	رقصِ کائنات	306
84 -	احوالِ تجلّیات	239	99 -	وقت رخصت	314
85 -	میرے آقائی مولائی مرشدی	242	100 -	گوری سوئے سیج پر	321

Marfat.com

نام کتاب ——— شاہِ افضلؒ میرے مولیٰ

ترتیب و پیشکش ——— حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

ناشر ——— حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

تاریخِ اشاعت	تعداد
ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ جون ۲۰۰۴ء	۵۰۰۰

ذخیرہ

e.mail: arfeen@cyber.net.pk

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com